360

مدیر اعلیٰ
حافظ عبدالرحمن مدنی
حفظہ اللہ
مدیر
ڈاکٹر حافظ حسن مدنی

ملتِ اسلامیہ کا علمی اور اصلاحی مجلہ

محدث

مارچ ۲۰۱۳ء

۲ طلبہ مدارس دینیہ کو کمپیوٹرز کی تقسیم
۴۴ انسان پر گناہوں کے بد اثرات
۲۰ اسلامی بنکاری؛ میزانِ شریعت میں
۹۲ شادی کے رواج؛ احادیثِ نبویہ کی روشنی میں

تبلیغ دین کیلئے مجلس التحقیق الاسلامی کی اُردو زبان میں عظیم الشان ویب سائٹس

محدّث لائبریری • محدّث فتویٰ • محدّث میگزین اور محدّث فورم

یومیہ 10,000 سے زائد وزیٹرز
دنیا بھر سے ہر لمحہ 1200 سے 1400 قارئین

اُردو زبان کی مقبول ترین
دینی ویب سائٹ اور فورم

زیر سرپرستی:	زیر اہتمام:	علمی نگران:	فنی نگران:
مولانا حافظ عبد الرحمٰن مدنی حفظہ اللہ ڈاکٹر حافظ حسن مدنی	حافظ انس نضر مدنی ڈاکٹر حافظ حمزہ مدنی	حافظ محمد زبیر قاری مصطفیٰ راسخ	محمد شاکر اعوان عمیر حسن راجہ

خصوصیات

- اسلامی کتب ومضامین اور فتاویٰ کے لیے مقبول ترین اور روزانہ اپ ڈیٹ ہونے والی اردو ویب سائٹس
- اسلامی لٹریچر اور شرعی مسائل کیلئے دنیا بھر سے ملنے والے مطالبوں کی تکمیل
- یومیہ ضروریات کے مطابق خصوصی اور اہم مضامین
- ویب سائٹ کے ہر صفحہ اور سروس پر تبصرے و جائزے اور تاثرات وشماریات کی سہولت

جاری پروگرام

1. محدث لائبریری (KitaboSunnat.com) یومیہ دو کتب و دو رسائل کا اضافہ۔۔۔آن لائن کتب 1455، آن لائن رسائل 692
   شعبہ رسائل: روزانہ ایک رسالہ کا آن لائن اضافہ۔۔۔محدث سمیت دیگر معاصر رسائل وجرائد (PDF)
   شعبہ مضامین: مختلف ایام اور حالات کی مناسبت سے شائع کیے جانے والے اہم مضامین
2. محدث فتویٰ (UrduFatwa.com) شرعی مسائل کے حل کیلئے بنایا گیا پلیٹ فارم جہاں سلفی منہج کے مطابق اردو زبان میں موجود تمام کتب فتاویٰ کو یونی کوڈ میں دینے کے ساتھ ساتھ اراکین کے سوالوں کے جواب بھی مفتیان کرام کی طرف سے دیے جاتے ہیں۔ (آن لائن فتاویٰ: 3500)
3. محدث میگزین (Mohaddis.com) سنہ 2000ء سے اب تک ماہنامہ محدث کے 13 سال کے شمارے (UnicodePDF)
4. محدث فورم (KitaboSunnat.com/forum) ڈیڑھ سال قبل شروع کیا جانے والا شرعی بحث ومباحثہ کا فورم
   موضوعات 10692، ترسیلات: 75298، اراکین: 1831
5. آن لائن تفسیر وحدیث کلاسز (wiziq.com/islamicinstitute) دنیا بھر کے لیے تفسیر ابن کثیر اور صحیح بخاری کی آن لائن ہفتہ وار فری کلاسز

درج ذیل مستند دینی رسائل پر کام جاری ہے:

a. ماہنامہ 'محدث' لاہور: پاکستان کا مشہور ومعروف تحقیقی مجلہ
b. سہ ماہی 'رشد': علوم قرآن کے لئے مخصوص لاہور اسلامک یونیورسٹی کا ترجمان
c. ماہنامہ 'الحدیث' حضرو: حدیثی موضوعات اور عالمانہ تحقیقات پر مشتمل مقبول مجلہ
d. ہفت روزہ 'الاعتصام' لاہور: پاکستان میں جماعت اہل حدیث کا علمی ترجمان

مستقبل کے منصوبے

1۔ محدث یونیکوڈ لائبریری 2۔ محدث آڈیو، ویڈیو سیکشن
3۔ لاہور اسلامک یونیورسٹی کی تین اسلامی لائبریریوں کی آن لائن فہارست کتب
4۔ محدث آن لائن یونیکوڈ حدیث پراجیکٹ: قرآن کریم اور احادیث مبارکہ کے مستند اردو تراجم

www.kitabosunnat.com

ملتِ اسلامیہ کا علمی و اصلاحی مجلّہ
magazine.mohaddis.com

ماہنامہ
مُحدِّث
لاہور پاکستان

مدیرِ اعلیٰ
حافظ عبدالرحمٰن مدنی حفظہ اللہ

مدیر
ڈاکٹر حافظ حسن مدنی

only for SMS
0333-4213525

شمارہ ۳۶۰ جلد ۴۵ — مارچ ۲۰۱۳ء، بمطابق جمادی الاولیٰ ۱۴۳۴ھ — عدد ۲

مجلسِ اِدارت
ڈاکٹر حافظ انس مدنی — ڈاکٹر حافظ حمزہ مدنی
ڈاکٹر حافظ محمد زبیر — محمد کامران طاہر

ترسیل کی شکایات
محمد اصغر
03054600861

زرِ سالانہ =/۳۰۰ روپے
فی شمارہ =/۳۰ روپے
بیرونِ ملک
زرِ سالانہ =/۲۰ ڈالر
فی شمارہ =/۲ ڈالر

Monthly Muhaddis
A/c No:984-8
UBL-Model Town
Bank Squre Market, Lahore.

دفتر کا پتہ
۹۹ جے، ماڈل ٹاؤن
لاہور 54700
042-35866476
35866396
Email:
muh@liu.edu.pk
Publisher:
Hafiz Abdur Rahman Madni
Printer:
Shirkat Printing Press, Lahore

فہرست مضامین

فکر ونظر

طلبہ مدارس دینیہ کو کمپیوٹرز کی تقسیم — ڈاکٹر حافظ حسن مدنی — ۲

وعظ وارشاد

انسان پر گناہوں کے بد اثرات — مسز رضیہ مدنی — ۲۰

اصلاح معاشرہ

شادی کے رواج؛ احادیثِ نبویہ کی روشنی میں — حافظ صلاح الدین یوسف — ۴۴

اصلاح معاشرہ میں مسجد کا کردار — محبوب عالم فاروقی — ۶۵

معیشت واقتصاد

اسلامی بنکوں میں رائج مضاربہ کی شرعی حیثیت — حافظ ذوالفقار علی — ۸۰

اسلامی بنکاری؛ میزانِ شریعت میں — عثمان صفدر — ۹۲

اسلام اور سائنس

انسانی فکر و عمل میں قلب کا کردار اور اسلام — طارق اقبال — ۱۰۲

Islamic Research Council

Designing: Crystal Art 16BB Central Plaza Barkat Market, Lahore 03237471861-2

محدّث کتاب وسنّت کی روشنی میں آزادانہ بحث وتحقیق کا حامی ہے ادارہ کا مضمون نگار حضرات سے کُلّی اتفاق ضروری نہیں!
مجلس التحقیق الاسلامی کے زیر اہتمام ملت اسلامیہ کا علمی اور اصلاحی مجلہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

طلبۂ مدارسِ دینیہ کو لیپ ٹاپ کمپیوٹرز کی تقسیم

اور سابق وزیر اعلیٰ پنجاب کے خطاب پر ایک نظر

پنجاب کے وزیر اعلیٰ میاں محمد شہباز شریف اپنے غیر معمولی ترقیاتی کاموں کی بدولت پاکستان کے موجودہ حکمرانوں کی صف میں ممتاز حیثیت اختیار کر گئے ہیں۔ لاہور میں میٹرو بس اور شاہراہوں کی تعمیر، امن وامان کی دیگر صوبوں کے مقابلے میں معیاری صورتحال، ڈینگی وائرس کے خاتمہ کی کامیاب جدوجہد، دانش سکولز، میرٹ سکالرشپس اور طلبہ میں لیپ ٹاپس کی اہلیت کی بنا پر تقسیم اُن کے قابل ذکر کارنامے ہیں۔

٦ مارچ ٢٠١٣ء کا دن اس لحاظ سے اہم تھا کہ اس دن لاہور کے عالی شان 'ایوانِ اقبال' میں پانچوں وفاق ہائے مدارسِ دینیہ سے منسلک دینی مدارس کے طلبہ میں چار ہزار لیپ ٹاپ کمپیوٹر تقسیم کرنے کی تقریب منعقد ہوئی۔ اس موقع پر وفاق المدارس العربیہ (دیوبندی) سے ملحق مدارس میں ١٢٠٠، تنظیم المدارس اہل سنّت (بریلوی) سے ملحق مدارس میں ١٠٠٠، جبکہ وفاق المدارس السّلفیہ، وفاق المدارس الشیعہ اور رابطۃ المدارس الاسلامیہ (جماعتِ اسلامی) کے طلبۂ مدارس میں ٥٠٠، ٥٠٠ کمپیوٹر لیپ ٹاپ کی تقسیم عمل میں آئی۔ اس مقصد کے لئے وفاقوں سے ملحقہ مدارس کے اُن طلبہ کو اس انعام کے لئے منتخب کیا گیا جنھوں نے وفاق کے آخری امتحان منعقدہ شعبان المعظم ١٤٣٣ھ میں ٧٠ فیصد یا اس سے زائد نمبر حاصل کئے ہیں۔ ان طلبہ میں لیپ ٹاپس کے انتہائی جدید ماڈل تقسیم کئے گئے جو ماضی میں سرکاری یونیورسٹیوں میں دیے جانے والے لیپ ٹاپس سے بہتر مالیت وکارکردگی کے حامل ہیں۔

ایوانِ اقبال میں سجائی گئی اس باوقار تقریب میں پانچوں وفاق ہائے مدارس کے ٢٠٠، ٢٠٠ منتخب طلبہ وطالبات کو اس اعزاز سے نوازا گیا۔ تقریب کا انتظام وانصرام اور لیپ ٹاپ کمپیوٹرز کی تقسیم کی نگرانی وزارتِ اوقاف ومذہبی اُمور، صوبہ پنجاب کے ذمّے تھی، جنھوں نے تمام وفاقوں کو مساوی نمائندگی دینے کے علاوہ طالبات کو مکمل باپردہ اور یکسر علیحدہ انتظام کے تحت

magazine.mohaddis.com

اس اِعزاز سے نوازا۔ تقریب کا انتظام وانصرام بھی بڑا مثالی تھا۔

یہ تقریب اس لحاظ سے بھی باعثِ خیر وبرکت تھی کہ عین نمازِ مغرب سے ۱۵ منٹ قبل شروع ہونے والی اس تقریب میں تلاوتِ قرآن مجید اور نعتِ رسول مقبول ﷺ کے فوراً بعد نمازِ مغرب کے لئے مکمل وقفہ کر دیا گیا اور تمام شرکا کے نماز ادا کرلینے کے بعد تقریب کی باضابطہ کاروائی شروع کی گئی۔ سرکاری تقریبات میں اس طرح نماز کا اہتمام ایک قابل اتباع رویہ ہے جس کا خیر مقدم اور پیروی کی جانی چاہئے۔ نمازِ مغرب کے فوراً بعد کمپیوٹر حاصل کرنے والے ممتاز طلبہ وطالبات کے اعزاز میں پنجاب پولیس کے دستے نے 'گارڈ آف آنر' بھی پیش کیا، اس موقع پر ہر وفاق سے ایک ایک نمائندہ شخصیت نے مختصر وقت میں اپنے اپنے تاثرات پیش کئے اور وزیر اعلیٰ پنجاب میاں شہباز شریف نے اِن طلبہ وطالبات کو مبارک باد پیش کرتے ہوئے اُن سے اپنا حالِ دل بھی بیان کیا۔ اپنی اُمیدیں، تمنائیں اور اپنے وِژن سے حاضرین کو آگاہ کرتے ہوئے جناب خادم اعلیٰ پنجاب نے بہت سی قابل ذکر باتیں کیں۔ یاد رہے کہ اس سے دو روز قبل لیپ ٹاپ تقسیم کرنے کی ایک تقریب ملتان کی بہاؤ الدین زکریا یونیورسٹی کے سیمینار ہال میں بھی منعقد ہوچکی تھی جس میں وزیر اعلیٰ کے معتمدِ خاص جناب ذو الفقار کھوسہ نے جنوبی پنجاب کے طلبۂ مدارس میں لیپ ٹاپ کمپیوٹر تقسیم کئے تھے۔

دینی مدارس میں لیپ ٹاپس کی یہ تقسیم اس لحاظ سے خوش آئند اور تاریخ ساز قرار دی جاسکتی ہے کہ اسلام کے نام پر حاصل کئے جانے والے وطن عزیز میں مدارسِ دینیہ کے طلبہ کی پذیرائی اور اُن پر حسن اعتماد کا یہ ایک قابل ذکر واقعہ ہے، بلکہ بعض حاضرین کے خیال میں اسے تاریخ پاکستان کا ایسا اوّلین قدم قرار دیا جاسکتا ہے جس میں طلبۂ مدارس کو سرکاری سطح پر اپنائیت اور اعتماد و محبت دی گئی۔ لیپ ٹاپ کمپیوٹرز کی یہ تقسیم اس لحاظ سے بھی مبارک ہے کہ حکومتِ پنجاب کے اس اقدام کے ذریعے ان طلبہ کو سکول وکالج کے طلبہ کے مساوی طالبِ علم ہونے کی حیثیت کو تسلیم کیا گیا، اور علوم اسلامیہ کی تعلیم و تدریس میں حکومت اور معاشرے کی دلچسپی کو اُجاگر کیا گیا۔ حکومتِ پنجاب کا یہ اقدام اس لحاظ سے بھی غیر معمولی معنویت رکھتا ہے کہ یہ اقدام ایسے وقت میں کیا گیا جب اَغیار کی سازشوں سے متاثر ہوتے اور اُن کے ہاتھوں میں کھیلتے ہوئے دینی مدارس اور علمائے اسلام کو معاشرے کا ایک غیر مفید بلکہ مخالف عنصر قرار

مجلس التحقیق الاسلامی کے زیر اہتمام ملت اسلامیہ کا علمی اور اصلاحی مجلہ

دینے کی سازشیں زوروں پر ہیں!!

دینی مدارس سے میڈیا کے اربابِ اختیار کی بدگمانی اور امتیازی رویّے کا یہ عالم ہے کہ اگلے روز کے اخبارات میں روزنامہ 'نوائے وقت' کی ایک مختصر خبر کے علاوہ، اس غیر معمولی واقعہ کی نمایاں خبر شائع کرنے یا کسی ٹی وی چینل پر نشر کرنے کی توفیق بھی کسی کو نصیب نہیں ہوئی۔ الغرض حکومت کے جن مشیران نے وزیر اعلیٰ کو اس طرف متوجہ کیا اور اُنہوں نے اس اقدام کو منظور کرکے خاص اہمیت دی، اُس پر ہمیں ان کا شکر گزار ہونا چاہئے۔

اس اعزاز کی اہمیت و معنویت سے آگے بڑھتے ہوئے، یہاں یہ بات قابل توجہ ہے کہ مغربی تہذیب اپنے جلو میں جن مفاسد کو لے کر آرہی ہے، ان میں بے حیائی، فحاشی، رقص و میوزک، مرد وزَن کے عشق و فسق پر مبنی آزادانہ تعلقات سرفہرست ہیں، ان خرابیوں پر مغربی تہذیب کے نظریاتی مغالطے: مرد وزَن کی مزعومہ مساوات، مادر پدر آزادی، انسانی حقوق کے من چاہے معیار، جمہوریت، مادیت، دنیوی افادیت اور دین بیزاری کے الحادی اور خانہ ساز نظریے مستزاد ہیں، اور اہل مغرب ان تمام عملی و نظریاتی حربوں کو دنیا بھر میں اپنے میڈیا کے ذریعے پھیلا رہے ہیں۔ فی الوقت کمپیوٹر کی سکرین سے زیادہ کوئی شے موزوں تر نہیں جس کے ذریعے یہ حیاباختہ اور الٰہیت بیزار تہذیب تقویت حاصل کرسکے۔ ایک وقت تھا کہ کسی گھر کے اوپر ڈش کی موجودگی، کسی شخص کے پاس انسانی تصاویر، کسی گھر میں ٹی وی اور وی سی آر وغیرہ کا وجود، اُس کے برے تعارف کے لئے کافی سمجھے جاتے تھے۔ آج تہذیبِ مغرب کا دباؤ اس حد تک جا پہنچا ہے کہ مذکورہ بالا تمام خرابیاں جن کے خاتمے کے لئے علما اور مدارس و مساجد نے برسہا برس بھرپور مہم چلائے رکھی اور مغربی تہذیب کو پنپنے سے روکے رکھا، آج ہر ایک کے ہاتھ میں ہیں، برائی کا احساس ہی مٹ چکا، حتیٰ کہ انہی مدارس کے طلبہ واساتذہ کو اُسی کمپیوٹر کا تحفہ دیا جارہا ہے۔

موبائل فون کی سکرین، کیمرے، انٹرنیٹ، میوزک اور ایس ایم ایس کی سروسز اس وقت سنگین خرابیوں کی بنیاد بنتی جارہی ہیں۔ رنگین موبائل فونوں میں فحش مناظر کی فلمیں اور بے ہودہ گانے اس قدر معمول کی چیز بن گئے ہیں کہ ان مضرات کی بنا پر بہت سے دینی مدارس میں کیمرے یا میموری کارڈ والے موبائل فون استعمال کرنے پر پابندی ہے، حتیٰ کہ بعض اداروں میں تو ہر قسم کے موبائل فون کو رکھنا سرے سے ممنوع ہے کیونکہ طلبہ کے لئے ہمہ وقتی رابطہ کوئی ایسی سنگین ضرورت نہیں جس سے اُن کی روزمرہ تعلیم کا معیار متاثر ہوتا ہو۔ مدارس میں

ماحول کو پاکیزہ رکھنے کی ان کوششوں کے تناظر میں طلبہ مدارس کے ہاتھ میں لیپ ٹاپ کا تھما دینا مغربی ثقافت کا ایک نیا چیلنج اور مہلک خرابی کا پیش خیمہ ثابت ہو سکتا ہے۔

کمپیوٹر کا ایک مذموم استعمال تو وہ ہے جس کی طرف اوپر اشارہ کیا گیا اور اکثر و بیشتر کمپیوٹر انہی کاموں کے لئے استعمال کیا جاتا ہے، جس کی شہادت مختلف عوامی سروے دے چکے ہیں۔ تاہم کمپیوٹر کے مفید استعمالات بھی اتنے ہی زیادہ ہیں جن کی بنا پر اس کو شرّ محض قرار نہیں دیا جاسکتا، لیکن اس کے لئے ضرورت اس بنیادی امر کی ہے کہ کمپیوٹر کو مفید مصرف کے لئے وہی شخص استعمال کرتا ہے جس کے پاس کوئی مفید مصروفیت اور مثبت ہدف و مقصد کا وجود ہو۔ یہ بات بھی ہم بخوبی جانتے ہیں کہ اس وقت پاکستان کی نوجوان نسل مفید مصروفیتوں اور مثبت مقاصد پر کتنی توجہ دیتی ہے یا ہمارے تعلیمی ادارے طلبہ کو تعمیری کاموں میں کتنا کھپا رہے ہیں۔

یورپی ممالک میں ہر بالغ فرد پر اپنی مالی کفالت کی ذمہ داری ہونے کے سبب اسے کوئی مفید مصروفیت تلاش کئے بغیر چارہ نہیں ہوتا، جس سے وہ اپنا روزہ مرہ خرچ چلائے۔ اسلام نے بھی اسی بنا پر بالغ لڑکوں کی کفالت کی ذمّہ داری والدین پر نہیں ڈالی، اس سے اُنہیں مفید شہری بننے اور باشعور حیات کے آغاز سے ہی بہت کچھ سیکھنے کا موقع ملتا ہے۔ تاہم پاکستان میں مشرق و مغرب کی جو ملغوبہ ثقافت ہم نے متعارف کرا رکھی ہے، اس میں نوجوان نسل کی فارغ البالی، ماں باپ کے سر پر بوجھ بن کر بیٹھے رہنا اور اعلیٰ تعلیمی مراحل کے دوران اپنی عمر کے قیمتی سالوں کو ضائع کرنا ایک سنگین مسئلہ ہے۔ پاکستان میں وزیر اعلیٰ پنجاب نے طلبہ وطالبات کے ہاتھوں میں لیپ ٹاپ تھما کر دینی مدارس کے اساتذہ اور طلبہ کو ایک مشکل امتحان میں ڈال دیا ہے۔ ان کمپیوٹروں کے مفید استعمال اور نوجوانوں کو مشغول کرنے کی طرف توجہ نہ کی گئی تو یہ ایک خطرناک قومی المیہ بھی ثابت ہو سکتا ہے!!

ایک اسلامی تعلیمی ادارہ کے 'ناظم تعلیمات' ہونے کے ناطے میں یہ بات اپنے تجربے کی بنا پر کہہ سکتا ہوں کہ کمپیوٹر سائنس کے طلبہ کو چھوڑ کر، مضامین یا اسائنمنٹس کے سوا لیپ ٹاپ کا اعزاز دیے جانے والے ان نوجوانوں کے پاس ان کا کوئی مفید ایسا مصرف نہیں جو اس سے مثبت استفادہ کو پروان چڑھائے۔ اور یہ تو تعلیم سے وابستہ ماہرین بخوبی جانتے ہیں کہ کتنے طلبہ مضامین یا اسائنمنٹس کی تیاری سنجیدگی سے کرتے ہیں۔ طلبہ کی تعلیم میں سنجیدگی کا یہ عالم ہے کہ کمپیوٹر کی مدد سے نئی تحقیق کی بجائے پرانے مضامین کو دوبارہ پیش کرنے کا رجحان روز افزوں ہے اور

magazine.mohaddis.com

اس پر قابو پانا مشکل ہوتا جارہا ہے۔ البتہ کمپیوٹر عملی تحقیق سے وابستہ، یا دعوت و تبلیغ میں مصروف اور کسی ملازمت پیشہ شخص کے لئے، دورانِ ملازمت اس کو ملنے والے کاموں کا بڑا اچھا معاون ثابت ہو سکتا ہے۔

مغرب کے نظریۂ تعلیم کی ایک خوبی یہ ہے کہ وہاں ثانوی تعلیم کے بعد پیشہ وارانہ مراحل میں تعلیم کے دوران صرف تھیوری یا نظریہ پر اکتفا نہیں کیا جاتا، بلکہ اس تعلیم کے دوران ان کا نصف سے زائد وقت ان طلبہ کو ان عملی مسائل کا سامنا کرنے کی تربیت بھی دینا ہے جس میں وہ تحصیل علم کے بعد اپنی صلاحیتیں کھپائیں گے۔ تعلیم کو عملی مراحل کے ذریعے مکمل کرنا ایک طرف اُن کے نظریات میں نکھار اور تجربہ و بصیرت پیدا کرتا ہے تو دوسری طرف ان نوجوانوں کی مالی مشکلات کا حل بھی ان جز وقتی ملازمتوں کے ذریعے موجود ہوتا ہے۔ اور جب یہ طلبہ اپنے کمائے گئے پیسے سے اپنے اساتذہ سے رہنمائی حاصل کرتے ہیں اور عملی مسائل کا سامنا کرتے ہوئے تعلیمی مراحل طے کرتے ہیں، تو اُنہیں اس رہنمائی کی قدر و قیمت اور ان سے کامل استفادہ کی توفیق ارزاں ہوتی ہے اور بعد از تکمیل علم اُنہیں کئی سال ملازمت کے انتظار میں ضائع کرنے کی بجائے، فوراً بعد ہی مفید اور کارآمد مصروفیت و ملازمت بھی میسّر آجاتی ہے۔ چنانچہ نوجوانوں کی غیر معمولی صلاحیت کو مفید بنانے کے لئے جہاں ایک طرف اُنہیں والدین پر بے جا انحصار سے نکالنا ضروری ہے تو دوسری طرف اُن کے لئے جز وقتی ملازمتیں پیدا کرنے کی بھی اشد ضرورت ہے۔ ہم نے مغربی تعلیم کی بے انتہا تفصیلات تو گہرائی میں اُترے بغیر حاصل کرلی ہیں، لیکن ان کی پروفیشنل تعلیم کے اس پہلو کو سنجیدگی سے لینے کی طرف توجہ نہیں کی۔

یاد رہے کہ مغرب میں ایسی تعلیم جس پر بعد میں انسان کے معاش کا انحصار ہو، انتہائی مہنگی ہے اور حکومت صرف بنیادی تعلیم تک تعاون کرتی ہے، اس مرحلہ کو طالب علم کو اکیلے ہی عبور کرنا ہوتا ہے، جس کے لئے اسے آسان تعلیمی قرضے وغیرہ دینے کی سہولتیں موجود ہوتی ہیں۔ اس طرح طلبہ میں احساسِ ذمہ داری اور محنت و یکسوئی سے تعلیم حاصل کرنے کا رویہ پروان چڑھتا ہے۔ الغرض اگر ہمارے طلبہ تعلیم یا عملی زندگی کے بارے میں سنجیدگی کا مظاہرہ نہیں کرتے تو کمپیوٹر وانٹرنیٹ جیسے ہتھیار کے غلط اور مخربِ اخلاق نتائج ظاہر و باہر ہیں، کیونکہ ان کے غلط استعمال کیلئے بہر حال کسی انتظام و تدبیر کی ضرورت نہیں ہے اور اسکا داعیہ اس خطرناک عمر میں سب سے قوی ہوتا ہے، نفس امارہ اور شیطان کی ہر دم ترغیب اس پر مستزاد ہے۔

کمپیوٹر وانٹرنیٹ کی مثال چھری اور چاقو کی سی ہے، اگر اس چھری سے کوئی مفید کام کرنے

مجلس التحقیق الاسلامی کے زیر اہتمام ملت اسلامیہ کا علمی اور اصلاحی مجلہ

magazine.mohaddis.com

کی راہ اور داعیہ موجود ہو تو یہ ایک بہترین ہتھیار ہے، وگرنہ نادانوں کے ہاتھوں میں چھریاں چاقو تھما کر اُنہیں زخمی ہی کیا جاسکتا ہے۔ ان آلاتِ ٹیکنالوجی کی اس مہلک تاثیر کو دیکھتے ہوئے بعض اہل نظر وزیر اعلیٰ کے اس اقدام کو 'منظم نسل کشی' سے بھی تعبیر کرتے ہیں، اگر ان کمپیوٹرز کے مثبت استعمال کے لئے کوئی منصوبہ بندی نہیں کی جاتی۔

ہم حکومتِ پنجاب کو متوجہ کرنا چاہتے ہیں کہ وہ نونہالانِ قوم کے لئے مفید و بامقصد مصروفیات پیدا کرنے کی طرف بھی کاروباری اور تعلیمی طبقوں کو توجہ دلائیں گے کیونکہ ان نوجوانوں کی شکل میں صنعتوں اور کاروباروں کو سستے داموں باہنر لوگ بھی حاصل ہوسکتے ہیں۔

اسی طرح دینی اداروں کے منتظمین اور مہتممین کو ہم یہ توجہ دلانا چاہیں گے کہ جن نوجوانوں کو بڑی محنت سے اُنہوں نے کالج ویونیورسٹی کے آزادانہ ماحول سے بچا کر رکھا اور ان کو قلب ونظر کی پاکیزگی سکھانے کی کوشش کی ہے، وہ اس مرحلے پر اپنے نونہالوں کی سرپرستی کسی صورت ترک نہ کریں۔ علوم اسلامیہ اس لحاظ سے دینی ودنیوی ہر نوعیت کے علوم پر فوقیت رکھتے ہیں کہ ان میں کمپیوٹر کے اسلامی ودینی استعمالات کے بے حد وحساب مواقع موجود ہیں۔ یہی کمپیوٹر اسلامی تعلیم وتبلیغ کا ایک شاندار آلہ ہے۔ اُنہیں فوری طرح طور پر اپنے طلبہ کو عربی واُردو زبانوں میں کمپیوٹر کے استعمال کی تربیت دے کر، ہزاروں اسلامی کتب کے بیش بہا ذخیرے سے متعارف کرانا چاہئے، یہ طلبہ کمپیوٹر کے استعمال سے کس طرح گھنٹوں میں بہترین تقریر اور معیاری باحوالہ تحریر تیار کرسکتے ہیں، اس میدان میں اُن کی بھرپور رہنمائی پر مشتمل باضابطہ کلاسیں شروع کرنا چاہئیں۔ تبھی وہ ان طلبہ کے ہاتھ تھمائے جانے والے اس خطرناک آلے کی حشر سامانی سے محفوظ رہ سکتے اور اس کے بہتر نتائج حاصل کرسکتے ہیں۔

جدید دور کا انسان انٹرنیٹ سے ہر لحہ استفادہ کررہا ہے، اس بنا پر جہاں اس کا دائرۂ معلومات وسیع ہے، وہاں اس کے پیش کردہ کام کا معیار بھی بلند تر ہے۔ مدارس دینیہ سے وابستہ اہل علم کو بھی ان جدید ذرائع کو استعمال کرنا ہوگا، وگرنہ وہ اسلام کی ترجمانی اور اس کو درپیش تحدیات کا شافی جواب نہیں دے سکیں گے۔ غیر مسلموں کے علاوہ، ملحد و دہریوں اور باطل نظریات رکھنے والے انٹرنیٹ پر اسلام کی صورت مسخ کرکے پیش کررہے ہیں، حتیٰ کہ انٹرنیٹ پر اسلام کی ترجمانی کرنے والی ویب سائٹس کفار و مستشرقین یا قادیانیوں کی قائم کردہ ہیں جس سے علم

مجلس التحقیق الاسلامی کے زیر اہتمام ملت اسلامیہ کا علمی اور اصلاحی مجلہ

magazine.mohaddis.com

و تحقیق کے میدان میں اسلامی تعلیمات کا حلیہ بگاڑا جارہا ہے، ان حالات میں اسلام کے دفاع کا تقاضا یہ ہے کہ ہمارے طلبہ اس میدان میں بھی اپنے آپ کو تیار کریں۔

علم کے تقاضے اس دور میں جہاں تیز رفتاری کے متقاضی ہیں، وہیں اس کے لئے بیش قیمت وسائل بھی درکار ہیں۔ علم دین سے وابستہ لوگوں کے پاس اتنا کثیر سرمایہ اور ایسے مالی وسائل موجود نہیں کہ وہ شریعتِ اسلامیہ اور اسلام کی ترجمانی پر شائع ہونے والی قیمتی کتب ہر لمحہ اپنے پاس محفوظ و مرتب رکھ سکیں۔ ان حالات میں کمپیوٹر اسلامی سکالرز کے لئے ایک بیش قیمت تحفہ ہے جس کی مدد سے وہ ہزاروں بلکہ لاکھوں تحریریں اپنے پاس انتہائی سستے داموں محفوظ رکھ سکتے ہیں۔ اسلام کے حوالے سے بہت سے ایسے انڈیکس، امدادی سافٹ ویئر اور تلاش و جستجو کے ایسے ذرائع کمپیوٹر کی سکرین پر دستیاب ہیں، جو روایتی ذرائع کتب و کیسٹ پر سرے سے موجود ہی نہیں ہیں۔ کمپیوٹر کے ذریعے اپنے پیغام چاہے وہ تحریری ہو، یا تقریری، تبلیغی ہو یا دعوتی، اس کو بہت وسیع پیمانے پر سستے داموں پھیلایا جاسکتا ہے، یوٹیوب پر چند ہزار روپے میں ٹی وی چینل چلایا جاسکتا ہے، ویب سائٹوں کے ذریعے درجنوں کتب میسّر کی جاسکتی اور پڑھی جاسکتی ہیں، آن لائن تدریسی ویب سائٹوں کے ذریعے درس و تدریس کے سلسلے کو زمان و مکان کی حدود سے نکال کر پوری دنیا تک وسیع کیا جاسکتا ہے، علمی و دینی موضوعات پر تبادلہ خیال کے انٹرنیٹ فورم موجود ہیں، قارئین و سامعین کے ایک بڑے حلقے تک چند روپوں میں اپنی بات پہنچائی جاسکتی ہے، فیس بک و ٹوئٹر کے ذریعے سماجی تحریک بپا کی جاسکتی ہے۔ مختصراً ان چیزوں کا اس لئے اشارہ کر دیا گیا ہے تاکہ مدارس کے ذمہ داران اس آلۂ خیر و شر کو مفید سمت استعمال کرنے کی طرف اپنے طلبہ کی صلاحیتوں کو یکسو کریں، اس کے لئے اُنہیں تربیتی کورسز کرائیں تاکہ یہ طلبہ دین اسلام کے سفیر اور مؤثر داعی بن کر، اسلام کے پیغام اور موقف کو دنیا کے کونے کونے میں پہنچادیں۔

میاں محمد شہباز شریف کے ارشادات

میاں محمد شہباز شریف نے اپنے خطاب میں بہت سی اچھی باتیں کہیں، اُن کی یہ خوبی ہے کہ وہ جو سمجھتے ہیں، برملا اس کا اظہار کرتے ہیں۔ راقم الحروف کو کئی اجلاسوں میں اُن کے اس رویے

مجلس التحقیق الاسلامی کے زیر اہتمام ملت اسلامیہ کا علمی اور اصلاحی مجلہ

magazine.mohaddis.com

اور مزاج کا اِدراک ہوا، تاہم اُن کے بہت سے خیالات ایسے ہیں جن سے اتفاق نہیں کیا جاسکتا۔ کسی حکمران کے لئے محض مقبول و محنتی ہونے کے علاوہ نظریاتی طور پر بھی واضح اور دوٹوک ہونا اشد ضروری ہے، جس کے بغیر معاشرے کو درست سمت ترقی نہیں دی جاسکتی۔ ایسے حکمران جو واضح نظریات کے حامل تھے، اُنہی کے اقدامات کی تاثیر ہمیشہ دیرپا اور قائم و دائم رہتی ہے۔

وزیر اعلیٰ نے طلبہ مدارس اور اساتذہ کرام سے بجا طور پر فرمایا کہ

① فرقہ واریت ایک ناسور ہے، اور آج فرقہ واریت و تشدد نے ہمیں اس مقام پر پہنچایا ہے کہ کراچی تا خیبر ہر سو خون بہہ رہا ہے۔ مقتول بھی پاکستانی مسلمان ہے اور قاتل بھی۔ کیا پاکستان تمام مسالک کے پیروکاروں نے مل کر نہیں بنایا تھا، مینارِ پاکستان تلے تمام مکاتبِ فکر اکٹھے تھے۔ آج ہم فرقہ واریت کا شکار ہو کر اغیار کے آلہ کار بنے ہوئے ہیں، ہم اُن کا کام اپنے ہاتھوں انجام دے رہے ہیں۔ اُن کو جھک کر سلام کرتے، ان کے مقاصد کو پورا کرتے اور آپس میں مل بیٹھنے کو بھی تیار نہیں۔ حرم پاک میں تو کوئی فرقہ واریت نہیں ہے، سب ایک امام کے پیچھے سکون و وقار سے نماز ادا کرتے ہیں، اور کوئی کسی کے خلاف فتویٰ بازی نہیں کرتا۔ فروعی مسائل کی بنا پر وہاں کوئی تلخی نہیں ہوتی۔ ہر ایک کو اپنا مسلک مبارک ہو لیکن ہم میں برداشت ہونی چاہئے۔ میں آپ کو الزام نہیں دے رہا، حکومت کا فرض ہے کہ انتظامی طور پر معاملات کو ٹھیک کیا جائے اور مدارس کا فرض ہے کہ امن، بھائی چارہ اور محبت و رواداری کو پروان چڑھانے کی تلقین کریں۔ کیا کوئی اسلامی ملک ایک دوسرے کا گلا کاٹ کر زندہ رہ سکتا ہے، کوئی ملک کیا اس طرح پروان چڑھ سکتا ہے؟ ترکی میں آج مساجد بھر رہی ہیں، لوگ دین کی طرف رجوع کر رہے ہیں، ایک طرف ان کے ہاں شراب پر سرکاری پابندی نہیں ہے، جو دراصل ہونی چاہئے لیکن اس ملک میں کوئی کسی کا گلا نہیں کاٹتا۔ امن، تحمل اور برداشت کا دور دورہ ہے اور ملک ترقی کر رہا ہے۔ انتظامی اور سرکاری ذمہ داری سے میں صرفِ نظر نہیں کرتا لیکن لوگوں میں تحمل پیدا کرنا تو علماے کرام کا کام ہے۔ میں پاکستان کو کمزور ہوتا اور ٹوٹتا دیکھ رہا ہوں۔ میں آپ سے التجا کرتا ہوں کہ اس فرقہ واریت اور قتل و تشدد کے ناسور کا مل کر خاتمہ کریں۔ یہ اسلام اور پاکستان کا بہت بڑا تعارف ہے۔

② اُنہوں نے طلبہ کو اپنا پیغام دیتے ہوئے کہا کہ مجھے کئی ایک ممالک میں جانے کا موقع ملا، وہاں میں نے دیکھا کہ ایک شخص بہترین تلاوتِ قرآنِ کریم کرنے کے بعد، انجنیئرنگ

مجلس التحقیق الاسلامی کے زیر اہتمام ملت اسلامیہ کا علمی اور اصلاحی مجلہ

magazine.mohaddis.com

کے سیمینار میں بہترین 'پریزنٹیشن' پیش کررہا ہوتا ہے، کوئی ڈاکٹر خوبصورت نعتِ رسول ﷺ سنانے کے ساتھ ساتھ اپنے میدان میں بھی پیشہ ورانہ مہارت کا حامل ہوتا ہے۔ مسلم ممالک میں فزکس، ریاضی، سیاست، زراعت کے شعبوں کے مہارت کے ساتھ ساتھ دینی تعلیم کی مہارت بھی بیک وقت پائی جاتی ہے۔ مراکش کے شہر کاسابلانکا (دارِ بیضا) سے ملائشیا کے کوالالمپور تک چلے جائیں تو ہمیں دینی علوم کے ماہرین ان تمام شعبوں میں کام کرتے دکھائی دیں گے، لیکن افسوس کہ ہمارے ملک میں ایسا بہت کم ہے۔ آج لیپ ٹاپ کی تقسیم کے ذریعے ہم دینی مدارس کے طلبہ کو معاشرے کی تعمیر وترقی سے منسلک اور ہم آہنگ کرنا چاہتے ہیں کہ وہ دین ودنیا کے جامع ہوں۔ اسی سے پاکستان کی ترقی اور خوش حالی وابستہ ہے۔ ان لیپ ٹاپس کے ذریعے انٹرنیٹ پر ملنے والے مضامین میں آپ دیکھیں گے کہ مسلمانوں نے کس طرح سائنس وٹیکنالوجی میں ترقی کی، مسلمانوں نے سائنسی علوم میں کس طرح نام پیدا کیا۔ اندلس اور ہندوستان میں کتنی صدیاں اسلامی ریاست پروان چڑھتی رہی، انٹرنیٹ کے ذریعے آپ کئی اُلجھے مسائل کی تحقیق کے قابل ہوسکیں گے۔ آج ہمارے مدارس میں سارازور نظریہ اور تھیوری پر لگا دیا جاتا ہے اور عملی مسائل سے پوری طرح صرفِ نظر کیا جاتا ہے، مسلم معاشرے کے زندہ مسائل بھی ہمارا موضوع ہونے چاہئیں۔ ہمارے مدارس کو چاہئے کہ ان ممالک کی اتباع میں اپنے مدارس میں جدید علوم اور ٹیکنالوجی کو فروغ وپروان چڑھائیں، مدارس کے طلبہ کا جدید علوم سے گریز اور معاشرتی ارتقاسے پیچھے رہنے کا رویہ فوری اصلاح اور مؤثر جدوجہد کا متقاضی ہے۔

③ وزیر اعلیٰ نے پاکستان کی پریشان کن صورتحال پر گفتگو کرتے ہوئے کہا کہ پاکستان ہر سمت جل رہا ہے، ہم پر ۶۰ ارب ڈالر کے قرضے ہیں، ہر پیدا ہونے والا بچہ سیکڑوں روپے کا مقروض ہے۔ ان پر ہمیں ہر سال کروڑوں روپے سود ادا کرنا ہوتا ہے، جو میں جانتا ہوں کہ غیر اسلامی ہے لیکن کیا کریں، دنیا کے سارے مسلم ممالک میں سود کا ہی نظام چل رہا ہے۔ ہم کبھی غور نہیں کرتے کہ ہمارے تھانے کیوں ظلم کا گہوارا بنے ہوئے ہیں، عدالتیں کیوں انصاف نہیں دیتیں، ہمیں دنیا بھر سے کیوں ڈکٹیشن ملتی ہے اور اہل مغرب ہمارے خون میں ڈوبے ہوئے چند سکے ہماری طرف امداد کے نام پر پھینک کر ہماری خود مختاری سے کھیلتے ہیں۔ جب تک یہ کشکول کا یہ سلسلہ ختم نہیں ہوگا، پاکستان اپنی منزل پر نہیں چل سکتا۔

مجلس التحقیق الاسلامی کے زیر اہتمام ملت اسلامیہ کا علمی اور اصلاحی مجلہ

magazine.mohaddis.com

④ میں علمائے کرام اور طلبہ علومِ دینیہ کے اس باوقار اجتماع میں آپ کو یہ پیغام دینا چاہتا ہوں کہ ہمیں یکسو اور متحد ہو کر غربت کے خاتمے کے لئے کوششیں کرنی چاہئیں اور محراب ومنبر سے غربت کے خاتمے کی مؤثر جدوجہد ہونی چاہئے۔

⑤ اُنہوں نے آخر میں اپنا پیغام ان الفاظ میں طلبہ کو دیا کہ

"ہمیں پاکستان کو عظیم تر ریاست بنانا ہے، سائنس کو اپنا زیور بنانا ہوگا، غربت وجہالت کی اتھاہ گہرائیوں سے پاکستان کو نکالنا ہے، ہمیں ان مقاصد کے حصول کے لئے متحد ہوجانا چاہئے۔"

تبصرہ

میاں محمد شہباز شریف کے مذکورہ بالا بہت سے خیالات قابل قدر ہیں، بالخصوص فرقہ واریت کے بارے میں ان کا تجزیہ اور شکوہ عین درست ہے۔ تاہم ان کے خطاب میں بعض اُمور قابل توجہ ہیں۔ تعلیم کے ضمن میں اربابِ مدارس کو ہی جدید علوم کی تلقین کافی نہیں اور اس پر اُن کا معاصر مسلم دنیا سے استدلال بھی درست نہیں۔ مروّجہ دینی مدارس مسلم معاشرے میں علومِ شریعت کے ماہرین اور تفقہ فی الدین کی صلاحیت رکھنے والے افرادِ کار تیار کرنے کے ادارے ہیں، جیسا کہ حرمین کی سرزمین، سعودی عرب کی اسلامی جامعات بھی انہی مخصوص مقاصد کے لئے سرگرم ہیں۔ ان دینی اداروں میں سماجی علوم کا تعارف بھی پڑھا پڑھایا جانا چاہئے لیکن جس ضرورت کی طرف جنابِ وزیر اعلیٰ نے اشارہ کیا ہے، وہ دراصل پورے مسلم معاشرے کے عوام الناس کو دی جانے والی معیاری اور وسیع تر اسلامی تعلیم کا ثمرہ ہے۔ درحقیقت تفقہ فی الدین کے متخصص تیار کرنے کے علاوہ اسلام کا عامّۃ المسلمین سے بھی یہ لازمی شرعی تقاضا ہے کہ وہ دین کے 'معقول اور ضروری علم کے حامل' ہوں۔[1] جناب وزیر اعلیٰ کو اپنے اس مبارک جذبہ کی تکمیل کے لئے صوبہ پنجاب اور ملک بھر کے سکول وکالج میں علومِ اسلامیہ کی تربیت کو اس معیار پر پہنچانا چاہئے کہ وہاں سے نکلنے والے ڈاکٹر وسائنس دان تلاوت ونعتِ رسولؐ کے علاوہ کسی ایک موضوع پر گاہے اسلامی موقف کی بھی ترجمانی کی صلاحیت رکھتے ہوں۔ جس طرح فزکس وکیمسٹری کی مسلم معاشرے میں بصیرت ومہارت کی ضرورت ہے، اسی طرح اس معاشرے کی علومِ نبوت میں بھی مہارت اوّلین اور بنیادی تقاضا ہے، اور ان

---

1 فرمانِ نبویؐ: «طلب العلم فریضة علی کل مسلم» (سنن ابن ماجہ: ۲۲۹)

مجلس التحقیق الاسلامی کے زیر اہتمام ملت اسلامیہ کا علمی اور اصلاحی مجلہ

magazine.mohaddis.com

تمام شعبہ ہائے حیات میں باہمی ربط وارتباط بھی ہونا چاہئے۔ یہ درست ہے کہ مدارسِ دینیہ میں سماجی علوم کے تعارف اور عملی مسائل پر توجہ کو بڑھانا چاہئے لیکن اس سے بڑی ضرورت یہ ہے کہ معاشرے کے ۹۵ فیصد نظام تعلیم یعنی سکول وکالج میں اسلام کی تعلیم اس سے کہیں قوی اور وسیع تر ہونی چاہئے۔ جب حکومت ان اداروں کو بیش بہا تعلیمی بجٹ دیتی اور اُن کی اسناد کو تسلیم کرکے، اُنہیں معاشرے میں واضح اور متعین کردار دیتی ہے تو معاشرے کے مادی ارتقا کی ذمہ داری بھی ان شعبہ ہائے حیات کے فضلا کو اُٹھانی چاہئے۔ وزیر اعلیٰ کا مدارس سے مادی میدانوں کے ماہرین پیدا کرنے کا مطالبہ زمینی حقائق سے مطابقت نہیں رکھتا اور دنیا بھر میں بھی ایسے ہی ہورہا ہے۔ مدارسِ اسلامیہ الحمدللہ اپنا کام کررہے ہیں، ان میں اصلاح اور ارتقا اس نوعیت کا ہونا چاہئے جو ان کے مقصد ومنزل سے ہم آہنگ ہو، نہ کہ اصلاح وترقی کے نام پر انہیں ان کے مشن یعنی مسلمانوں کو دینی رہنمائی دینے اور معاشرے کو درپیش مسائل میں اسلام کی ترجمانی کرنے سے محروم کردیا جائے۔ اگر ہماری حکومتیں مدارسِ اسلامیہ کو ان کے حقیقی مقاصد سے بہتر طور پر ہم کنار کرنے کے لئے اقدامات کرتی ہیں تو اس کا کھلے دل سے خیر مقدم کیا جائے گا۔

اسلامی علوم کو صرف مدارس تک محدود کردینے اور انہی سے ہر میدان کے ماہرین کے حصول کا مطالبہ سیکولرزم پر ایمان رکھنے کا شاخسانہ ہے جس نظامِ الحاد میں دین کو ایک محدود خانے پر مقید کرکے، دنیا کے تمام دائرہ ہائے کار کو خالص انسانی خواہشات اور معلومات کی بنا پر پروان چڑھایا جاتا ہے اور انہی الٰہی رشد وہدایت سے محروم رکھا جاتا ہے۔ جبکہ پورے معاشرے میں اسلام کا علم عام کرنا اور تمام شعبہ ہائے حیات کے ماہرین کو اسلام کا ضروری علم دینا، اسلامی نظریۂ تعلیم کا تقاضا ہے جس کی رو سے مسلمانوں میں ایک طبقہ ایسا بھی ہونا چاہئے جو فزکس وکیمسٹری کی طرح صرف علومِ اسلامیہ میں تفقہ وبصیرت کے لئے یکسو ہو۔ سورۃ التوبۃ کی آیت نمبر ۱۲۲ واضح طور پر بتاتی ہے کہ تم میں ایک جماعت دین وشریعت کے لئے پیغمبرانِ کرام اور ائمۂ اسلاف کی طرح یکسو ہونی چاہئے جبکہ نبی کریم ﷺ نے واضح یہ اعلان کردیا تھا کہ ''تم اپنے دنیا کے معاملات کو مجھ سے زیادہ جانتے ہو۔'' اور دوسری طرف دین کا لازمی علم تمام مسلمانوں پر فرض قرار دیا گیا۔ ہمارے اربابِ اختیار کو کم ازکم اسلام کے بنیادی نظریات سے آگاہ ہونا اور علماے کرام کی مجلس میں اِنہیں سیکولر نظریات پر مبنی دعوت سے گریز کرنا چاہئے۔

☆ وزیر اعلیٰ کا معاشرے میں توازن پیدا کرنے کا مطالبہ، اس کو سائنسی ترقی سے ہم کنار کرنے کی خواہش اور غربت کے خلاف متحد ہوجانے کا عزم بھی قابل قدر ہے، لیکن ایک مسلم

مجلس التحقیق الاسلامی کے زیر اہتمام ملت اسلامیہ کا علمی اور اصلاحی مجلہ

حکمران ہونے کے ناطے اللہ تعالیٰ نے سب سے پہلے جس امر کی ذمہ داری اُن پر عائد کی ہے، وہ یہ نہیں کہ اس معاشرے میں کتنے سائنس دان پیدا ہوئے اور اُن کی رعایا نے دنیوی اسباب و وسائل حاصل و جمع کرنے میں کتنی کامیابی حاصل کی۔ یہ مغربی اقوام کا میزانِ ترقی اور منشورِ حکومت ہے۔ قرآنِ کریم میں مسلم حاکم کا فریضہ اور رویّہ اللہ تعالیٰ نے یہ قرار دیا ہے:

﴿ اَلَّذِيْنَ اِنْ مَّكَّنّٰهُمْ فِي الْاَرْضِ اَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَ اٰتَوُا الزَّكٰوةَ وَ اَمَرُوْا بِالْمَعْرُوْفِ وَ نَهَوْا عَنِ الْمُنْكَرِ ﴾[1]

''وہ لوگ، اگر زمین میں ہم اُنہیں حکومت و تمکین عطا کریں، تو وہ اقامتِ نماز، ایتاے زکوٰۃ اور امر بالمعروف و نہی عن المنکر کا قیام کریں گے۔''

اگر حکمران یہ فرائض پورے کریں تو قرآنِ کریم نے اُنہیں معاشرے میں امن وامان کی بیش بہا نعمت کا وعدہ[2] دیا ہے۔ جس نظامِ سیاست نے دنیا میں انقلاب آفرین اثرات پیدا کئے اور جس کی تمنّا چودہ صدیاں گزر جانے کے بعد آج بھی ہر مسلمان رکھتا ہے، اُس کی ترجیحات اور لائحۂ عمل وہی تھا جو قرآنِ کریم نے بیان کیا۔ نبی کریم ﷺ جو اپنی ہر حیثیت میں کسی اُمتی کے لئے اُسوہ اور قدوہ ہیں، چاہے وہ فرد کی حیثیت ہو، یا حاکم و قاضی اور سپہ سالار کی۔ آپؐ کے دورِ حکومت میں آپ کو اپنے صحابہ کی غربت سے زیادہ اللہ تعالیٰ سے بے تعلقی اور دنیا سے رغبت کی فکر ستایا کرتی تھی۔ آپ ہر اسلام لانے والے فرد اور اپنے نمائندہ گورنر کو بھیجتے ہوئے اسے انہی احکام کی تلقین کرتے جو حدیثِ معاذ[3] و دیگر میں موجود ہیں۔ کیا وجہ ہے کہ مدینہ منورہ میں سیاسی حکمرانی کے ۱۰ برس گزارنے اور کامیاب ترین بلکہ قابل اتباع حکمرانی کرنے کے بعد، جب آپ دنیا سے تشریف لے جاتے ہیں تو مدنی معاشرہ میں کوئی سائنس دان پیدا نہیں ہوتا، مادی علوم اور شہری و تمدنی سہولیات میں کوئی قابل ذکر ارتقا نہیں ہوتا، وہاں غربت سے خاتمے کا

---

۱ سورۃ الحج:۴۱

۲ وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ ... وَ لَيُبَدِّلَنَّهُمْ مِّنْۢ بَعْدِ خَوْفِهِمْ اَمْنًا... (سورۃ النور:۵۵)

۳ لَمَّا بَعَثَ مُعَاذًا عَلَى الْيَمَنِ قَالَ: «إِنَّكَ تَقْدَمُ عَلَى قَوْمٍ أَهْلِ كِتَابٍ فَلْيَكُنْ أَوَّلَ مَا تَدْعُوهُمْ إِلَيْهِ عِبَادَةُ اللهِ فَإِذَا عَرَفُوا اللهَ فَأَخْبِرْهُمْ أَنَّ اللهَ قَدْ فَرَضَ عَلَيْهِمْ خَمْسَ صَلَوَاتٍ فِي يَوْمِهِمْ وَلَيْلَتِهِمْ فَإِذَا فَعَلُوا فَأَخْبِرْهُمْ أَنَّ اللهَ فَرَضَ عَلَيْهِمْ زَكَاةً مِنْ أَمْوَالِهِمْ وَتُرَدُّ عَلَى فُقَرَائِهِمْ فَإِذَا أَطَاعُوا بِهَا فَخُذْ مِنْهُمْ...» (صحیح بخاری:۱۳۹۵)

مجلس التحقیق الاسلامی کے زیر اہتمام ملت اسلامیہ کا علمی اور اصلاحی مجلہ

magazine.mohaddis.com

کوئی ہنگامی پروگرام آپ نے جاری نہیں کیا ہوتا۔ اس سے مسلم حکمران پر عائد فرائض اور اس کی ترجیحات کا بخوبی علم ہو جاتا ہے۔ دورِ خلافت راشدہ میں بھی آپ کے خلفا رضی اللہ عنہم کو اپنے دینی فرائض پورے ہونے کی فکر ہوتی تھی، جس میں اللہ کے حقوق کے بعد، اللہ کے بندوں کے حقوق اور اُن میں شریعت کے مطابق عدل وانصاف کرنے کی فکر[1] نمایاں ہیں۔ اس کا نتیجہ یہ نکلا کہ چند ہی برسوں میں ایسی مضبوط و مستحکم قوم تیار ہوئی جس نے ایک طرف اللہ کے بندوں کو انسانوں کی غلامی سے نکال کر اللہ کی بندگی میں لگادیا، اُن کی آخرت سنوری اور شریعتِ اسلامیہ کے متوازن احکامات پر عمل کے نتیجے میں اللہ تعالیٰ نے اُن میں آخر کار غربت کا بھی اس طرح سے خاتمہ کر دیا کہ ڈھونڈے سے بھی زکوٰۃ لینے والا نہیں ملتا تھا۔ آج کا انسان اپنی محیر العقول مادی ترقی اور غربت کے خلاف پر عزم جدوجہد کے باوجود غربت کو ختم کر لینے میں کامیاب نہیں ہو سکا لیکن چودہ صدیاں قبل چشم فلک ایسے مناظر دیکھ چکی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اُنہیں ایسا مثالی امن وامان عطا کیا کہ صنعا سے حضر موت سفر کرنے والی عورت کو زیورات اُچک لئے جانے کا ڈر باقی نہ رہا اور غربت کے خاتمے اور امن وامان کے قیام کی نبوی پیش گوئیاں پوری ہو کر رہیں۔ دنیا میں اُن کی ایسی ہیبت طاری ہوئی اور اللہ کی بندگی کرنے والے دنیا پر اس طرح غالب و متمکن ہوئے کہ تاریخ انسانی کا سب سے بڑا حکمران فاروقِ اعظمؓ اسی دور میں نصف دنیا پر اسلام کے یوں جھنڈے لہراتا ہے کہ آنے والی صدیوں میں آج تک وہ خطے اسلام کی برکات سے بہرہ مند ہو رہے ہیں۔ مسلمان جب دیگر خطوں کی طرف پیش قدمی کرتے تو وہ فتوحات کے جھنڈے گاڑنے اور تسخیر کائنات کی بجائے اللہ کی سرزمین میں اللہ کے بندوں کو اُس کی بندگی کی گنجائش میسر[2] کرنے کے لئے نکلتے تھے۔ پھر اللہ کے اُن مطیع مسلمانوں نے دنیا میں رہنے سہنے کے اُصول وضوابط اور سرکاری ادارے بھی تشکیل دے لئے اور اسلام کے احکام پر عمل پیرا ہوتے ہوئے کائنات میں تفکر و تدبر کیا، اس کے نتیجے میں اللہ کی بندگی میں مزید پختہ ہوئے، اَمراض انسانی کے خلاف کامیابیاں حاصل کیں، جس دنیا میں انسان کو اللہ نے بھیجا ہے، اور قرآن کی زبان میں ہر چیز اس انسان کے لئے پیدا اور مطیع فرمائی ہے، ان چیزوں کو اللہ کی

۱ دیکھئے خلفاے راشدین رضی اللہ عنہم کے خلیفہ مقرر ہونے کے بعد اوّلین خطبات کے متون... سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کے اسلامی معاشرے میں عدل اجتماعی کے قیام کی ذاتی اور ادارہ جاتی کوششیں

۲ قولِ مغیرہؓ بن شعبہ: إخراج العباد من عبادة العباد إلیٰ عبادة رب العباد (تاریخ طبری:۲/۴۰۰)

مجلس التحقیق الاسلامی کے زیر اہتمام ملت اسلامیہ کا علمی اور اصلاحی مجلہ

magazine.mohaddis.com

بتائی ہوئی حدود میں اُنہوں نے استعمال بھی کیا۔

یہ اللہ کی سرزمین ہے، آسمان وزمین اُس کی میراث ہیں اور کائنات اُسی کے حکم سے چلتی ہے، زمین پر کوئی پتہ بھی اس کے علم کے بغیر حرکت نہیں کرتا، جب اللہ کی مخلوق بالخصوص مسلمان اس کے حکم پر عمل پیرا ہوتے ہیں تو وہ ربّ کریم اُن پر اپنے خزانے کھول دیتا ہے:

﴿وَ لَوْ اَنَّ اَهْلَ الْقُرٰۤى اٰمَنُوْا وَ اتَّقَوْا لَفَتَحْنَا عَلَيْهِمْ بَرَكٰتٍ مِّنَ السَّمَآءِ وَ الْاَرْضِ وَ لٰكِنْ كَذَّبُوْا فَاَخَذْنٰهُمْ بِمَا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ۝۹۶﴾[1]

"اگر یہ بستیوں والے ایمان لے آئیں، اللہ کا تقویٰ اختیار کریں تو ہم ان پر آسمان وزمین کی برکات نازل کریں، لیکن اُنکی تکذیب کے سبب اُنہیں اپنا کیا بھگتنا پڑتا ہے۔"

حضرت نوح علیہ السلام کی اپنی قوم کو یہ منادی دنیوی فلاح وکامرانی کا واضح اعلان کررہی ہے:

﴿فَقُلْتُ اسْتَغْفِرُوْا رَبَّكُمْ١ؕ اِنَّهٗ كَانَ غَفَّارًاۙ۝۱۰ يُّرْسِلِ السَّمَآءَ عَلَيْكُمْ مِّدْرَارًاۙ۝۱۱ وَّ يُمْدِدْكُمْ بِاَمْوَالٍ وَّ بَنِيْنَ وَ يَجْعَلْ لَّكُمْ جَنّٰتٍ وَّ يَجْعَلْ لَّكُمْ اَنْهٰرًاؕ۝۱۲ مَا لَكُمْ لَا تَرْجُوْنَ لِلّٰهِ وَقَارًاۚ۝۱۳﴾[2]

"میں نے اُنہیں دعوت دی کہ اللہ سے استغفار کی روش اختیار کرو، وہ بلاشبہ بڑا ہی بخشنہار ہے۔ وہ آسمان سے تم پر موسلا دھار بارشیں برسائے گا، وہ اُموال اور بیٹوں کے ذریعے تمہیں دنیا میں نعمتیں عطا کرے گا۔ تمہارے لئے باغات اور نہریں بہائے گا، تمہیں کیا ہوگیا کہ تم اللہ سے (ان وعدوں کی تکمیل کا) یقین نہیں رکھتے۔"

یہی دعوت اللہ تعالیٰ نے سابقہ اُمتوں کو بھی دی، قرآن کی زبانی...:

﴿وَ لَوْ اَنَّهُمْ اَقَامُوا التَّوْرٰىةَ وَ الْاِنْجِيْلَ وَ مَاۤ اُنْزِلَ اِلَيْهِمْ مِّنْ رَّبِّهِمْ لَاَكَلُوْا مِنْ فَوْقِهِمْ وَ مِنْ تَحْتِ اَرْجُلِهِمْ١ؕ﴾[3]

"اگر یہ بستیوں والے تورات وانجیل اور اللہ کی طرف سے منزل شدہ وحی کو دنیا میں قائم ونافذ کردیں، تو یہ اُوپر سے بھی نعمتیں کھائیں اور نیچے سے بھی۔"

اللہ تعالیٰ نے اپنے پیارے نبی کو رزق کی فکر کرنے کی بجائے، اپنے دینی فرائض ادا کرنے کی تلقین وہدایت کی ہے اور اس کے نتیجے میں رزق کی فراوانی کا سامان اللہ تعالیٰ خود کرتے ہیں:

---

۱ سورۃ الاعراف:۹۶

۲ سورۃ النوح:۱۰تا۱۳

۳ سورۃ المائدۃ:۶۶

مجلس التحقیق الاسلامی کے زیر اہتمام ملت اسلامیہ کا علمی اور اصلاحی مجلہ

magazine.mohaddis.com

﴿وَاْمُرْ اَهْلَكَ بِالصَّلٰوةِ وَاصْطَبِرْ عَلَيْهَا ۭ لَا نَسْــَٔــلُكَ رِزْقًا ۭ نَحْنُ نَرْزُقُكَ ۭ وَالْعَاقِبَةُ لِلتَّقْوٰى ؁﴾[1]

"اے نبی! اپنے گھر والوں کو نماز کا حکم دے اور اس پر استقامت اختیار کر۔ ہم تجھ سے کسی رزق کا مطالبہ نہیں کرتے۔ تیرے رزق کے ذمہ دار ہم خود ہیں۔ اور آخرت تو ہے ہی اہل تقویٰ کے لئے۔"

اسلام میں اللہ کی بندگی کے ساتھ ساتھ، انسانوں کے مابین بہتر تعلقات کی وسیع وعریض ہدایات موجود ہیں، پھر معاشروں کے عدل وانصاف اور امن وامان کے ان گنت احکامات اس میں پائے جاتے ہیں۔ جب کوئی حکمران یا ذمہ دار ر مسئول اپنے پیر کاروں کو اسلام کا حکم دے گا، زکوۃ کے ذریعے مالی توازن پیدا کرنے کی کوشش کرے گا، اللہ کی حدود کے قیام کے ذریعے معاشرے میں امن وامان قائم ہوگا تو لامحالہ وہ معاشرے زندگی کے ہر میدان میں ترقی کریں گے۔ معیشت وصنعت بھی پروان چڑھے گی، جب ہمارے مغربی تعلیم یافتہ اور مادہ پرست حکمران پوری قوم کو بگ ٹٹ سائنس اور مادیت کی تلقین کرتے نظر آتے ہیں تو لاریب یہ محسوس ہوتا ہے کہ اُن کا اللہ تعالیٰ کے ان وعدوں اور تاریخ اسلامی کے زرّیں اَدوار کی زمینی اور عملی شہادت پر یقین نہیں ہے۔ اُن کی فکر ونظر کے زاویے مغرب سے مستعار ہیں اور مغرب کی مصنوعی ترقی نے اُن کی آنکھوں کو خیرہ کیا ہوا ہے جس کے بارے میں مغرب کے نباض، علامہ اقبال پہلے ہی کہہ چکے ہیں: ع

نظر کو خیرہ کرتی ہے چمک تہذیبِ حاضر کی ۔۔۔ یہ صناعی مگر جھوٹے نگوں کی ریزہ کاری ہے

مسلمانوں کے حکمران دراصل نبی کریم ﷺ کے سیاسی جانشین ہیں، اور مسلم حکمران انہی اہداف ومقاصد کے لئے کام کرتا ہے، جو اس کے رہبر ورہنما ﷺ نے متعین کردیے ہیں۔ اسی بنا پر مسلمانوں پر اُن کی اطاعت کی شرعی ذمہ داری عائد ہوتی ہے، جس کی تلقین کئی ایک فرامین نبویہ میں موجود ہے۔ اسلام کا پیغام انسانیت کے نام اللہ کی بندگی اور اطاعت وپیروی کا ہے، دنیا کو آخرت کی تیاری کے لئے گزار کر، آخرت سنوارنے کا ہے۔ جو اس پر عمل پیرا ہوتا ہے اللہ تعالیٰ اُس کی دنیا بھی سنوار دیتے ہیں۔

غور کیجئے کہ اگر اسلام کا پیغام بھی براہِ راست غربت کے خاتمے کا ہوتا تو زبانِ رسالتؐ یا

---

۱ سورۃ طٰہٰ: ۱۳۲

مجلس التحقیق الاسلامی کے زیر اہتمام ملت اسلامیہ کا علمی اور اصلاحی مجلہ

magazine.mohaddis.com

قرآن کریم سے اُس کے تائید میں کوئی ایک کلمہ اور تلقین ضرور صادر ہوئی ہوتی۔ اسلام کی تعلیم تو یہ ہے کہ تم میں سے کوئی اس وقت تک موت کا سامنا نہیں کرے گا جب تک اپنے مقدر میں لکھے رزق کا ایک ایک حصہ پا نہ لے[1]۔ یہ رزق اللہ تعالیٰ تقسیم کرتا ہے اور جسے چاہتا ہے کم یا زیادہ دیتا ہے۔[2] آپ کی زبانِ اقدس سے تو مال کی حشر سامانی اور فتنہ انگیزی کے تذکرے ملتے ہیں۔ اگر یہی مادیت اور آسائش کا حصول آپ کی دعوت کے بنیادی نکتے ہوتے تو مکہ مکرّمہ میں آپ پر ایمان لانے والے سابقون اوّلون، جو دنیوی حشم و جاہ میں نمایاں حیثیت رکھتے تھے، مثلاً سیدنا ابو بکر صدیق، سیدنا عثمان بن عفان، سیدہ خدیجۃ الکبریٰ، سیدنا عبد الرحمٰن بن عوف، سیدنا حمزہ بن عبد المطلب، سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہم وغیرہ... آپ کو جواباً کہتے کہ یہ نعمتیں تو ہمارے پاس پہلے سے ہی موجود ہیں، اگر یہی آپ کا پیغام ہے تو اس میں ہم آپ سے برتری رکھتے ہیں، ہمیں آپ کی اتباع، قربانیوں کو برداشت کرنے اور اللہ کی راہ میں ہجرت و جہاد جیسے شدائد برداشت کرنے کی کیا ضرورت...؟

اگر یہی اسلام کی دعوت ہے جو ہمارے مغربی تعلیم یافتہ اربابِ سیاست کا روز مرہ محاورہ ہے، تو پھر کبھی کوئی غنی مسلمان، اپنے مال سے اللہ کی راہ میں صدقہ کے لئے نہ نکالے، اللہ کے دیے مال سے زکوٰۃ کی صورت میں غریبوں کو حصہ نہ ملے، اور معاشرے میں معاشی انصاف کبھی قائم نہ ہو۔ مال سے بے پناہ محبت پر مبنی آج کی سرمایہ دارانہ تہذیب نے دنیا میں امیر و غریب کے باہمی فرق میں کئی گنا اضافہ کیا ہے، اس نظریۂ سرمایہ داریت پر عمل پیرا اربابِ اقتدار غربت کا خاتمہ تو درکنار، بالواسطہ غربت پیدا کرنے کا سبب بن رہے ہیں۔ اس طرح غربت ختم ہونا ہوتی تو آج کے سرمایہ دار کر چکے ہوتے۔ اللہ تعالیٰ سے تعلق پختہ ہوتا ہے تو مال کو تقسیم کرنے اور غریب بھائیوں کو دے کر اس سے جنّت کمانے کی ریت پڑتی ہے۔ اور تاریخ اس کی گواہی دیتی ہے کہ اس رویے سے معاشرے میں امیر و غریب کے مابین محبت واپنائیت، اور ہمدردی و غم گساری پیدا ہوتی ہیں۔ اگر ہماری دعوت مال کے حصول کی ہو تو پھر ہر فرد زیادہ سے زیادہ مال جمع کرنے میں ہی لگا رہے اور دنیا کو جنّت بنانے میں مگن رہے، جو کبھی کسی کیلئے جنت نہیں بن سکی!!

اہل مغرب کے انسانی ہمدردی اور غم گساری کے نعرے کھوکھلے اور جھوٹے ہیں جو ایک

---

1 عن جابر قال قال رسول الله ﷺ «إن أحدكم لن يموت حتى يستوفي رزقه فلا تستبطئوا الرزق واتقوا الله وأجملوا في الطلب خذوا ما حل ودعوا ما حرم» (المعجم الاوسط:۳۱۰۹)

2 اَللّٰهُ يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ يَّشَآءُ وَ يَقْدِرُ ؕ وَ فَرِحُوْا بِالْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ؕ وَ مَا الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا فِي الْاٰخِرَةِ اِلَّا مَتَاعٌ ۠

مجلس التحقیق الاسلامی کے زیر اہتمام ملت اسلامیہ کا علمی اور اصلاحی مجلہ

magazine.mohaddis.com

طرف سرمایہ دارانہ نظام کے ذریعے دنیا بھر کی دولت سود و کرنسی کے ذریعے مالداروں کی جھولی میں ڈال رہے ہیں اور دوسری طرف اُن کی مالی ہوس کا شکار ہونے والے لوگوں کو جھوٹی مدد کے نام پر امداد کے چند سکے بانٹ چھوڑتے ہیں۔

الغرض ہمارے حکمرانوں کو اسلامی نظریۂ حیات کا شعور رہونا چاہئے اور مسلم حاکم کے فرائض منصبی کے مطابق ہی اُنہیں اپنی قوم کو پروان چڑھانا چاہئے۔ جناب وزیر اعلیٰ کو اپنے خطاب میں ان علما اور طلبہ کو مادیت کے لئے متحد ہو کر جدوجہد کی بجائے، ان کے کارِ خیر بلکہ شیوۂ پیمبری کو تقویت اور ہر طرح سے اُن کی تائید کرنے کا عزم کرنا چاہئے تھا۔ یہ اہلِ دین، خود جس طرح معاشرے کو اللہ تعالیٰ کی طرف لانے کی جدوجہد کر رہے ہیں، اس میں اُن کا ساتھی بننے کی خواہش کا اظہار کرنا چاہئے تھا۔ کیونکہ علماے کرام نبی آخر الزمان ﷺ کے علم کے وارث ہیں اور مسلمان حکام نبی کا ﷺ کی سیاسی حیثیت کے وارث ہیں۔ دونوں کا فرض و منصب ایک ہی ہے، کہ لوگوں کو اللہ کی بندگی کی طرف بلایا جائے، اور اللہ کے دین کو اپنے اور دوسروں پر قائم کرنے کی جدوجہد کی جائے۔ اسلام میں دینی اور سیاسی قیادت دو جدا چیزیں نہیں رہیں، مسلمانوں کی نماز کا امام ہی نبی کا سیاسی جانشین ہوتا ہے، اور دونوں کو شریعت اسلامیہ کی اصطلاح میں 'امام' ہی کہا جاتا ہے۔ افسوس کہ آج یہ خالص اور کھرے اسلامی نظریات اتنے اجنبی ہو چکے ہیں کہ ان کو حیرت سے سنا، پڑھا جاتا ہے۔

حکام کے اصل فرائض قرآن وسنت کی زبان میں اوپر ذکر ہوئے ہیں۔ اسلام کا وعدہ کرنے کے باوجود اللہ کے حکموں سے روگردانی نے آج ہمیں اس ذلت و رسوائی میں ڈال دیا ہے کہ ہمارا سب سے گندا نظام 'سیاست' کا ہے، جو مغرب سے مستعار اور اُس کے دباؤ کے ذریعے ہم پر مسلط ہے۔ اس جمہوری نظامِ سیاست کا ہی کرشمہ ہے کہ عدالتوں میں انصاف نہیں ملتا، تھانوں میں شنوائی نہیں ہوتی، ہمارا میڈیا پاکستان اور اسلام کی دنیا بھر میں جگ ہنسائی کا کوئی موقع ہاتھ سے نہیں جانے دیتا، حکمران ہاتھوں میں کاسۂ گدائی لے کر پھرتے اور پاکستان کا بچہ بچہ قرض کے بوجھ تلے دبا ہوا ہے۔ ملک بھر میں خون کی ہولی کھیلی جارہی ہے، امن وامان کی گراں مایہ نعمت (جو اللہ نے اپنے دین کے احکام پر عمل کرنے والوں کو انعام میں دینے کا وعدہ دیا ہے) سے محروم ہونے سے معاشی سرگرمیاں بھی معطل ہیں، کوئی یہاں کاروبار کرنے کو تیار نہیں اور ہر صاحب ثروت اپنا مال سمیٹ کر بیرونِ ملک ڈیرے لگا رہا ہے۔ ان حالات میں قوم کی معاشی ترقی بھی کیوں کر ممکن ہے؟

مجلس التحقيق الاسلامی کے زیر اہتمام ملت اسلامیہ کا علمی اور اصلاحی مجلہ

magazine.mohaddis.com

ہمارے حکمرانوں کے سامنے سود کا تذکرہ آئے یا غیروں سے امداد کے خوش نما نام پر بھیک اور گلے میں پڑنے والے طوقوں کا، تو اسے وہ آرام سے اِسے دنیا بھر میں 'چلی آنے والی روایت' کہہ کر اپنے فرض سے سبک دوش ہو جاتے ہیں، فرقہ واریت کی مذمت تو جا بجا کرتے ہیں لیکن اس کے خاتمے کی کوئی سنجیدہ جدوجہد کرنے کو تیار نہیں بلکہ اسے بالواسطہ طور پر پروان چڑھانے میں مگن ہیں۔ حکمرانوں کو اپنے فرائض سے آنکھیں بند کرنے کا یہی رویہ مسائل کی جڑ ہے!!

ہم میاں شہباز شریف کی صورت میں ایک قدرے بہتر حکمران کی محنت وخلوص کی قدر کرتے ہیں، اُن کی خدمات کو سراہتے ہیں، اُن کے دردِ دل کو سلام پیش کرتے ہیں، لیکن ان کی تشخیص مرض کے سلسلے میں یہ نشاندہی کرنا چاہتے ہیں کہ وہ مسلم حکمران کے فرائض کو پہچانیں۔ اپنے تعلیمی فرائض، جن سے پوری قوم کی تشکیل وتعمیر ہوتی ہے، کو متوازن کریں۔ معاشرے کی تعمیر وترقی میں اپنی ترجیحات پر نظر ثانی کریں۔ مسلم حاکم کے اصل فرائض کو جانیں اور اس سلسلے میں اُسوۂ نبوی اور اُسوہ خلفاے راشدین سے رہنمائی حاصل کریں۔ سائنسی ترقی اور غربت کا خاتمہ کوئی غیر اسلامی ہدف نہیں، لیکن اُن کے حصول کا اسلامی ماڈل اختیار کریں، جس کے نتیجے میں دیرپا تبدیلی اور غربت کا دائمی خاتمہ ممکن ہو سکے گا۔ تفکر وتدبر اور اپنی صلاحیتوں کو کام میں لانے کی اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں جا بجا تلقین کی ہے، لیکن اس سے پہلے سائنس دان کو مسلمان تو بنا لیں، اللہ کا پیروکار بندہ بن کر، وہ اللہ کی نعمتوں سے جو جی میں آئے، استفادہ کرے۔ قرآن کی زبان میں یوں سمجھئے کہ

﴿قُلْ مَنْ حَرَّمَ زِينَةَ اللّٰهِ الَّتِيْٓ اَخْرَجَ لِعِبَادِهٖ وَ الطَّيِّبٰتِ مِنَ الرِّزْقِ قُلْ هِيَ لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا خَالِصَةً يَّوْمَ الْقِيٰمَةِ﴾[1]

"کون ہے وہ جو اللہ کی نعمتوں اور زینتوں کو حرام قرار دینے والا ہے، یہ ایمان والوں کے لئے ہیں دنیا میں۔ اور یوم آخرت صرف ایمان والوں کا ہی نصیب ہوں گی۔"

تاہم قوم کی اصلاح کا لائحۂ عمل بناتے ہوئے حکمرانوں کو اُن کی دینی ودنیاوی، دونوں صلاح وفلاح کو پیش نظر رکھنا چاہئے، تبھی وہ اپنے فرائض منصبی سے عہدہ برا ہو سکتے ہیں اور اسی سے ملتِ اسلامیہ کی درست تشکیل وتعمیر ہو سکتی ہے۔ وما علینا إلا البلاغ

(ڈاکٹر حافظ حسن مدنی)

---

1 سورۃ الاعراف: ۳۲

مجلس التحقیق الاسلامی کے زیر اہتمام ملت اسلامیہ کا علمی اور اصلاحی مجلہ

magazine.mohaddis.com

مسز رضیہ مدنی[1]

انسان پر گناہوں کے بد اثرات

انسان میں گناہوں اور رذائل کی جانب رغبت کا میلان موجود ہے، انسان میں نفس امارہ ہر لمحہ اسے گناہوں میں مبتلا کرنے کی کوشش میں رہتا ہے۔ جب سلیم الفطرت انسان کسی گناہ یا غلط کام کا ارتکاب کرتا ہے تو وہ یہ جان رہا ہوتا ہے کہ وہ غلط کام یا ظلم وزیادتی اور فسق وفجور کر رہا ہے، رسول اللہ ﷺ کے طریقے کی مخالفت کر رہا ہے اور اللہ کے فرامین سے بغاوت کرکے اس کے قہر وغضب کو دعوت دے رہا ہے۔ یوں وہ اپنی دنیا وآخرت دونوں کو تباہ وبرباد کرتا ہے۔ لیکن اس کے ساتھ شیطان کے وار، خواہشات کا غلبہ، گناہوں کی عارضی لذت، دنیا کی چکاچوند، جھوٹی اور کھوکھلی عزت کا نشہ اس کو گناہ کے ارتکاب کی طرف لے جاتے ہیں۔ گناہ کے ارتکاب کے وقت جب کبھی اس کا ضمیر ندا دیتا ہے تو وہ یہ کہہ کر ضمیر کو خاموش کرا دیتا ہے کہ ابھی بڑی عمر پڑی ہے، میں عنقریب توبہ کرلوں گا اور اس طرح موہوم اُمیدوں اور ناروا خیالات سے دل کو بہلاوا دیے رکھتا ہے اور گناہوں کی گہری دلدل میں دھنستا چلا جاتا ہے۔

درحقیقت گناہ انسان کے حق میں نہایت خطرناک ہیں۔ اس سے دنیا اور آخرت دونوں برباد ہو جاتے ہیں اور گناہ کا اثر جسم میں زہر کی طرح سرایت کر جاتا ہے۔ آدم علیہ السلام کے جنت سے نکلنے اور ابلیس کے ملعون ہونے کی وجہ بھی یہی گناہوں کی نحوست تھی۔ قومِ نوح اور عاد وثمود کو بھی گناہوں کی پاداش میں عذاب سے دوچار کیا گیا۔ گناہوں کے بے شمار برے اثرات اور نقصانات ہیں جن میں چند درج ذیل ہیں:

---

۱ پرنسپل اسلامک انسٹیٹیوٹ، ۹۱ر بابر بلاک، نیو گارڈن ٹاؤن، لاہور

مجلس التحقیق الاسلامی کے زیر اہتمام ملت اسلامیہ کا علمی اور اصلاحی مجلہ

magazine.mohaddis.com

۱ علم سے محرومی: علم نورِ الٰہی ہے اور گناہوں کے ارتکاب کی وجہ سے انسان علم سے محروم ہو جاتا ہے۔ امام شافعی فرماتے ہیں:

شکوت إلی وکیع سوء حفظي فأرشدني إلی ترك المعاصي
وأخبرني بأن العلم نور ونور الله لا یهدی لعاصی[1]

”میں نے اپنے استاد وکیع سے کمزور حافظہ کی شکایت کی تو آپ نے مجھے ترک معاصی کی نصیحت فرمائی اور آپ نے یہ بتایا کہ علم ایک نور ہے اور اللہ کا نور گنہگار کو نہیں دیا جاتا۔“

۲ رزق میں تنگی: گناہوں کا ایک اثر یہ بھی ہوتا ہے کہ انسان کی روزی اور رزق میں تنگی آجاتی ہے۔ حصولِ رزق اور فراخئ معاش کے لیے ترکِ گناہ سے بہتر کوئی چیز نہیں۔

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿وَمَنْ يَتَّقِ اللَّهَ يَجْعَلْ لَهُ مَخْرَجًا ۝ وَيَرْزُقْهُ مِنْ حَيْثُ لَا يَحْتَسِبُ﴾[2]

” جو شخص اللہ سے ڈرتا ہے اور گناہوں سے باز آجاتا ہے، اللہ اُس کے لیے مشکلات سے نکلنے کا کوئی راستہ پیدا کر دے گا اور اسے ایسے راستے سے رزق دے گا جدھر اُس کا گمان بھی نہ جاتا ہو۔“

سیدنا ثوبان رضی اللہ عنہ سے فرمانِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم مروی ہے:

«إن العبد لیحرمه الرزق بالذنب یصیبه»[3]

”بے شک بندہ اپنے گناہوں کی وجہ سے رزق سے محروم ہو جاتا ہے۔“

اللہ تعالیٰ قرآنِ کریم میں فرماتے ہیں:

﴿اَلشَّيْطٰنُ يَعِدُكُمُ الْفَقْرَ ...﴾[4]

”شیطان بلاشبہ تمھیں فقر کا وعدہ دیتا ہے...“

---

۱ دیوانِ امام شافعی ... قافیہ صاد: ص ۱۶۸
۲ سورۃ الطلاق: ۲، ۳
۳ سنن ابن ماجہ، کتاب الفتن: ۴۰۲۲... علامہ البانی اس روایت کو حسن کہا ہے؛ مسند احمد ۵/ ۲۷۷
۴ سورۃ البقرۃ: ۲۶۸

مجلس التحقیق الاسلامی کے زیر اہتمام ملت اسلامیہ کا علمی اور اصلاحی مجلہ

٣ وحشتِ قلبی: گناہگاروں اور اللہ کے درمیان دوری ہو جاتی ہے اور دل کا سکون نہیں ملتا ﴿ اَلَا بِذِكْرِ اللّٰهِ تَطْمَىِٕنُّ الْقُلُوْبُ ﴾ اللہ کی یاد سے ہی قرار پکڑتے ہیں، لوگوں سے وحشت اور دوری ہوتی ہے، خاص طور پر اصلاح کرنے والوں سے۔ ان کے ساتھ اُٹھنے بیٹھنے اور میل ملاقات سے گناہ گار گریز کرتا ہے۔ یہاں تک کہ بیوی بچوں اور اپنے اقربا سے وحشت ہو جاتی ہے۔

٤ مشکلات: کاموں میں دشواریاں پیدا ہو جاتی ہیں جو آدمی اللہ سے ڈرتا ہے، اللہ اس کے کام آسان کر دیتے ہیں۔ قرآن میں ہے: ﴿ وَمَنْ يَّتَّقِ اللّٰهَ يَجْعَلْ لَّهٗ مَخْرَجًا ﴾

٥ ظلمات: جس طرح رات کی تاریکی میں کچھ سجھائی نہیں دیتا، گناہ گار کی زندگی کے معاملات میں تاریکی ہو جاتی ہے، سمجھ نہیں آتا کہ وہ کیا کرے۔ طاعت و عبادت نور ہے اور گناہ تاریکی ہے۔ گناہ بڑھتے ہیں تو یہ تاریکی بھی بڑھتی جاتی ہے۔ جبکہ ایسا شخص جو اللہ سے ڈر کر گناہوں سے بچتا ہے، اللہ اس کے لیے ایک نور بنا دیتے ہیں جس سے وہ زندگی گزارتا ہے۔ اور گناہ گار اندھیرے میں ٹامک ٹوئیاں مارتا رہتا ہے۔ گناہوں کی تاریکی اور سیاہی اس کی آنکھوں، منہ اور چہرے پر چھا جاتی ہے۔

٦ گناہوں کا وبال: چہرے پر سیاہی، دل اور قبر میں تاریکی، جسم میں کمزوری، رزق میں تنگی، مخلوق کے دل میں نفرت اور بزدلی کا آجانا وغیرہ، یہ سب گناہوں کا وبال ہے:

اس میں کوئی شک نہیں کہ اطاعت الٰہی ایک نور اور روشنی ہے جبکہ معصیت الٰہی ایک تاریکی اور اندھیرا ہے۔ چنانچہ سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

إن للحسنة ضياء في الوجه ونورًا في القلب وسعة في الرزق وقوة في البدن ومحبة في قلوب الخلق وإن للسيئة سوادًا في الوجه وظلمة في القبر والقلب ووهنا في البدن ونقصا في الرزق وبغضة في قلوب الخلق[1]

[1] الجواب الكافي لمن سأل عن الدواء الشافي از ابن قیم: ص ۵۸

مجلس التحقیق الاسلامی کے زیر اہتمام ملت اسلامیہ کا علمی اور اصلاحی مجلہ

"جو شخص اللہ کی اطاعت اور فرمانبرداری میں کوشاں رہتا ہے، اس کے چہرے پہ چمک دمک، دل میں نور، روزی میں فراخی، بدن میں طاقت وقوت اور لوگوں کے دل میں اس کے لیے محبت ومودت ہوتی ہے اور جو شخص اطاعت الٰہی سے منہ موڑ کر نافرمانی اور طغیانی میں کوشاں رہتا ہے، اس کے چہرے پہ نحوست، دل میں تاریکی، قبر میں اندھیرا، بدن میں کمزوری، روزی میں کمی اور لوگوں کے دلوں میں اس کے لیے حسد، بغض اور کینہ پیدا ہو جاتا ہے۔"

۷ جسم کمزور ہو جاتا ہے: گناہوں کے ارتکاب سے عمر کم ہو جاتی اور جسم ودل کمزور ہو جاتا ہے۔ مؤمن کی قوت کا مدار اس کے دل کی قوت پر ہوتا ہے۔ اس کے دل کی قوت کی وجہ بھی اس کے جسم اور قویٰ مضبوط ہو جاتے ہیں جبکہ فاسق وفاجر کا حال اس کے برعکس ہوتا ہے۔ اس کے قوی خواہ طاقتور ہی کیوں نہ ہوں، وہ بزدل اور کمزور ہوتا ہے اور بوقت ضرورت اس کی جسمانی طاقت بے کار ہو جاتی ہے۔

۸ گناہوں میں زیادتی: اسی طرح ایک گناہ دوسرے گناہ کا راستہ کھولتا ہے۔ گناہ گار کے لئے نیکی پہ عمل کرنا مشکل اور گناہوں کا راستہ آسان ہو جاتا ہے۔

۹ عمر میں کمی: گناہ عمر تباہ کردیتے اور عمر کی برکتیں چھین جاتی ہیں۔ انسان کی عمر سانس لینے کا نام نہیں بلکہ دلِ زندہ سے ہی زندگی ہوتی ہے۔ دلِ مردہ کو اللہ نے بھی مردہ کہا ہے: ﴿ اَمْوَاتٌ غَيْرُ اَحْيَآءٍ ﴾[1] "مردہ ہیں نہ کہ زندہ۔"

نیکی کرنے والے کے لیے طاعت وعبادات کا پورا لشکر موجود رہتا ہے۔ وہ اسے قوی کردیتا ہے جبکہ گناہ کرنے والے کے لیے معصیت اور گناہوں کا لشکر ہے، نیکی کرنے والے کے لشکر کے پیچھے اللہ کی فرشتوں کے ذریعے مدد ہوتی ہے جبکہ گناہ کرنے والے کے پیچھے شیطان اور اس کا ٹولہ ہوتا ہے۔

۱۰ توبہ کی توفیق کا نہ ہونا: گناہ گار کو توبہ کی توفیق کم کم ہوتی ہے۔ جس طرح مقروض شخص،

۱ سورۃ النحل:۲۱

قرض دینے والے شخص سے دور بھاگتا ہے جب اس کے پاس ادائیگی کا انتظام نہ ہو، اسی طرح اللہ کا نافرمان اللہ کا سامنا کرنے سے گھبراتا ہے۔ انسان کا دل کمزور ہو جاتا ہے۔ وہ توبہ کا ارادہ کرتا ہے، توبہ کرتا بھی ہے، لیکن اس پر قائم نہیں رہ سکتا۔ توبہ کی زبانی تکرار کے باوجود گناہوں پر اس کا اصرار جاری رکھتا ہے اور یہی اصرار آخر کار گناہِ صغیرہ کو بھی گناہ کبیرہ بنا دیتا ہے۔

۱۱ گناہ پر فخر: گناہ کی نفرت ختم ہو جاتی ہے۔ وہ لوگوں کی موجودگی میں بے باک و برملا ارتکابِ معصیت کرتا ہے بلکہ اپنے گناہوں کو فخر و غرور کے ساتھ بیان کرتا ہے، گناہوں کو اس طرح کھلم کھلا کرنے والوں کے لئے زبانِ رسالت سے سنگین وعید ہے:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا:

« كُلُّ أُمَّتِي مُعَافًى إِلاَّ الْمُجَاهِرِينَ ، وَإِنَّ مِنَ الْمَجَانَةِ أَنْ يَعْمَلَ الرَّجُلُ بِاللَّيْلِ عَمَلاً، ثُمَّ يُصْبِحَ وَقَدْ سَتَرَهُ اللهُ ، فَيَقُولَ يَا فُلاَنُ عَمِلْتُ الْبَارِحَةَ كَذَا وَكَذَا، وَقَدْ بَاتَ يَسْتُرُهُ رَبُّهُ وَيُصْبِحُ يَكْشِفُ سِتْرَ اللهِ عَنْهُ »[1]

''میری تمام امت کو معاف کیا جائے گا سوائے گناہوں کو کھلم کھلا کرنے والوں کے اور گناہوں کو کھلم کھلا کرنے میں یہ بھی شامل ہے کہ ایک شخص رات کو کوئی (گناہ کا) کام کرے اور اس کے باوجود کہ اللہ نے اس کے گناہ کو چھپا دیا ہے مگر صبح ہونے پر وہ کہنے لگے کہ اے فلاں! میں نے کل رات فلاں فلاں برا کام کیا تھا۔ رات گزر گئی تھی اور اس کے ربّ نے اس کے گناہ چھپائے رکھا، لیکن جب صبح ہوئی تو وہ خود اللہ کے پردے کھولنے لگا۔''

۱۲ گناہوں سے نفرت کا ختم ہونا: گناہوں کی نفرت ختم ہو جاتی ہے۔ بڑے سے بڑا گناہ بھی اس کی نظر میں چھوٹا محسوس ہوتا اور اسے ہلاک کر دیتا ہے۔ سیدنا عبداللہ بن

---

۱ صحیح بخاری:۶۰۶۹، صحیح مسلم:۲۹۹۰

magazine.mohaddis.com

مسعودؓ فرماتے ہیں:

«إِنَّ الْمُؤْمِنَ يَرَى ذُنُوبَهُ كَأَنَّهُ قَاعِدٌ تَحْتَ جَبَلٍ يَخَافُ أَنْ يَقَعَ عَلَيْهِ، وَإِنَّ الْفَاجِرَ يَرَى ذُنُوبَهُ كَذُبَابٍ مَرَّ عَلَى أَنْفِهِ». فَقَالَ بِهِ هَكَذَا [1]

"مؤمن اپنے گناہ کے بارے میں اس طرح پریشان ہوتا ہے گویا کہ وہ پہاڑ کے عین نیچے موجود ہے اور اسے اپنے اوپر پہاڑ کے گرنے کا خوف لاحق ہے، جبکہ کافر وفاجر اپنے گناہ کو ایک مکھی کی مانند ہلکا خیال کرتا ہے جو اس کے ناک پر بیٹھی اور یوں اپنے ہاتھ سے اس نے اس مکھی کو اُڑا دیا۔"

۱۳ گناہوں کی نحوست کا دوسروں پر اثر: انسانوں کو نہیں بلکہ جانوروں تک کو برباد کر دیتی ہے۔ قوم نوح پر عذاب آیا تو جانور بھی ختم ہو گئے۔ بارش رک جاتی ہے جبکہ استغفار کے ساتھ بارش ہوتی ہے، جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے استغفار کا نتیجہ بارشوں کے نزول وبرکت کو قرار دیا ہے:

﴿فَقُلْتُ اسْتَغْفِرُوْا رَبَّكُمْ ۚ اِنَّهٗ كَانَ غَفَّارًا ۙ يُّرْسِلِ السَّمَآءَ عَلَيْكُمْ مِّدْرَارًا ۙ﴾ [2]

"میں نے کہا اپنے رب سے معافی مانگو، بے شک وہ بڑا معاف کرنے والا ہے۔ وہ تم پر آسمان سے خوب بارشیں برسائے گا۔"

۱۴ گناہ، باعثِ ذلت: تمام عزتیں طاعتِ الٰہی سے ہوتی ہیں، فرمان باری ہے:

﴿مَنْ كَانَ يُرِيْدُ الْعِزَّةَ فَلِلّٰهِ الْعِزَّةُ جَمِيْعًا﴾ [3] "جو کوئی عزت چاہتا ہو اُسے معلوم ہونا چاہیے کہ عزت ساری کی ساری اللہ کی ہے۔"

نیکی باعث عزت ہے۔ جو اللہ کے نزدیک ہوتا ہے، وہی عزت والا ہے۔ اس کی سب سے بڑی مثال انبیاء علیہم السلام ہیں۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی ایک سنت (قربانی) پر دنیا کی اکثریت آج بھی عمل کرتی ہے جبکہ نبی کریم ﷺ کو غیر مسلم بھی دنیا کے سو بڑے آدمیوں میں پہلے نمبر

---

۱ صحیح بخاری: ۶۳۰۸

۲ سورہ نوح: ۱۰، ۱۱

۳ سورۃ فاطر: ۱۰

مجلس التحقیق الاسلامی کے زیر اہتمام ملت اسلامیہ کا علمی اور اصلاحی مجلہ

پر جگہ دینے پر مجبور ہیں۔

۱۵ عقل کا جاتے رہنا: گناہ عقل کو ختم کر دیتے ہیں۔ کیونکہ عقل اگر موجود ہوتی تو اسے گناہ سے باز کیوں نہ رکھتی۔ انسان اللہ کی مخلوق ہے، اس کے گھر کائنات میں رہتا ہے۔ اس کا رزق کھا رہا ہے۔ اللہ اسے خود دیکھ رہا ہے۔ ہدایت اسے روک رہی ہے۔ موت اور جہنم اس کی آنکھوں کے سامنے ہیں۔ اگر وہ حقیقتاً عقل والا ہوتا تو گناہ کیوں کرتا؟ ارشادِ باری ہے: ﴿ اِنَّمَا يَتَذَكَّرُ اُولُوا الْاَلْبَابِ ۝ ﴾[1]

''نصیحت تو عقل رکھنے والے ہی قبول کرتے ہیں۔''

۱۶ دل کا مقفل ہونا: دل پر مہر لگ جاتی اور وہ غافل و بے خبر ہو جاتا ہے۔ جب انسان ایک گناہ کرتا ہے تو اس کے دل پر سیاہ نقطہ پڑ جاتا ہے اور پھر گناہ پر اصرار کی وجہ سے آخر سارا دل سیاہ ہو جاتا ہے۔ پھر توبہ کی توفیق ہی نہیں ہوتی، اسے کہتے ہیں: ﴿ خَتَمَ اللّٰهُ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ وَ عَلٰى سَمْعِهِمْ ﴾[2] ''اللہ نے ان کے دلوں اور کانوں پر مہر لگا دی ہے۔''

﴿ كَلَّا بَلْ رَانَ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ مَّا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ ۝ ﴾[3] ''ہرگز نہیں، بلکہ دراصل اِن لوگوں کے دلوں پر ان کے برے اعمال کا زنگ چڑھ گیا ہے۔''

﴿ ثُمَّ قَسَتْ قُلُوْبُكُمْ مِّنْۢ بَعْدِ ذٰلِكَ فَهِيَ كَالْحِجَارَةِ اَوْ اَشَدُّ قَسْوَةً ؕ وَ اِنَّ مِنَ الْحِجَارَةِ لَمَا يَتَفَجَّرُ مِنْهُ الْاَنْهٰرُ ؕ وَ اِنَّ مِنْهَا لَمَا يَشَّقَّقُ فَيَخْرُجُ مِنْهُ الْمَآءُ ؕ وَ اِنَّ مِنْهَا لَمَا يَهْبِطُ مِنْ خَشْيَةِ اللّٰهِ ؕ وَ مَا اللّٰهُ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُوْنَ ۝ ﴾[4]

''مگر ایسی نشانیاں دیکھنے کے بعد بھی آخر کار تمہارے دل سخت ہو گئے، پتھروں کی طرف سخت، بلکہ سختی میں کچھ ان سے بھی بڑھے ہوئے، کیونکہ پتھروں میں سے تو کوئی ایسا بھی ہوتا ہے جس میں سے چشمے پھوٹ بہتے ہیں، کوئی پھٹتا ہے اور اس میں

---

۱ سورۃ الزمر: ۹

۲ سورۃ البقرۃ: ۷

۳ سورۃ المطففین: ۱۴

۴ سورۃ البقرۃ: ۷۴

magazine.mohaddis.com

سے پانی نکل آتا ہے اور کوئی خدا کے خوف سے لرز کر گر بھی پڑتا ہے اللہ تمہارے کرتوتوں سے بے خبر نہیں ہے۔''

اور پھر انسان کا ازلی دشمن شیطان پوری قوت سے اس پر غالب آجاتا ہے اور اسے جہاں چاہتا ہے، ہانک کرلے جاتا ہے۔

۱۷ لعنت کا مستحق ہونا: گناہوں کے ارتکاب کی وجہ سے گناہگار لعنت کا مستحق ہو جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول نے بعض گناہوں پر لعنت فرمائی ہے۔ جیسے قرآنِ مجید میں حق چھپانے والوں کے لیے ہے: ﴿ يَلْعَنُهُمُ اللّٰهُ وَ يَلْعَنُهُمُ اللّٰعِنُوْنَ ﴾[1] ''اللہ بھی ان پر لعنت کرتا ہے اور تمام لعنت کرنے والے بھی اُن پر لعنت بھیجتے ہیں۔''

اور حدیث میں ہے کہ سود لینے، دینے، لکھنے والے اور اس کے گواہوں پر آپ ﷺ نے لعنت بھیجی ہے۔[2] حلالہ کرنے اور کرانے پر لعنت کی وعید ہے۔[3] ایسی عورتوں پر جو مردوں سے مشابہت اختیار کریں[4]: گودنے والی، گدوانے والی، ابروں کے بال نوچنے والی، نچوانے والی پر، خاوند کے بستر سے علیحدہ ہونے والی پر لعنت ہے۔[5]

۱۸ رحمت سے دوری: گناہ گار اللہ کی رحمتوں اور فرشتوں کی دعا سے محروم رہ جاتا ہے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے: ﴿ اَلَّذِيْنَ يَحْمِلُوْنَ الْعَرْشَ وَ مَنْ حَوْلَهٗ يُسَبِّحُوْنَ بِحَمْدِ رَبِّهِمْ وَ يُؤْمِنُوْنَ بِهٖ وَ يَسْتَغْفِرُوْنَ لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا رَبَّنَا وَسِعْتَ كُلَّ شَيْءٍ رَّحْمَةً وَّ عِلْمًا فَاغْفِرْ لِلَّذِيْنَ تَابُوْا وَ اتَّبَعُوْا سَبِيْلَكَ وَ قِهِمْ عَذَابَ الْجَحِيْمِ ۝ رَبَّنَا وَ اَدْخِلْهُمْ جَنّٰتِ عَدْنِ ا۟لَّتِيْ وَعَدْتَّهُمْ وَ مَنْ صَلَحَ مِنْ اٰبَآىِٕهِمْ وَ اَزْوَاجِهِمْ وَ ذُرِّيّٰتِهِمْ اِنَّكَ اَنْتَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ۝ وَ قِهِمُ السَّيِّاٰتِ ﴾[6]

---

۱ سورۃ البقرۃ:۱۵۹
۲ صحیح مسلم:۱۵۹۸
۳ جامع ترمذی:۱۱۲۰
۴ صحیح بخاری:۵۸۸۶
۵ مسند احمد:۱/۴۱۵
۶ سورۃ الغافر:۷تا۹

مجلس التحقیق الاسلامی کے زیر اہتمام ملت اسلامیہ کا علمی اور اصلاحی مجلہ

”عرش الٰہی کے حامل فرشتے اور وہ جو عرش کے گرد و پیش حاضر رہتے ہیں، سب اپنے رب کی حمد کے ساتھ اس کی تسبیح کر رہے ہیں وہ اس پر ایمان رکھتے ہیں اور ایمان لانے والوں کے حق میں دعائے مغفرت کرتے ہیں، وہ کہتے ہیں:

”اے ہمارے ربّ! تو اپنی رحمت اور اپنے علم کے ساتھ ہر چیز پر چھایا ہوا ہے، پس معاف کر دے اور عذاب دوزخ سے بچالے اُن لوگوں کو جنھوں نے توبہ کی ہے اور تیر اراستہ اختیار کر لیا ہے۔ اے ہمارے رب! اور داخل کر اُن کو ہمیشہ رہنے والی اُن جنتوں میں جن کا تو نے اُن سے وعدہ کیا ہے، اور اُن کے والدین اور بیویوں اور اولاد میں سے جو صالح ہوں (اُن کو بھی وہاں اُن کے ساتھ پہنچادے) تو بلاشبہ قادر مطلق اور حکیم ہے اور بچادے اُن کو برائیوں سے۔“

١٩ عذابِ الٰہی کی وعید: آپ ﷺ کو خواب میں مختلف گناہوں کے عذاب دکھائے گئے۔ سیدنا سمرۃ بن جندب سے تفصیلی حدیث[1] مروی ہے، جس میں گناہوں کے ارتکاب پر مختلف سزائیں آپ کو دکھائی گئیں: جن میں قرآن کو بھلانے والا، نماز کا تارک، زناکار مرد اور عورتیں اور پتھر نگلنے والے سود خور کی سزاؤں کا تذکرہ ہے۔

٢٠ دنیاوی آفتیں: ﴿ظَهَرَ الْفَسَادُ فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ بِمَا كَسَبَتْ أَيْدِي النَّاسِ لِيُذِيقَهُم بَعْضَ الَّذِي عَمِلُوا لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُونَ ۝﴾[2]

”خشکی اور تری میں فساد برپا ہو گیا ہے لوگوں کے اپنے ہاتھوں کی کمائی سے تاکہ مزا چکھائے اُن کو ان کے بعض اعمال کا، شاید کہ وہ باز آئیں۔“

یہ تو دنیا کے عذاب کا حال ہے جو کہ گناہوں کے مقابلے میں بہت کم ہے۔ تمام اعمال کی سزا دی جائے تو زمین پر کوئی جاندار باقی نہ رہے، آبادیاں دھنس جاتی ہیں۔ زلزلے آتے ہیں۔ بارش نہیں ہوتی اور قحط پڑ جاتا ہے۔ اسی بنا پر قوم ثمود کی آبادیوں سے روتے ہوئے جلدی نکلنے کا حکم دیا گیا۔

---

١ صحیح بخاری: ٧٠٤٧

٢ سورۃ الروم: ٤١

۲۱ جسموں پر اثرات: حضرت آدم علیہ السلام کا قد ابتدا میں ۶۰ ذراع تھا، آج یہ قد کتنا مختصر رہ گیا۔ دوسری طرف حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نزول پر اتنی برکت ہوگی کہ ایک انار سے ایک جماعت سیر ہو جائے گی۔ ایک بکری کا دودھ پوری جماعت کو سیراب کردے گا۔

﴿وَّاَنْ لَّوِ اسْتَقَامُوْا عَلَى الطَّرِيْقَةِ لَاَسْقَيْنٰهُمْ مَّآءً غَدَقًا﴾[1] ''اور (اے نبی ﷺ، کہو، مجھ پر یہ وحی بھی کی گئی ہے کہ) لوگ اگر راہ راست پر ثابت قدمی سے چلتے تو ہم اُنہیں خوب سیراب کرتے۔'' شیطان جب انسانوں پر مسلط ہوتا ہے تو عمر، عمل، قول و فعل، رزق اور اس کی برکتیں ختم ہو جاتی ہے۔ یہ دنیا کی سزا ہے جبکہ آخرت میں گناہگاروں کے لیے جہنم اور اس کے عذاب منتظر ہوں گے۔

۲۲ غیرت کا خاتمہ: گناہ گار کی گناہوں کے خلاف غیرت ختم ہو جاتی ہے جبکہ یہ غیرت کی حرارت قلب کو اس طرح صاف کرتی ہے جیسے آگ کی بھٹی سونے چاندی کی میل ختم کرتی ہے۔ حدیث میں ہے:

«أتعجبون من غيرة سعد؟ والله لأنا أغير منه والله أغير مني»[2]

دوسری حدیث میں ہے: «لا أحد أغير من الله، من أجل ذلك حرّم الفواحش ما ظهر منها وما بطن»[3]

''اللہ سے زیادہ کوئی غیرت مند نہیں ہے اور اسی لیے اس نے ظاہری و باطنی فواحش کو حرام ٹھہرایا۔''

«يا أمة محمد! ما أحد أغير من الله أن تزني عبده أو تزني أمته»[4]

''اے اُمّتِ محمد! (روے کائنات پر) اللہ تعالیٰ سے زیادہ کسی کو غیرت نہیں آتی جب اس کا کوئی بندہ یا اللہ کی بندی زنا کا ارتکاب کرتے ہیں۔''

---

۱ سورۃ الجن:۱۶

۲ صحیح بخاری:۶۸۴۶

۳ ایضاً: ۱۴۱۷

۴ ایضاً: ۵۲۵۱

مجلس التحقیق الاسلامی کے زیر اہتمام ملت اسلامیہ کا علمی اور اصلاحی مجلہ

ایک طرف گناہوں کے خلاف اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی غیرت کا یہ عالم ہے اور دوسری طرف گناہگار کسی گناہ کو گناہ ہی نہیں سمجھتے۔ بھینس اور بیل جس طرح اپنے سینگوں سے اپنی اور بچوں کی دشمن سے حفاظت کرتے ہیں، غیرت انسان کے لئے یہی درجہ رکھتی ہے۔ یہ سینگ ٹوٹ جائیں تو پھر شیطان کی صورت میں ازلی دشمن حملہ آور ہو جاتا ہے۔

۲۳ حیا کا ختم ہو جانا: گناہوں کی وجہ سے حیا ختم ہو جاتی ہے جبکہ: «الحیاء خیر کله»[1]

حدیث میں ہے: «إذا لم تستحي فاصنع ما شئت»[2]

بے حیائی اور بے غیرتی جہاں ہو گی، گناہ لازم ہوں گے مگر جب انسان اللہ سے حیا اور شرم کرتا ہے اور گناہوں سے پرہیز کرتا ہے تو اللہ بھی سزا دینے میں شرم کرے گا۔

۲۴ دل میں اللہ کی عظمت کم ہونا: اللہ کی عظمت کم ہو جاتی ہے، تب ہی تو انسان گناہ کرتا ہے۔ اللہ کی محرمات کی اہمیت نہ رہی تو دل پر پردہ پڑ جاتا اور مہر لگ جاتی ہے۔ جب انسان اللہ کو بھول جاتا ہے تو اللہ اُنہیں بھول جاتا ہے۔ اُنہیں برباد کر دیتا ہے ذلت و رسوائی ان کا مقدر ہو جاتی ہے، جن لوگوں نے اللہ کے اوامر و احکام کو برباد کیا، وہ اللہ کے عتاب کا نشانہ بنتے ہیں اور ﴿ وَمَنْ يُّهِنِ اللّٰهُ فَمَا لَهٗ مِنْ مُّكْرِمٍ ﴾[3]

"جسے اللہ ذلیل (برباد) کرے اللہ کوئی عزت نہیں دے سکتا۔"

۲۵ اللہ کے ہاں اس کی کوئی حیثیت نہیں رہتی: ﴿ وَلَا تَكُوْنُوْا كَالَّذِيْنَ نَسُوا اللّٰهَ فَاَنْسٰىهُمْ اَنْفُسَهُمْ ۭ اُولٰۗىِٕكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ ۝ ﴾[4] "اُن لوگوں کی طرح نہ ہو جاؤ جو اللہ کو بھول گئے تو اللہ نے اُنہیں خود اپنا نفس بھلا دیا، یہی لوگ فاسق ہیں۔" اللہ بڑا بے نیاز ہے جبکہ بندہ ہر لمحے اس کا محتاج ہے۔ پھر وہ اس کے ذکر سے کیسے غافل رہ سکتا ہے اور اگر غافل رہتا ہے تو اپنی جان پر خود ظلم کرتا ہے۔ کیونکہ اللہ تو اپنے بندوں پر کبھی ظلم نہیں

---

۱ صحیح مسلم:۳۷
۲ صحیح بخاری:۶۱۲۰
۳ سورۃ الحج:۱۸
۴ سورۃ الحشر:۱۹

مجلس التحقیق الاسلامی کے زیر اہتمام ملت اسلامیہ کا علمی اور اصلاحی مجلہ

magazine.mohaddis.com

کرتا بلکہ لوگ اپنی جانوں پر خود ظلم کرتے ہیں۔

٢٦ انسان احسان کے درجے سے گر جاتا ہے: احسان کیا ہے؟ فرمانِ نبوی ہے: «أن تعبد الله كأنك تراه فإن لم تكن تراه فإنه يراك» اللہ کی موجودگی کا احساس انسان کو گناہ سے روکتا ہے۔ دل میں ذکرِ الٰہی، اللہ کی محبت اور گناہ پر گرفت کا خوف ہو، یہ یقین کہ اللہ مجھے دیکھ رہا ہے تو وہ انسان اللہ کی نافرمانی سے قبل اور بعد کئی مرتبہ پریشان و پشیمان ہوتا ہے۔ اے اللہ کے بندو! اپنے آپ کو گناہ سے بچاؤ کہ توبہ کا دروازہ کھلا ہے۔

٢٧ اللہ کی مدافعت سے محرومی: گناہوں کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کی طرف سے تمام اعزاز و اکرام سے محرومی ہو جاتی ہے جو وہ اپنے بندے پر کرنا چاہتا ہے کیونکہ ﴿ اِنَّ اللّٰهَ يُدٰفِعُ عَنِ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا ﴾[1] "یقیناً اللہ مدافعت کرتا ہے اُن لوگوں کی طرف سے جو ایمان لائے ہیں۔" ﴿ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ كُلَّ مُخْتَالٍ فَخُوْرٍ ﴾[2] "اللہ کسی خود پسند اور فخر جتانے والے شخص کو پسند نہیں کرتا۔"

اللہ کی دوستی (ولایت) سے محرومی ہوتی ہے: ﴿ اَللّٰهُ وَلِيُّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا ﴾

اجر عظیم سے محرومی: ﴿ وَسَوْفَ يُؤْتِ اللّٰهُ الْمُؤْمِنِيْنَ اَجْرًا عَظِيْمًا ﴾[3]

صحبتِ الٰہی سے: ﴿ اِذْ يُوْحِيْ رَبُّكَ اِلَى الْمَلٰٓئِكَةِ اَنِّيْ مَعَكُمْ فَثَبِّتُوا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا ﴾[4]

عزّو تکریم سے محرومی: ﴿ فَلِلّٰهِ الْعِزَّةُ جَمِيْعًا ﴾

رفع درجات سے محرومی: ﴿ يَرْفَعِ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَالَّذِيْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ دَرَجٰتٍ ﴾[5] "اللہ تمہیں کشادگی بخشے گا اور جب تم سے کہا جائے کہ اٹھ جاؤ تو اٹھ جایا کرو تم

---

١ سورۃ الحج:٣٨

٢ سورۃ لقمان:١٨

٣ سورۃ النساء:١٤٦

٤ سورۃ الانفال:١٢

٥ سورۃ المجادلہ:١١

مجلس التحقیق الاسلامی کے زیر اہتمام ملت اسلامیہ کا علمی اور اصلاحی مجلہ

میں سے جو لوگ ایمان رکھنے والے ہیں اور جن کو علم بخشا گیا ہے، اللہ ان کو بلند درجے عطا فرمائے گا۔'' یہ تمام انعاماتِ جلیلہ صرف اللہ کے بندوں کو حاصل ہوتے ہیں اور اللہ کے نافرمان ان سے محروم کر دیے جاتے ہیں۔ نیکو کاروں کو اللہ جل جلالہ نور ہدایت عطا کرتا ہے: ﴿قُلْ هُوَ لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا هُدًى وَّ شِفَآءٌ ﴾[1] ''ان سے کہو یہ قرآن ایمان لانے والوں کے لیے تو ہدایت اور شفا ہے۔''

اسی طرح نیکی کے راستے پر چلنا مشکل ہو جاتا ہے، اللہ کے راستے پر پختگی اور دوام کا قصد دل کی کمزوری کی وجہ سے مشکل ہو جاتا ہے۔ چنانچہ نبی مکرم ﷺ اپنی دعا میں پناہ مانگا کرتے تھے:

«اللهم إني أعوذ بك من الهمّ والحزن والعجز والكسل والجبن والبخل وضلع الدين وغلبة الرجال»[2]

''اے اللہ! تیری پناہ میں آتا ہوں فکر و غم اور کمزوری و سستی سے، بزدلی و بخیلی سے اور قرض کے بوجھ سے اور لوگوں کے غلبہ سے۔''

جهد البلاء و درك الشقاء اور سوء القضاء و شماتة الأعداء دونوں، دونوں چیزیں باہمی قریب المعنیٰ ہیں۔ ان سے آپ پناہ مانگتے تھے۔ یہ تمام گناہ کے بد نتائج ہیں۔ جو اللہ کے انعامات اور خیر و عافیت سے انسان کو محروم کر دیتے ہیں۔

۲۸ اللہ کی سپردگی اور نیکی کے حصار سے محرومی: گناہ کی ایک وعید قرآن کریم میں یہ بیان ہوئی ہے:

﴿وَمَآ اَصَابَكُمْ مِّنْ مُّصِيْبَةٍ فَبِمَا كَسَبَتْ اَيْدِيْكُمْ وَيَعْفُوْا عَنْ كَثِيْرٍ ﴾[3]

''انسان پر آنے والی ہر مصیبت، اس کی اپنی کمائی کا نتیجہ ہے اور اللہ تعالیٰ بہت سی خطاؤں کو نظر انداز کر دیتا ہے۔''

---

۱ سورۃ فصلت: ۴۴
۲ صحیح بخاری: ۶۳۶۳
۳ سورۃ الشوریٰ: ۳۰

مجلس التحقیق الاسلامی کے زیر اہتمام ملت اسلامیہ کا علمی اور اصلاحی مجلہ

magazine.mohaddis.com

ایک حدیثِ قدسی میں ربّ ذوالجلال کا ارشاد ہے:

وعزتي وجلالي لا يكون عبد من عبيدي على ما أحب ثم ينتقل عنه إلى ما أكره إلا إنتقلت له مما يجب عبيدي الى ما يكره ولا يكون عبد من عبيدي على ما أكره فينتقل عنه الى ما أحب الا إنتقلت له مما يكره الى ما يحب[1]

''مجھے میری عزت اور جلال کی قسم! جب میرا کوئی بندہ وہ کام کرتا ہے جو مجھے محبوب ہے۔ اور پھر وہ اسے چھوڑ کر ایسا کام کرتا ہے جو مجھے ناپسند ہے تو میں بھی اس کی محبوب چیز سے اس کو محروم کر دیتا ہوں اور جو اسے مکروہ وناپسند ہے، اس کی طرف اسے منتقل کر دیتا ہوں۔ اور جب میرا بندہ کوئی مکروہ اور ناپسندیدہ کام کرتا ہے اور اُسے چھوڑ کر پھر ایسا کام کرنے لگتا ہے جو مجھے محبوب ہے تو میں اسے اس کی ناپسندیدہ چیز سے الگ کر کے اس کی محبوب پسندیدہ چیز کی طرف لے جاتا ہوں۔''

اللہ کی اطاعت ایک مضبوط قلعہ ہے۔ جس میں اسے اللہ کی طرف سے حفاظت میسر ہوتی ہے۔ نافرمان کو یہ حفاظت میسر نہیں ہوتی۔ وہ خوف زدہ اور مرعوب ہوتا ہے۔ جیسے نیکی، انسان کو قوی کرتی ہے تو گناہ دل کو کمزور اور خوف زدہ کرتا ہے۔

۲۹ دل بیمار ہو جاتا ہے: اس کی بیماری لاعلاج ہوتی ہے۔ نہ دوا، نہ خوراک فائدہ دیتی ہے۔ اس کا علاج صرف گناہ چھوڑ کر نیکی کرنا ہی ہے۔

۳۰ روزِ محشر چہرہ سیاہ ہوگا: جس قدر گناہ ہوتے ہیں وہ قلبِ سیاہ سے جسم اور اعضا کی طرف آتے ہیں اور انسان کے چہرے کو بھی سیاہ اور تاریک کر دیتے ہیں۔ یہی سپیدی و سیاہی روز قیامت بھی چہروں پر نمایاں ہوگی: ﴿يَوْمَ تَبْيَضُّ وُجُوهٌ وَّ تَسْوَدُّ وُجُوهٌ﴾[2] ''جبکہ کچھ لوگ سرخ رو ہوں گے اور کچھ لوگوں کا منہ کالا ہوگا۔''

۳۱ قبر تاریک ہوتی ہے: عالم برزخ میں گناہ گار کی قبر تاریک ہوتی ہے۔ ارشاد نبوی ﷺ

---

۱ الداء والدواء از حافظ ابن قیم ... فصل ۳۴: ص ۱۱۳

۲ سورۃ آل عمران: ۱۰۶

مجلس التحقیق الاسلامی کے زیر اہتمام ملت اسلامیہ کا علمی اور اصلاحی مجلہ

magazine.mohaddis.com

ہے: «إن هذا القبور ممتلئة على أهلها ظلمة وإن الله ينورها بصلاتي عليهم»[1]

"یہ قبریں اہل قبور کے لیے اندھیروں سے بھری ہوئی ہیں اور میری نماز و دُعا سے ان قبروں میں روشنی ہو جاتی ہے۔"

۳۲ نفس ذلیل ہو جاتا ہے: ﴿قَدْ اَفْلَحَ مَنْ زَكّٰىهَا ۝ وَقَدْ خَابَ مَنْ دَسّٰىهَا ۝﴾[2]

"یقیناً فلاح پا گیا وہ جس نے نفس کا تزکیہ کیا اور نامراد ہوا وہ جس نے اُسکو دبا دیا۔"

ایسا شخص اللہ اور اس کی مخلوق میں ہی نہیں بلکہ اپنی نگاہ میں گر جاتا ہے۔ گناہ سے زیادہ ذلیل کرنیوالی کوئی چیز نہیں، جبکہ طاعت وعبادت سے زیادہ عزت دینے والی کوئی چیز نہیں۔

گناہ انسان شیطان اور خواہشات کا قیدی بن جاتا ہے، چنانچہ فرمانِ نبوی ہے: «اِن الشيطان ذئب الإنسان»[3] "شیطان انسان کے لیے بھیڑیا ہے۔" جبکہ دنیا و آخرت کی آفات سے بچنے کے لیے تقویٰ ایک مضبوط قلعہ ہے۔

۳۳ اللہ اور بندوں کی نگاہ میں ذلیل ہوتا ہے: اللہ کا انعام ہے کہ وہ اپنے نیک بندے کا ذکر خیر عام کر دے، اس کا نام بلند کر دے جیسا کہ نبی کریم کو اللہ تعالیٰ نے یہ وعدہ دیا: ﴿وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ ۝﴾ اور جتنا کوئی نیک ہے، اتنا ہی نام بلند ہوتا ہے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے بھی اللہ عزوجل سے یہی دعا کی تھی: ﴿وَاجْعَلْ لِّيْ لِسَانَ صِدْقٍ فِي الْاٰخِرِيْنَ ۝﴾ ... اسی بنا پر اللہ تعالیٰ نے انسان کے برے تذکرے کو انتہائی ناگوار قرار دیا ہے: ﴿بِئْسَ الِاسْمُ الْفُسُوْقُ بَعْدَ الْاِيْمَانِ﴾ سو گناہ گار کو لوگوں میں بُرے ناموں مثلاً فاسق، فاجر، کذاب وغیرہ سے یاد کیا جاتا ہے ﴿وَمَنْ يُّهِنِ اللّٰهُ فَمَا لَهٗ مِنْ مُّكْرِمٍ﴾[4] "جسے اللہ ذلیل کر دے اسے کوئی عزت نہیں دے سکتا۔"

---

۱ صحیح مسلم:۹۵۶

۲ سورۃ الشمس:۹،۱۰

۳ سلسلۃ الاحادیث الضعیفۃ:۳۰۱۶، ضعیف الجامع الصغیر:۱۴۷۷

۴ سورۃ الحج:۱۸

مجلس التحقیق الاسلامی کے زیر اہتمام ملت اسلامیہ کا علمی اور اصلاحی مجلہ

magazine.mohaddis.com

۳۴ گناہ سے عقل انسانی خراب ہو جاتی ہے: گناہ کی وجہ سے انسان پر اللہ کا قہر، غضب اور لعنت برستی ہے جیسے سود کھانے والے پر اللہ غضب ناک ہوتا ہے۔﴿ كَالَّذِي اسْتَهْوَتْهُ الشَّيٰطِيْنُ فِي الْاَرْضِ حَيْرَانَ لَهٗٓ اَصْحٰبٌ يَّدْعُوْنَهٗٓ اِلَى الْهُدَى ائْتِنَا ﴾ ''جسے شیطانوں نے صحرا میں بھٹکا دیا ہو اور وہ حیران و سرگرداں پھر رہا ہو درآں حالیکہ اس کے ساتھی اسے پکار رہے ہوں کہ اِدھر آ یہ سیدھی راہ موجود ہے؟'' اور اللہ کی رحمت دور ہوتی ہے۔ بلاشبہ آنکھوں کی ٹھنڈک، دل کا سکون، نفس کی راحت، دل کی تسکین اور روح کی لذت اللہ کی فرمانبرداری میں ہی ہے۔

۳۵ خیر کے تمام ذرائع ختم ہو جاتے ہیں: کیونکہ اس کی اللہ سے دوری ہوتی ہے۔ اس پر شیطان کی حکومت جاری ہو جاتی ہے۔ انسانوں کا معمول ہے کہ بادشاہ کے دشمنوں سے جو دوستی کرتا ہے، وہ بھی بادشاہ کا دشمن ہی گردانا جاتا ہے۔ شیطان تو اللہ کا دشمن ہے اور ہمارا دشمن بھی۔ سو اللہ سے محبت کا تقاضا ہے کہ ہم بھی اس سے دشمنی رکھیں۔ حالانکہ شیطان سے اللہ کی دشمنی انسان کی وجہ سے ہے کہ اُس نے انسان کو سجدہ نہیں کیا۔ لیکن انسان غلط کار ہے کہ اسے دوست بناتا ہے ۔ اللہ اپنے دشمنوں کے لیے خیر کے دروازے بند کر دیتا ہے۔

۳۶ رزق میں برکت ختم ہو جاتی ہے: قرآن کریم میں اطاعت الٰہی کے ثمرات مختلف آیات میں یوں بیان ہوئے ہیں:﴿ وَلَوْ اَنَّ اَهْلَ الْقُرٰٓى اٰمَنُوْا وَاتَّقَوْا لَفَتَحْنَا عَلَيْهِمْ بَرَكٰتٍ مِّنَ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ ﴾[1] ''اگر بستیوں کے لوگ ایمان لاتے اور تقویٰ کی روش اختیار کرتے تو ہم ان پر آسمان اور زمین سے برکتوں کے دروازے کھول دیتے۔'' ﴿ وَّاَنْ لَّوِ اسْتَقَامُوْا عَلَى الطَّرِيْقَةِ لَاَسْقَيْنٰهُمْ مَّآءً غَدَقًا ﴾[2] ''اور (اے نبی ﷺ، کہو، مجھ پر یہ وحی بھی کی گئی ہے کہ) لوگ اگر راہ راست پر ثابت قدمی سے چلتے تو ہم

---

۱ سورۃ الاعراف:۹۶

۲ سورۃ الجن:۱۶

انہیں خوب سیراب کرتے۔" ﴿لَاَكَلُوْا مِنْ فَوْقِهِمْ وَ مِنْ تَحْتِ اَرْجُلِهِمْ ؕ مِنْهُمْ اُمَّةٌ مُّقْتَصِدَةٌ ؕ﴾[1] " تو ان کے لیے اوپر سے رزق برستا اور نیچے سے ابلتا اگرچہ ان میں کچھ لوگ راست رو بھی ہیں۔"

حدیثِ قدسی ہے جسے وہب بن منبہ رضی اللہ عنہ نے اسرائیلیات میں سے بیان کیا ہے:

«إذا رضيتُ باركت وليس لبركتي منتهى وإذا غضبت لعنتُ ولعنتي تدرك السابع من الولد»[2]

"جب میں کسی سے راضی ہو جاتا ہوں تو اس پر برکات کا نزول کرتا ہوں اور میری برکت کی کوئی انتہا نہیں۔ جب ناراض ہو جاؤں تو اس پر لعنت مسلط کر دی جاتی ہے اور میری لعنت کا وبال ساتویں پشت تک جاتا ہے۔"

معصیت سے رزق و عمر کی برکتیں اس لئے ختم ہوتی ہیں کہ گناہ اور اس کے کرنے والوں پر شیطان مسلط ہو جاتا ہے۔ یہی وجہ ہے کھانے پینے، کپڑے پہننے اور سواری وغیرہ میں بسم اللہ الرحمٰن الرحیم مشروع ہے۔ کیونکہ ذکر الٰہی سے شیطان بھاگ جاتا ہے اور برکت کی راہیں کھل جاتی ہیں۔ ساری برکتیں وہیں سے ہیں، کیونکہ وہ خود برکت والا ﴿تَبٰرَكَ الَّذِيْ بِيَدِهِ الْمُلْكُ ؗ﴾[3] اس کا رسول، اس کا بندہ، اس کا حکم اور ہر وہ چیز جس کی نسبت اللہ سے ہے بابرکت ہے۔ اور جس چیز کی نسبت غیر اللہ سے ہے، وہ برکت سے خالی ہوتی ہے:

«الدنيا ملعونة وملعون ما فيها إلا ما كان لله»[4]

دنیا ملعون ہے۔ اس میں جو کچھ ہے سب ملعون ہے سوائے اللہ کے ذکر کے اور اس سے تعلق رکھنے والی اشیا کے عالم اور طالب علم کے۔

۳۷ انسان اسفل السافلین میں سے ہو جاتا ہے: ﴿ثُمَّ رَدَدْنٰهُ اَسْفَلَ سٰفِلِيْنَ ۙ﴾[5] "پھر

---

۱ سورۃ المائدۃ:۶۶

۲ کتاب الزہد از امام احمد بن حنبل ص:۸۸، الجواب الكافي لمن سأل عن الدواء الشافي: ص۹۰

۳ سورۃ الملک:۱

۴ سنن ابن ماجہ:۴۱۱۲

۵ سورۃ التین:۵

magazine.mohaddis.com

اُسے الٹا پھیر کر ہم نے سب نیچوں سے نیچ کر دیا۔" حالانکہ انسان کی پہلی قسم کا شمار علیین میں ہوتا ہے۔ جیسا کہ حدیث میں آتا ہے:

«جعلت الذلة والصغار علىٰ من خالف أمري»[1]

"میرے حکم کی مخالفت کرنے والے ہر ذلت اور خواری لازم کر دی گئی ہے۔"

غرض انسان جب گناہ کرتا ہے تو اپنے درجات سے گر جاتا اور مزید گرتا رہتا ہے، اور جب وہ اطاعتِ الٰہی کا راستہ اختیار کرتا ہے تو اس کا درجہ بلند ہوتا چلا جاتا ہے، یہاں تک کہ وہ علیین تک پہنچ جاتا ہے۔ توبہ بعض اوقات اتنی وزنی ہو جاتی ہے کہ نیکی کا پلّہ جھک جاتا ہے۔ اگر وہ گناہ پر مُصر رہے تو بعض اوقات گناہ ہمّت توڑ دیتا ہے اور توبہ کی دوا بھی صحت تک پہنچنے کے لیے مدد نہیں کرتی۔

۳۸ گناہگار کے خلاف اللہ کی نافرمان مخلوق جری ہو جاتی ہے: وہ اسے تکلیف اور ایذا دیتی ہیں، پھر شیطان بھی جری اور دلیر ہو جاتے ہیں اور انسانی شیطان بھی جری ہو جاتے ہیں۔ گھر کے لوگ، خدام، نوکر چاکر، بیوی اور اولاد اس کے خلاف ہو جاتے ہیں۔ اس کا نفس بھی اس کے خلاف دلیر ہو جاتا ہے۔ وہ نیکی کا ارادہ کرتا ہے تو نفس سرکش ہو جاتا ہے۔ اللہ کی اطاعت ایک مضبوط قلعہ ہے۔ جو بھی اس میں داخل ہوتا ہے، وہ ایک مضبوط قلعہ میں داخل ہوتا ہے اور جو اس سے باہر نکلتا ہے، ڈاکو رہزن اس پر حملہ کر دیتے ہیں۔

۳۹ گناہگار کا دل اس سے غداری کرتا ہے: اس کا حال ایسا ہوتا ہے جیسے اس کے پاس تلوار تو موجود ہو مگر نیام میں زنگ آلود ہو۔ گناہوں سے دل زنگ آلود اور مفلوج ہو جاتا ہے۔ نفس امارہ تو بُرائی کا حکم دیتا ہی ہے، وہ شہوات و خواہشات اور گناہوں سے قوی، دلیر اور درندہ صفت بن جاتا ہے جبکہ نفس مطمئنہ تو مر چکتا ہے۔ ایسا شخص دنیا میں، اور برزخ میں مر چکا اور آخرت میں بھی اس کے لیے کوئی خیر نہیں۔

---

۱ مسند احمد: ۲/ ۵۰

مجلس التحقیق الاسلامی کے زیر اہتمام ملت اسلامیہ کا علمی اور اصلاحی مجلہ

magazine.mohaddis.com

اس کے اعضا بھی اس سے غداری کرتے ہیں۔ اگر وہ اللہ کو یاد کرتا ہے تو دل ساتھ نہیں دیتا۔ زبان ذکر کرتی ہے تو دل غافل ہوتا ہے۔ یوں سمجھیں کہ ایک بادشاہ کے پاس لشکر تو ہے لیکن جب وہ اس لشکر سے دشمن سے مدافعت کرنا چاہتا ہے تو شکست کھا جاتا ہے۔

۳۹ حسن خاتمہ سے محرومی: سب سے خوفناک بات یہ ہے کہ مرتے وقت اسے کلمہ کی توفیق نہیں ہوتی، کلمہ منہ سے نہیں نکلتا۔ دل اور زبان دونوں بے وفائی کرتے ہیں۔ خاتمہ بالخیر کی توفیق اسے ہی حاصل ہوتی ہے جو زندگی میں اللہ تعالیٰ کی اطاعت کا خوگر ہوتا ہے۔

۴۰ حق کی معرفت اور حق کو اختیار کرنے کی قوت سے محرومی: اس پر شیطان مسلط کر دیا جاتا ہے اور وہ نیک عمل نہیں کر سکتا۔ انسانی کمال کی بنیاد دو باتوں پر ہے: ﴿ وَاذْكُرْ عِبٰدَنَآ اِبْرٰهِيْمَ وَ اِسْحٰقَ وَ يَعْقُوْبَ اُولِي الْاَيْدِيْ وَ الْاَبْصَارِ ۝۴۵ ﴾[1]

"اور ہمارے بندوں، ابراہیم اور اسحٰق اور یعقوب علیہم السلام کا ذکر کرو۔ بڑی قوتِ عمل رکھنے والے اور دیدہ ور لوگ تھے۔"

'ذی الاید' سے مراد تنفیذ حق کی قوت اور 'ابصار' کا مطلب حق کی معرفت ہے۔ جبکہ انبیاء علیہم السلام میں یہ دونوں قوتیں موجود ہوتی ہیں جبکہ: ﴿ وَمَنْ يَّعْشُ عَنْ ذِكْرِ الرَّحْمٰنِ نُقَيِّضْ لَهٗ ﴾[2] "جو شخص رحمٰن کے ذکر سے تغافل برتتا ہے، ہم اس پر شیطان مسلط کر دیتے ہیں۔"

﴿ قَرِيْنًا فَسَآءَ قَرِيْنًا ۝۳۸ ﴾[3] "اُسے بہت ہی بری رفاقت میسر آئی۔"

﴿ وَ اِنَّهُمْ لَيَصُدُّوْنَهُمْ عَنِ السَّبِيْلِ وَ يَحْسَبُوْنَ اَنَّهُمْ مُّهْتَدُوْنَ ۝۳۷ ﴾[4]

"یہ شیاطین ایسے لوگوں کو راہِ راست پر آنے سے روکتے ہیں، اور وہ اپنی جگہ یہ سمجھتے ہیں کہ ہم ٹھیک جا رہے ہیں۔"

---

۱ سورۃ ص:۴۵

۲ سورۃ الزخرف:۳۶

۳ سورۃ النساء:۳۸

۴ سورۃ الزخرف:۳۷

مجلس التحقیق الاسلامی کے زیر اہتمام ملت اسلامیہ کا علمی اور اصلاحی مجلہ

magazine.mohaddis.com

قیامت کے روز انسان اس شیطان سے ان الفاظ میں شکوہ کناں ہو گا: ﴿ يٰلَيْتَ بَيْنِيْ وَ بَيْنَكَ بُعْدَ الْمَشْرِقَيْنِ ﴾[1] ''کاش میرے اور تیرے درمیان مشرق و مغرب کا بُعد ہوتا، تُو تو بد ترین ساتھی نکلا۔'' جب کہ عمر رضی اللہ عنہ جیسے لوگوں سے شیطان ڈر کر راستہ تبدیل کر لیتا تھا۔

۴۱ شیطان کو گناہگار اپنے خلاف خود مدد دیتا ہے: گناہ شیطان کا لشکر ہے۔ شیطان انسان کے ساتھ اس طرح ہوتا ہے جیسے خون چلتا ہے بلکہ اس پر مزید یہ کہ انسان سوتا ہے، شیطان نہیں سوتا۔ انسان غافل ہو جاتا ہے لیکن شیطان غافل نہیں ہوتا۔ انسان شیطان کو نہیں دیکھتا، البتہ شیطان اور اُس کا کنبہ اُسے وہاں سے دیکھتا ہے جہاں سے انسان نہیں دیکھتے۔ شیطان اللہ کے خلاف ہمیں ورغلاتا ہے۔ حالانکہ حقیقت امر تو یہ ہے کہ ہماری لعنت، پھٹکار اور رحمتِ خداوندی سے دوری کا اصل سبب ہی شیطان ہے جو انسان کو جہنم کا ساتھی بنا دینا چاہتا ہے۔

ایسے میں اللہ تعالیٰ اپنے مؤمن بندے کی مدد کرتا ہے۔ اپنے کلام مجید: قرآن سے، رسول سے... یقین و ایمان سے عقل دی، اس نے ہمیں ضمیر دیا، عقل دی، آنکھ، کان، زبان، ہاتھ، پاؤں کی بیش بہا نعمتیں دیں، اُن سب کے ساتھ حاملین عرش کو اُن کی پشت پر کھڑا کر دیا تاکہ وہ ان کے لیے دعاے استغفار کرتے رہیں اور اللہ اُنہیں گناہوں سے بچا لے۔ یہی لوگ حزب اللہ ہیں: ﴿ أُولٰٓئِكَ حِزْبُ اللّٰهِ اَلَآ اِنَّ حِزْبَ اللّٰهِ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ﴾[2]
''وہ اللہ کی پارٹی کے لوگ ہیں خبر دار رہو، اللہ کی پارٹی والے ہی فلاح پانے والے ہیں۔''

شیطان کا طریقہ واردات یہ ہے کہ وہ نفس کو ورغلاتا ہے کہ اُمیدیں دلاؤ، وسوسے ڈالو، دل تک پہنچو۔ نگاہ کو لہو و لعب، تفریح، غفلت اور شہوات میں پھنسا دو، ان کے لیے گناہ سجا دو، بے پردگی، بے حجابی کو عام کر دو۔ شیطان یہ شبہ عام کرتا ہے کہ اللہ نے خوبصورت

ا سورۃ الزخرف:۳۸
۲ سورۃ المجادلہ:۲۲

مجلس التحقیق الاسلامی کے زیر اہتمام ملت اسلامیہ کا علمی اور اصلاحی مجلہ

magazine.mohaddis.com

شکلیں اس لیے بنائی ہیں کہ ہم اُن کی خوبصورتی سے فائدہ اٹھائیں۔ اگر کسی نیک سے پالا پڑے تو اسے وحدت الوجود اور حلول کے فلسفوں میں اُلجھا دو۔

۴۲ حق اور باطل میں تمیز ختم کر دیتا ہے: شیطان نظر کے بعد کان کے مورچے کی ناکہ بندی کرتا ہے تاکہ کسی طرح اس کے کانوں میں کوئی مفید اور نفع بخش بات نہ پہنچ سکے۔ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے راستے میں رکاوٹیں ڈال دیتا ہے۔

۴۳ زبان کے مورچے کی ناکہ بندی: زبان کو نیکیاں نہیں کرنے دیتا۔ ذکر الٰہی، استغفار توبہ، تلاوتِ قرآن، تعلیم دین، تفسیر وحدیث کو اس کی زبان پر نہ آنے دو۔ زبان پر قابو پاؤ، حق بات کہنے سے روک دو۔ حق بات کہنے سے رکنے والا شیطان کا گونگا بھائی ہے: ﴿ قَالَ فَبِمَآ اَغۡوَيۡتَنِىۡ لَاَقۡعُدَنَّ لَهُمۡ صِرَاطَكَ الۡمُسۡتَقِيۡمَ ۝١٦ ثُمَّ لَاٰتِيَنَّهُمۡ مِّنۡۢ بَيۡنِ اَيۡدِيۡهِمۡ وَ مِنۡ خَلۡفِهِمۡ وَ عَنۡ اَيۡمَانِهِمۡ وَ عَنۡ شَمَآئِلِهِمۡ‌ ؕ وَ لَا تَجِدُ اَكۡثَرَهُمۡ شٰكِرِيۡنَ ۝١٧ ﴾[1] ''بولا، اچھا تو جس طرح تو نے مجھے گمراہی میں مبتلا کیا میں بھی اب تیری سیدھی راہ پر۔ اِن انسانوں کی گھات میں لگا رہوں گا، آگے اور پیچھے، دائیں اور بائیں، ہر طرف سے اِن کو گھیر دں گا اور تو ان میں سے اکثر کو شکر گزار نہ پائے گا۔'' فرمانِ نبوی ہے: «إن الشيطان قد قعد لابن آدم بطرق كلها» ''یہ حقیقت ہے کہ بنی آدم کے تمام راستوں پر شیطان بیٹھا ہوا ہے۔'' وہ اسے نیکیوں سے روکتا ہے، نماز، حج اور صدقہ سے منع کرتا ہے، نفس امارہ کو مضبوط کر دیتا ہے۔

۴۴ گناہ گار اپنی جان کو ہی بھول جاتا ہے: ﴿ وَ لَا تَكُوۡنُوۡا كَالَّذِيۡنَ نَسُوا اللّٰهَ فَاَنۡسٰىهُمۡ اَنۡفُسَهُمۡ‌ ؕ اُولٰٓئِكَ هُمُ الۡفٰسِقُوۡنَ ۝١٩ ﴾[2] ''اُن لوگوں کی طرح نہ ہو جاؤ جو اللّٰہ کو بھول گئے تو اللّٰہ نے اُنہیں خود اپنا نفس بھلا دیا، یہی لوگ فاسق ہیں۔'' ﴿ نَسُوا اللّٰهَ فَاَنۡسٰىهُمۡ ﴾ ایسے لوگ اپنا نفع نقصان، فلاح وسعادت اصلاح دنیا و آخرت بھول جاتے

[1] سورۃ الاعراف: ۱۶، ۱۷
[2] سورۃ الحشر: ۱۹

مجلس التحقيق الاسلامی کے زیر اہتمام ملت اسلامیہ کا علمی اور اصلاحی مجلہ

magazine.mohaddis.com

ہیں۔ دنیا کی لذتوں اور دنیاوی فوائد کو آخرت پر ترجیح دیتے ہیں۔ خسر الدنیا والآخرة

دنیا اور آخرت میں خسارہ پالیا اور اپنی دنیا و آخرت برباد کر لی۔

۴۵ حال اور مستقبل کی نعمتیں ختم ہو جاتی ہیں: موجود انعامات ختم اور مستقبل کے انعامات سے محروم ہو جاتا ہے۔ اسباب نعمت میں سے اہم ترین اطاعت و فرمانبرداری ہے۔

۴۶ فرشتوں سے دوری اور شیطان کا قربت: بندہ جب جھوٹ بولتا ہے تو فرشتہ ایک میل دور چلا جاتا ہے۔ حضرت عبداللہ بن عمر روایت ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا:

«إذا كذب العبد تباعد منه الملك ميلاً من نتن ما جاء به»[1]

ہر شخص کا ایک فرشتہ اور شیطان ہوتا ہے۔ نیکی کرتا ہے تو یہ فرشتہ شیطان کو بھگا دیتا ہے۔ اور انسان کا مقرب بن جاتا ہے: ﴿ اِنَّ الَّذِيْنَ قَالُوْا رَبُّنَا اللّٰهُ ثُمَّ اسْتَقَامُوْا تَتَنَزَّلُ عَلَيْهِمُ الْمَلٰٓئِكَةُ اَلَّا تَخَافُوْا وَلَا تَحْزَنُوْا وَاَبْشِرُوْا بِالْجَنَّةِ الَّتِيْ كُنْتُمْ تُوْعَدُوْنَ ۝ ﴾[2]

”جن لوگوں نے کہا کہ اللہ ہمارا ربّ ہے اور پھر وہ اس پر ثابت قدم رہے، یقیناً اُن پر فرشتے نازل ہوتے ہیں اور ان سے کہتے ہیں کہ نہ ڈرو، نہ غم کرو، اور خوش ہو جاؤ اُس جنت کی بشارت سے جس کا تم سے وعدہ کیا گیا ہے۔“

﴿ اِذْ يُوْحِيْ رَبُّكَ اِلَى الْمَلٰٓئِكَةِ اَنِّيْ مَعَكُمْ فَثَبِّتُوا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا ﴾[3]

”اور وہ وقت یاد رکھو جبکہ تمہارا ربّ فرشتوں کو اشارہ کر رہا تھا کہ میں تمہارے ساتھ ہوں، تم اہلِ ایمان کو ثابت قدم رکھو۔“

یہ فرشتہ اس کی زبان سے سچی باتیں نکلواتا ہے جبکہ شیطان قلب پر باطل کا القا کرتا ہے اور زبان پر بھی۔ یہ فرشتے حضرت ابو بکرؓ کی طرح انسان کی مدافعت کرتے ہیں جب نبی کریم نے انہیں کہا تھا کہ «كان الملك يدافع عنك فلما رددت عليه جاء الشيطان فلم

---

۱ تلخیص الحبیر: ۱/ ۳۹

۲ سورۃ حم السجدۃ: ۳۰،۳۱

۳ سورۃ الانفال: ۱۲

مجلس التحقیق الاسلامی کے زیر اہتمام ملت اسلامیہ کا علمی اور اصلاحی مجلہ

magazine.mohaddis.com

أكن لأجلس»[1]

جب وہ کسی مسلم بھائی کے لیے دعا کرتا ہے، فرشتہ آمین کہتا اور دعا کرتا ہے کہ اس کی حفاظت کرتا ہے۔ اللہ نے جتنا اُسے دیا، تجھے بھی دے۔ سوتا ہے تو یہ اس کے ساتھ رات گزارتا ہے۔ شجاعت اور ہمّت پیدا کرتا ہے۔ اور اس کی حفاظت کرتا ہے جیسا کہ قرآن کریم میں ہے: ﴿ وَ يُرْسِلُ عَلَيْكُمْ حَفَظَةً ﴾[2]

حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

«مَا مِنْكُمْ مِنْ أَحَدٍ إِلاَّ وَقَدْ وُكِّلَ بِهِ قَرِينُهُ مِنَ الْجِنِّ». قَالُوا وَإِيَّاكَ يَا رَسُولَ اللهِ قَالَ «وَإِيَّاىَ إِلاَّ أَنَّ اللهَ أَعَانَنِى عَلَيْهِ فَأَسْلَمَ فَلاَ يَأْمُرُنِي إِلاَّ بِخَيْرٍ»[3]

''تم میں سے ہر آدمی کے ساتھ ایک جن (شیطان) اور ایک فرشتہ مقرر کیا گیا ہے صحابہ رضی اللہ عنہم نے دریافت کیا: حضرت! آپ کے ساتھ بھی ہے تو آپ نے فرمایا: میرے ساتھ بھی ہے، لیکن مجھے اللہ نے اس پر غلبہ دیا ہے، وہ میرا مطیع ہو گیا ہے، (اب) وہ مجھے صرف بھلائی کی بات کہتا ہے۔''

۴۷ گناہ انسان کو ہلاک کر دیتا ہے: گناہ دل کی بیماری ہے، گناہ کا مرض بڑھ جائے تو موت یقینی ہے۔ انسان کے جسم کی سلامتی تین چیزوں پر موقوف ہے:

۱۔ بہترین غذا ۲۔ غلط مادوں کا اخراج ۳۔ مضر صحت اشیا سے پرہیز

جو حال جسم کا ہے، وہی دل کا ہے۔ دل کی زندگی کے لیے ایمان و یقین بنیاد بنتے ہیں۔ نیک اعمال اسے تقویت دیتے ہیں۔ توبہ و استغفار سے غلط مادوں کا اخراج ہوتا ہے۔ گناہ دل کی صحت کے لیے مضر ہے۔ جو آخر کار اسے ہلاک کر کے تباہ کر دیتا ہے۔ دل کی بیماری کا علاج تقویٰ سے ہی ہو گا۔

لہٰذا ابھی بھی وقت ہے، زندگی کی سانسیں چل رہی ہیں، اعضا حرکت میں ہیں، گناہوں سے کنارہ کش ہو جائیں، برائیاں چھوڑ دیں، گمراہ کن دلیلیں ترک کر دیں، معاصی کا ارتکاب

---

۱ مسند البزار: ۸۴۹۵

۲ سورۃ الانعام: ۶۱

۳ صحیح مسلم: ۷۱۰۸

مجلس التحقیق الاسلامی کے زیر اہتمام ملت اسلامیہ کا علمی اور اصلاحی مجلہ

magazine.mohaddis.com

بند کر دیں، اللہ جانے زندگی کا یہ سفر کس موڑ پر ختم ہو جائے، متحرک گھڑی کی سوئیاں جامد ہو جائیں، لہٰذا توبہ ہی نجات کا پروانہ اور اُخروی زندگی کی کامیابی کی علامت وضمانت ہے۔

اللہ کے حضور گناہوں کو چھوڑنے اور خوش بختیوں اور سعادتوں بھری زندگی کا حصول چاہنے والوں کے لئے ہاتھ اُٹھائے جائیں، تو یقیناً اللہ تعالیٰ اُٹھے ہوئے ہاتھوں اور پرنم آنکھوں کی لاج رکھ کر گناہوں سے پاک وصاف کرکے، داغ دار دامن کو دھو دے گا۔ ان شاء اللہ... اللہ تعالیٰ ہم میں آخرت کی جوابدہی کا احساس پیدا کرے اور اس دنیا میں دی گئی مہلت میں اللہ کا تابع فرمان بندہ بننے کی توفیق مرحمت فرمائے۔ آمین!

[کتاب 'دوائے شافی' از علامہ ابن قیم سے اخذ واستفادہ]

بقیہ (اصلاح معاشرہ میں مساجد کا کردار)

ج۔ مکتبہ اور دارالمطالعہ: ان مساجد میں اسلام اور مسلمانوں کے متعلق ہر طرح کا لٹریچر مہیا کیا جاتا ہے۔ پڑھنے والوں کے لیے مختلف زبانوں میں کتابیں، رسائل اور اخبارات ہوتے ہیں۔

د۔ دیگر سرگرمیاں: مساجد میں بڑے بڑے اجتماعات اور دیگر پروگرام ہوتے ہیں خصوصاً رمضان المبارک میں مسلمان مرد اور عورتیں بچے مل کر اجتماعی افطاریاں کرتے ہیں۔ عورتوں، بچوں، بوڑھوں سب کے لیے دلچسپی کے مواقع الگ الگ مہیا کئے جاتے ہیں۔

خلاصہ

اسلامی معاشرے میں مساجد کا کردار نمایاں اور عیاں ہے۔ آج کل کے معاشرے میں انارکی اور افراتفری ہے۔ ہر طرح کے جرائم: معاشی، معاشرتی، اخلاقی، جنسی عام ہو رہے ہیں۔ انسانیت کا خون ارزاں ہے، شدت پسندی، دہشت گردی اور عدم برداشت کی فضا قائم ہے۔ غربت وافلاس مسلمانوں کا مقدر بن گیا ہے جبکہ ہمارے معاشرے میں شہروں اور قصبوں میں لاکھوں مساجد ہیں مگر اُن سے اصلاحِ معاشرہ کا کام نہیں لیا جا رہا۔ منبر و محراب سے اُٹھنے والی صدا کچھ اور ہے۔ آج کے اس پُر فتن دور میں ہمیں اصلاحِ معاشرہ کے لیے مسجد کے کردار کو پھر سے فعال بنانا ہوگا اور اِنہی خطوط پر عمل پیرا ہونا ہوگا جنہیں اپنا کر عرب کے بدو دُنیا کے امام اور رہبر بن گئے۔

سبق پڑھ پھر صداقت کا، عدالت کا، شجاعت کا
لیا جائے گا تجھ سے کام دنیا کی امامت کا

مجلس التحقیق الاسلامی کے زیر اہتمام ملت اسلامیہ کا علمی اور اصلاحی مجلہ

magazine.mohaddis.com

حافظ صلاح الدین یوسف حفظہ اللہ

شادی بیاہ کے رسوم ورواج

احادیثِ رسول ﷺ کی روشنی میں

بارات اور جہیز کے علاوہ شادی کے رسوم ورواج میں جن فضولیات کا اہتمام ہوتا ہے، ان کی تفصیل کافی لمبی ہے اور نہایت ہوش ربا بھی۔ چند سال قبل روزنامہ 'جنگ' کے ایک فیچر نگار نے ان تفصیلات پر مبنی ایک مفصل فیچر لکھا تھا جو راقم کی کتاب 'مسنون نکاح' مطبوعہ دارالسلام میں درج ہے۔ قارئین اس کتاب میں ملاحظہ فرماسکتے ہیں۔ ص ی

شادی بیاہ کی بے ہودہ اور خلافِ شرع رسومات کے ارتکاب، ان میں شرکت اور ان سے تعاون میں بڑے بڑے دین دار حضرات بھی کوئی تأمل نہیں کرتے۔ ایسے مداہنت پسند حضرات کے لیے چند احادیث مختصر مختصر تبصرے کے ساتھ پیش ہیں تاکہ ان کی روشنی میں اپنے طرزِ عمل کا جائزہ لیا جاسکے۔

① رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

«مَنْ رَأَى مِنْكُمْ مُنْكَرًا فَلْيُغَيِّرْهُ بِيَدِهِ، فَإِنْ لَّمْ يَسْتَطِعْ فَبِلِسَانِهِ، فَإِنْ لَمْ يَسْتَطِعْ فَبِقَلْبِهِ وَذٰلِكَ أَضْعَفُ الإِيْمَانِ»[1]

''تم میں سے جو کسی برائی کو دیکھے تو اسے چاہیے کہ وہ اس کو اپنے ہاتھ سے روک دے، اگر اس کی طاقت نہ ہو تو زبان سے اس کی برائی کا اظہار کرے، اگر اس کی بھی طاقت نہ ہو تو دل سے اس کو بُرا سمجھے، اور یہ ایمان کا کمزور ترین درجہ ہے۔''

وضاحت: مرد کو اللہ تعالیٰ نے عورتوں پر قوام (حاکم، نگران، سربراہ) بنایا ہے، اس لیے ہر

---

[1] صحیح مسلم، رقم الحدیث ۴۹

مجلس التحقیق الاسلامی کے زیر اہتمام ملت اسلامیہ کا علمی اور اصلاحی مجلہ

magazine.mohaddis.com

مرد فطری طور پر اپنے گھر کا سربراہ ہے۔ سربراہ کی ذمہ داری ہے کہ وہ گھر کے سارے افراد کو راہِ راست پر رکھے اور اس سے اُن کو منحرف نہ ہونے دے۔ اس خداداد مقام پر فائز مرد کے یہ شایانِ شان نہیں کہ وہ یہ کہے کہ شادی کی رسومات میں بیوی میری بات نہیں مانتی، بچے نہیں مانتے۔ یہ اس کے شیوۂ مردانگی کے بھی خلاف ہے اور یہ عذر بارگاہِ الٰہی میں ناقابل شنوائی بھی۔ علاوہ ازیں دنیاوی معاملات میں کیا کوئی مرد ایسی بے بسی کا مظاہرہ کرتا ہے؟ اگر ہانڈی میں نمک مرچ کم یا زیادہ ہو جائے تو دونوں صورتوں میں عورت کی شامت آجاتی ہے۔ اس وقت تو عورت کی بے بسی کا یہ عالم ہوتا ہے کہ وہ مرد کی ناراضی پر چُوں بھی نہیں کرتی۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ دین ہی ایسا یتیم ہے کہ ہماری عورتیں اور بچے اس کے ساتھ جو چاہے، سلوک کر لیں، مردوں کے کانوں پر جوں تک نہیں رینگتی۔

مذکورہ حدیث کی روشنی میں ہر مرد سوچ لے کہ منکرات سے یہ سمجھوتہ اس کو ایمان کی کس پستی میں دھکیل رہا ہے۔ أعاذنا الله منه

④ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

«أَلَا كُلُّكُمْ رَاعٍ وَكُلُّكُمْ مَسْئُوْلٌ عَنْ رَعِيَّتِهِ، فَالْأَمِيْرُ الَّذِيْ عَلَى النَّاسِ رَاعٍ وَهُوَ مَسْئُوْلٌ عَنْ رَعِيَّتِهِ، وَالرَّجُلُ رَاعٍ عَلَى أَهْلِ بَيْتِهِ وَهُوَ مَسْئُوْلٌ عَنْهُمْ، وَالْمَرْأَةُ رَاعِيَةٌ عَلَى بَيْتِ بَعْلِهَا وَوَلَدِهِ، وَهِيَ مَسْئُوْلَةٌ عَنْهُمْ، وَالْعَبْدُ رَاعٍ عَلَى مَالِ سَيِّدِهِ وَهُوَ مَسْئُوْلٌ عَنْهُ، أَلَا فَكُلُّكُمْ رَاعٍ وَكُلُّكُمْ مَسْئُوْلٌ عَنْ رِعِيَّتِهِ»[1]

''خبردار! تم سب کے سب نگران اور ذمے دار ہو اور تم سب سے اپنی اپنی رعیت (ماتحتوں) کے بارے میں باز پرس ہو گی۔ حاکم وقت، لوگوں پر حکمران، ذمے دار اور نگران ہے اور اس سے اس کی رعیت (ملک کے عوام) کی بابت باز پرس ہو گی۔ مرد اپنے گھر والوں پر نگران ہے اور اس سے ان کی بابت پوچھا جائے گا، عورت اپنے خاوند کے گھر اور اس کے بچوں کی نگران ہے اور اس سے ان کی بابت باز پرس

---

1 صحیح مسلم:۱۸۲۹

مجلس التحقیق الاسلامی کے زیر اہتمام ملت اسلامیہ کا علمی اور اصلاحی مجلہ

magazine.mohaddis.com

ہو گی، غلام اپنے آقا کے مال کا نگران ہے اور اس سے اس کی بابت پوچھا جائے گا۔ اچھی طرح سن لو! تم سب کے سب نگران اور ذمے دار ہو اور تم سب سے اپنے اپنے ماتحتوں (رعیت) کے بارے میں پوچھا جائے گا۔"

وضاحت: عربی زبان میں 'راعی' کا مطلب ہے: نگران اور ذمے دار، کس چیز کا؟ جو اس کے ماتحت ہے۔ وہ ان کی اصلاح کرنے، ان کے ساتھ عدل و انصاف کا برتاؤ کرنے اور ان کے دین و دنیا کی مصلحتوں کا خیال رکھنے کا ذمے دار ہے۔

مَسْئُوْلٌ کا مطلب ہے، اس سے قیامت کے دن پوچھا جائے گا، باز پرس ہو گی، کس بات کی؟ اس بات کی کہ اس نے اپنے ماتحتوں کے حقوق کی رعایت کی؟ ان کی دینی و دنیاوی مصلحتوں کا خیال رکھا اور ان کی تعلیم و تربیت کا صحیح اہتمام کیا؟

اس حدیث کی روشنی میں جائزہ لیا جائے کہ معاشرے میں پھیلی ہوئی برائیوں اور شادی بیاہ میں ہونے والی خلافِ شرع رسومات و خرافات سے اپنے اپنے ماتحتوں کو بچانے میں کوئی کردار ادا کیا ہے؟ اگر ادا کیا ہے تو وہ کیا ہے؟... ہر گھر کا سربراہ مرد اور عورت بھی اللہ کی بارگاہ میں جانے سے پہلے آخرت کی باز پرس کو سامنے رکھے۔

③ حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

«اَبْغَضُ النَّاسِ اِلَی اللهِ ثَلَاثَةٌ: مُلْحِدٌ فِي الْحَرَمِ، وَمُبْتَغٍ فِي الْإِسْلَامِ سُنَّةَ الْجَاهِلِيَّةِ، وَمُطَّلِبُ دَمَ امْرِئٍ بِغَيْرِ حَقٍّ لِيُهْرِيْقَ دَمَهُ»[1]

"لوگوں میں سب سے زیادہ ناپسندیدہ اللہ کے ہاں تین شخص ہیں۔ ایک حرم میں بے دینی پھیلانے والا۔ دوسرا، اسلام میں جاہلیت کے طریقے تلاش (اختیار) کرنے والا، تیسرا، ناحق کسی شخص کے خون کا خواہاں، تاکہ وہ اس کا خون بہائے۔"

وضاحت: ہماری شادی بیاہوں کی بیشتر رسومات ہندوؤں کی نقالی پر مبنی ہیں یا مغرب کی حیا باختہ تہذیب اور زمانۂ جاہلیت کی خرافات پر۔ گویا قدیم و جدید جاہلیت کا مجموعہ اور اسلامی

---

1 صحیح بخاری: ۶۸۸۲

مجلس التحقیق الاسلامی کے زیر اہتمام ملت اسلامیہ کا علمی اور اصلاحی مجلہ

magazine.mohaddis.com

تعلیمات سے یکسر بے اعتنائی کا نمونہ۔

اس انداز سے شادیاں کرنا، یا ان میں ذوق وشوق سے شریک ہو کر ان کی حوصلہ افزائی کرنا، یہ اسلام میں جاہلی طریقوں ہی کو فروغ دینا ہے۔ ایسے لوگوں کا اللہ کے ہاں کیا مقام ہے وہ اس حدیث کی دوسری شق سے واضح ہے۔ دنیا میں تو انسان کا ہوا و ہوس میں مبتلا نفس اور شیطان اس کا پتہ نہیں چلنے دیتا، لیکن آخرت میں تو ان کی کار فرمائی ختم ہو چکی ہو گی اور اللہ کے ہاں اس کا وہ مقام واضح ہو کر سامنے آجائے گا، جس کا ہیولیٰ اس نے اپنے عمل و کردار سے تیار کیا ہو گا اور وہ ہے، اللہ کے ہاں ناپسندیدہ ترین شخص، اور اس روز ناپسندیدہ ترین شخص کا جو مقام ہو گا، اس کا اندازہ رسوماتِ جاہلیہ کے دل دادہ ہر مرد اور عورت کو کر لینا چاہیے۔

④ حضرت جریر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

«مَنْ سَنَّ فِي الْإِسْلَامِ سُنَّةً حَسَنَةً فَلَهُ أَجْرُهَا وَاَجْرُ مَنْ عَمِلَ بِهَا بَعْدَهُ مِنْ غَيْرِ أَنْ يَنْقُصَ مِنْ أُجُوْرِهِمْ شَيْئًا وَمَنْ سَنَّ فِي الْاَسْلَامِ سُنَّةً سَيِّئَةً كَانَ عَلَيْهِ وِزْرُهَا وَوِزْرُ مَنْ عَمِلَ بِهَا مِنْ بَعْدِهِ مِنْ غَيْرِ اَنْ يُنْقُصَ مِنْ اَوْزَارِهِمْ شَيْءٌ»[1]

''جس نے اسلام میں کوئی اچھا طریقہ ایجاد کیا، تو اس کو خود اس پر عمل کرنے کا اجر بھی ملے گا اور اُن کا بھی اجر ملے گا جو اُس کے بعد اس پر عمل کریں گے، بغیر اس کے کہ ان کے اجروں میں کچھ کمی ہو اور جس نے اسلام میں کوئی برا طریقہ ایجاد کیا تو اس پر (اس کے اپنے عمل کا بھی) بوجھ ہو گا اور ان سب کے گناہوں کا بھی بوجھ ہو گا جو اس کے بعد اس برائی پر عمل کریں گے، بغیر اس کے کہ ان کے بوجھوں میں کوئی کمی ہو۔''

وضاحت: اس حدیث میں 'اچھا طریقہ' نکالنے یا جاری کرنے کا مطلب یہ نہیں ہے کہ اپنی طرف سے دین میں کوئی نئی چیز ایجاد کرے، کیونکہ یہ تو بدعت ہو گی جس کی بابت

---

۱ صحیح مسلم: ۱۰۱۷

مجلس التحقیق الاسلامی کے زیر اہتمام ملت اسلامیہ کا علمی اور اصلاحی مجلہ

magazine.mohaddis.com

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ ہر بدعت گمراہی اور جہنم میں لے جانے والی ہے۔ بدعت سازی دراصل شریعت سازی ہے، جس کی اجازت کسی کو نہیں ہے۔ بلکہ اچھے طریقے سے مراد کسی ایسے عمل میں پہل کرنا ہے جو شریعت سے ثابت ہے یا کسی ایسی جگہ پر اس عمل شریعت کو سرانجام دینا ہے، جہاں پہلے لوگوں کو اس کا علم نہیں تھا یا خاندانی رسم و رواج کی وجہ سے اس پر عمل متروک تھا، اس کو کرنے پر دوسروں کو ترغیب ملی اور اُنہوں نے بھی اس کو اختیار کر لیا، یا کسی جگہ کوئی سنّت متروک تھی، کسی ایک شخص کے عمل کرنے پر دوسرے لوگوں نے بھی اس سنّت کو اپنا لیا۔ ان تمام صورتوں میں کسی بھی ثابت شدہ نیک عمل کا آغاز کرنے والے، سنت متروکہ کو زندہ کرنے والے اور فراموش شدہ نیکیوں کو یاد کرانے والے کو ان تمام لوگوں کے عمل کا بھی اجر ملے گا جو اس کے بعد اس پر عمل کریں گے۔ اسی طرح کسی نے اس کے برعکس برائی میں پہل کی یا اس کا کسی جگہ آغاز کیا تو بعد میں اس کو دیکھ کر برائی کے مرتکبین کے گناہوں کا بوجھ بھی اس پہل کرنے یا آغاز کرنے والے کو ملے گا۔

اس حدیث کی روشنی میں شادی بیاہوں کی جاہلانہ رسومات اور اسراف و تبذیر پر مبنی بھاری بھر کم اخراجات، سنتِ سیئہ (برا طریقہ) ہے۔ کسی خاندان میں اگر سادگی سے نکاح کرنے کا رواج تھا، رسومات سے بچا جاتا تھا۔ لیکن اس خاندان کے کسی فرد نے اگر دولت کے نشے میں اس کے برعکس مروّجہ رسومات کے ساتھ شادی کرنے میں پہل کی، یا اس خاندان میں مہندی کی بے حیائی پر مبنی رسم نہیں تھی، اُس نے اس خاندان میں اس کا آغاز کیا، پہلے مجرے کا سلسلہ نہیں تھا، اس نے اس کا ارتکاب کیا، وعلیٰ ہذا القیاس، اسی طرح کی دیگر برائیوں میں پہل کرتا ہے۔ تو اس کے بعد اس خاندان میں جتنے لوگ بھی ان میں ملوث ہوں گے، ان کا ارتکاب کریں گے، ان سب کے گناہوں کا بوجھ بھی اس پہل کرنیوالے کو ملے گا۔

اسی طرح شادی بیاہوں میں سادگی، پردے کی پابندی، بھاری بھر کم اخراجات سے اجتناب جیسی خوبیاں سنتِ حسنہ (اچھا طریقہ) ہے۔ جو شخص اپنے خاندان میں اس اچھے طریقے سے شادی کرنے میں پہل کرے گا، بعد میں اس خاندان کے جتنے لوگ اس کی

مجلس التحقیق الاسلامی کے زیر اہتمام ملت اسلامیہ کا علمی اور اصلاحی مجلہ

magazine.mohaddis.com

پیروی کرتے ہوئے تمام خرافات و رسومات سے بچ کر شادیاں کریں گے، پہل کرنے والے کو بھی ان سب کی ان نیکیوں کا اجر ... ان کے اجروں میں کٹوتی کے بغیر... ملے گا۔

یہ دو راستے اور دو طریقے ہیں۔ ایک ڈھیروں اجر و ثواب کمانے کا اور دوسرا گناہوں کا ناقابل برداشت بوجھ اپنے اوپر لادلینے کا ... :

﴿فَمَنْ شَآءَ فَلْيُؤْمِنْ وَّمَنْ شَآءَ فَلْيَكْفُرْ ۚ إِنَّآ أَعْتَدْنَا لِلظّٰلِمِيْنَ نَارًا﴾

"اب جس کا جی چاہے، بھلائیوں والا راستہ اپنا لے اور جس کا جی چاہے دوسرا، لیکن اسے یاد رکھنا چاہیے کہ نافرمانی والا راستہ اختیار کرنیوالوں کیلیے جہنم کی آگ ہے۔"

⑤ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

«مَنْ لَبِسَ ثَوْبَ شُهْرَةٍ فِي الدُّنْيَا أَلْبَسَهُ اللهُ ثَوْبَ مَذَلَّةٍ يَوْمَ الْقِيَامَةِ ثُمَّ أَلْهَبَ فِيهِ نَارًا»[1]

"جس نے دنیا میں شہرت کا لباس پہنا، اللہ تعالیٰ اس کو قیامت کے دن ذلّت کا لباس پہنائے گا، پھر اس میں جہنم کی آگ بھڑکائے گا۔"

وضاحت: اللہ تعالیٰ نے اسباب و وسائل سے نوازا ہو تو اظہارِ نعمت کے طور پر اچھا اور عمدہ لباس پہننا جائز ہے۔ لیکن اس حدیث میں جس لباس شہرت کا ذکر ہے، وہ کون سا ممنوع لباس ہے؟ اس کی چار صورتیں ہیں:

اس کی ایک صورت تو یہ ہے کہ انسان اس نیت سے لباس فاخرہ پہنے کہ لوگوں میں اس کے لباس کا اور اس کی شان و شوکت کا چرچا ہو۔

دوسری صورت یہ ہے کہ عام چلن کے برعکس ایسے رنگ کا یا ایسی تراش خراش کا لباس پہنے کہ اس کی اس طرفہ طرازی کی وجہ سے اس کی شہرت ہو۔

تیسری صورت یہ ہے کہ ریاکاری کے طور پر فقرا و مساکین کے روپ میں رہے تاکہ لوگ اسے پارسا اور پرہیز گار سمجھیں۔

چوتھی صورت یہ ہے کہ محض نمود و نمائش کی نیت سے کسی مخصوص قسم کے لوگوں کا

---

1 سنن ابن ماجہ: ۳۶۰۷؛ سنن ابوداؤد: ۴۰۲۹

مجلس التحقیق الاسلامی کے زیر اہتمام ملت اسلامیہ کا علمی اور اصلاحی مجلہ

magazine.mohaddis.com

لباس اور اُن کے طور اطوار اختیار کیے جائیں۔ جیسے آج کل بہت سے نوجوان لڑکے اور لڑکیاں فلموں میں کام کرنے والے مردوں اور عورتوں کے حیا باختہ لباسوں اور بے ہودہ طور اطوار کی نقالی کرتے ہیں۔

اور ایک پانچویں صورت یہ ہے کہ ایسا لباس پہنا جائے کہ لباس پہننے کے باوجود جسم کے نمایاں حصے عریاں ہو۔ اس صورت کی مزید تفصیل اگلی حدیث کے تحت آئے گی۔

شادی بیاہوں میں ہماری عورتوں کا لباس بالعموم، ایک تیسری صورت کو چھوڑ کر، باقی صورتوں کا مظہر ہوتا ہے۔ اس قسم کے لباسوں پر جو سخت وعید ہے، وہ ہم سب کے لیے لمحۂ فکریہ ہے۔ ﴿فَهَلْ مِنْ مُّدَّكِرٍ﴾[1] ''کیا کوئی ہے نصیحت پکڑنے والا؟''

⑥ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

«صِنْفَانِ مِنْ أَهْلِ النَّارِ لَمْ أَرَهُمَا قَوْمٌ مَعَهُمْ سِيَاطٌ كَأَذْنَابِ الْبَقَرِ يَضْرِبُونَ بِهَا النَّاسَ وَنِسَاءٌ كَاسِيَاتٌ عَارِيَاتٌ مُمِيلَاتٌ مَائِلَاتٌ رُءُوسُهُنَّ كَأَسْنِمَةِ الْبُخْتِ الْمَائِلَةِ لَا يَدْخُلْنَ الْجَنَّةَ وَلَا يَجِدْنَ رِيحَهَا وَإِنَّ رِيحَهَا لَيُوجَدُ مِنْ مَسِيرَةِ كَذَا وَكَذَا»[2]

''جہنمیوں کی دو قسمیں ہیں، جنہیں میں نے نہیں دیکھا (ابھی ان کا وجود نہیں ہے، مستقبل میں ہو گا) ایک وہ لوگ کہ ان کے پاس کوڑے ہوں گے، گائے کی دموں جیسے، وہ ان سے لوگوں کو ماریں گے۔ (دوسری قسم) وہ عورتیں، جو لباس پہننے کے باوجود ننگی ہوں گی، مائل کرنے والی اور مائل ہونے والی ہوں گی، ان کے سر بختی اونٹ کی کوہان کی طرح جھکے ہوں گے، یہ عورتیں جنّت میں نہیں جائیں گی بلکہ اس کی خوشبو تک نہ پائیں گی حالانکہ اس کی خوشبو اتنی اتنی مسافت (یعنی بڑی بڑی دور) سے سونگھی جاسکنے والی ہوگی۔''

وضاحت: یہ حدیث نبی ﷺ کے معجزات اور اعلامِ نبوت میں سے ہے۔ آپ نے اس

---

1 سورۃ القمر: ۲۲
2 صحیح مسلم: ۲۱۲۸

مجلس التحقیق الاسلامی کے زیر اہتمام ملت اسلامیہ کا علمی اور اصلاحی مجلہ

میں جن دو قسم کے لوگوں کی پیش گوئی فرمائی تھی، آج قدم قدم پر اس کا مشاہدہ کیا جا سکتا ہے۔ خاص طور پر عورت کی جن فتنہ سامانیوں اور حشر انگیزیوں کا اس میں تذکرہ ہے، وہ محتاجِ بیان نہیں۔ ذیل میں اس کی کچھ توضیح کی جاتی ہے:

پہلی قسم سے ظالم قسم کے لوگ مراد ہیں، جو اپنے وسائل، طاقت و اقتدار اور جاہ و منصب کی بنیاد پر لوگوں کے ساتھ ظلم و زیادتی کا معاملہ کرتے ہیں۔ دنیا میں یہ لوگ طاقت کے نشے میں اندھے اور مغرور ہوتے ہیں اس لیے رحم و کرم کے بجائے ظلم و ستم ان کا شعار ہوتا ہے۔ آخرت میں اس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ ایسے لوگ جہنم کا ایندھن بنیں گے۔ اعاذنا اللہ

جہنمیوں کی دوسری قسم فیشن ایبل عورتوں کی ہوگی، ان کی حسبِ ذیل علامات اور خصوصیات ہوں گی:

۱۔ لباس پہننے کے باوجود ننگی ہوں گی، اس کی تین شکلیں عام ہیں:

- لباس پہننے کے باوجود ان کے جسم کے بہت سے قابل ستر حصے ننگے ہوں گے، جیسے چہرہ، ہاتھ، یا بازو، گردن اور سینہ (چھاتی) اور گردن کا پچھلا حصہ۔ عورتوں کی ایک بہت بڑی تعداد ایسی ہے جن کے یہ حصے ننگے ہوتے ہیں حالانکہ یہ سب حصے پردے میں رہنے چاہئیں۔
- ایسا تنگ اور چست لباس پہنا جائے کہ جس سے جسم کے خدوخال ہی نہیں، انگ انگ نمایاں ہو۔
- یا ایسا باریک لباس پہنیں کہ جس سے سارا جسم جھلکتا نظر آئے اور اُن کی جلد کی رنگت اور اُن کا حسن نمایاں ہو۔

یہ تینوں صورتیں بے پردگی کی ہیں، جن سے مردوں کو دعوتِ نظارہ ملتی ہے۔ مسلمان خواتین کو جو پردے کی اہمیت کو سمجھتی ہیں، نامحرموں کے سامنے مذکورہ تینوں صورتوں سے بچنا چاہیے، اس کے بغیر پردے کے تقاضے پورے نہیں ہو سکتے۔

۲۔ مُمِیْلَات کے کئی ایک معنی کیے گئے ہیں، دوسری عورتوں کو بھی مردوں کی طرف راغب کرنے والیاں، یا اپنے کندھوں کو ناز و اَدا سے مٹکا مٹکا کر چلنے والیاں۔ مطلب یہ ہے

مجلس التحقیق الاسلامی کے زیر اہتمام ملت اسلامیہ کا علمی اور اصلاحی مجلہ

magazine.mohaddis.com

کہ اپنی چال ڈھال یا ناز واَدا سے مردوں کو اپنی طرف مائل کرنا اور دوسروں کو بھی بے حیائی کی اس راہ پر لگانا جیسے فلموں اور ڈراموں میں کام کرنے والی حیاباختہ عورتوں کا کردار ہے، اور شادی میں شرکت کرنے والی خواتین کا حال ہے کہ وہ بھی اس موقعے پر انہی کی نقالی کرتے ہوئے لباس، بناؤ سنگھار اور بے پردگی میں انہی کا نمونہ بننے کی کوشش کرتی ہیں تاکہ مووی / فلم کے ذریعے سے پورے خاندان میں اُن کے حسن و جمال، ان کے لباس اور زیورات اور ان کے سولہ سنگھار کا تذکرہ ہو۔

۳۔ مَائِلَات کے معنی ہیں: ناز و ادا سے ایسی چال چلنا جس سے لوگ ان کی طرف مائل اور راغب ہوں۔

۴۔ بختی اونٹ کی مانند اُن کے سر ہوں گے، کا مطلب: سر پر جوڑا کرکے اُن کو سر کے درمیان اونچا کرکے باندھ لینا۔ یہ فیشن بھی چند سال قبل عورتوں میں عام تھا، اور اب بھی بہت سی عورتیں کرتی ہیں، حتیٰ کہ بعض برقع پوش خواتین کے سروں پر بھی اس طرح کی کلغی نظر آتی ہے۔ اس حدیث کی رو سے بالوں کا یہ اسٹائل یا فیشن بھی ناپسندیدہ ہے۔

⑦ لَعَنَ اللهُ الْوَاشِمَاتِ وَالْمُوتَشِمَاتِ وَالْمُتَنَمِّصَاتِ وَالْمُتَفَلِّجَاتِ لِلْحُسْنِ الْمُغَيِّرَاتِ خَلْقَ اللهِ فَبَلَغَ ذٰلِكَ امْرَأَةً مِنْ بَنِي أَسَدٍ يُقَالُ لَهَا أُمُّ يَعْقُوبَ فَجَاءَتْ فَقَالَتْ: إِنَّهُ بَلَغَنِي عَنْكَ أَنَّكَ لَعَنْتَ كَيْتَ وَكَيْتَ فَقَالَ: وَمَا لِي أَلْعَنُ مَنْ لَعَنَ رَسُولُ اللهِ ﷺ وَمَنْ هُوَ فِي كِتَابِ اللهِ فَقَالَتْ: لَقَدْ قَرَأْتُ مَا بَيْنَ اللَّوْحَيْنِ فَمَا وَجَدْتُ فِيهِ مَا تَقُولُ قَالَ: لَئِنْ كُنْتِ قَرَأْتِيهِ لَقَدْ وَجَدْتِيهِ أَمَا قَرَأْتِ ﴿وَمَا آتَاكُمُ الرَّسُولُ فَخُذُوهُ وَمَا نَهَاكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوا﴾[1]

حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ "اللہ نے لعنت فرمائی، جسم گودنے والی اور گدوانے والی عورتوں پر، بال اُکھڑوانے والیوں پر، حسن کی خاطر،

۱ صحیح بخاری:۵۹۳۹؛ صحیح مسلم:۲۱۲۵

مجلس التحقیق الاسلامی کے زیر اہتمام ملت اسلامیہ کا علمی اور اصلاحی مجلہ

(دانتوں کے اندر) شگاف کرنے والیوں پر، اللہ کی تخلیق کو بدلنے والیوں پر۔ اُمّ یعقوب (نامی عورت) نے کہا: اے (عبد اللہ!) تم یہ کیا کہتے ہو؟ حضرت عبد اللہ نے فرمایا: مجھے کیا ہے کہ میں اس پر لعنت نہ کروں جس پر اللہ کے رسول نے لعنت کی ہے اور جو اللہ کی کتاب میں لعنتی ہے؟ اس عورت نے کہا: اللہ کی قسم! میں نے تو وہ سارا قرآن پڑھا ہے جو دو تختیوں کے درمیان ہے، اس میں تو میں نے یہ چیز (مذکورہ قسم کی عورتوں پر لعنت) نہیں پائی۔ عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اللہ کی قسم! اگر تو اسے (صحیح سمجھ کر) پڑھتی تو یقیناً تو اس میں یہ بات پاتی کہ "اللہ کے رسول تمہیں جو دیں اسے لے لو (اپنالو) اور جس سے تمہیں روک دیں، اس سے رک جاؤ۔"

تشریح: وَاشِمَات، وَاشِمَة کی جمع ہے، وشم کرنے والی عورت۔ مُسْتَوْشِمَات، جمع ہے مُسْتَوْشِمَة کی، وشم کروانے والی عورت۔ وشم کے معنی ہیں گودنا، جس کا مطلب ہے کہ جسم کے کسی حصے پر سوئی یا اسی قسم کی کسی چیز سے باریک سا سوراخ کرنا حتی کہ خون بہنا شروع ہو جائے، پھر اس میں سرمہ یا کوئی رنگ بھر دینا۔ عام طور پر چہرے یا ہاتھوں پر ایسا کیا جاتا تھا جیسے ہندو عورتیں پیشانی پر سیندور بھرتی یا بندیا لگاتی ہیں۔ گودنا بھی اسی قسم کا کوئی فیشن تھا جو زمانۂ جاہلیت میں عورتوں میں رائج تھا۔

مُتَنَمِّصَات، مُتَنَمِّصَة کی جمع ہے۔ حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں:

"اس کے معنی ہیں، بال اُکھڑوانے والی عورت اور اُکھیڑنے والی عورت کو نَامِصَة کہا جاتا ہے (جیسا کہ صحیح مسلم کی روایت میں یہ الفاظ بھی ہیں) گویا مُتَنَمِّصَات وہ عورتیں ہیں جن کے چہروں یا ابروؤں سے بال اُکھیڑے جائیں اور جو عورتیں یہ کام کریں گی، وہ نَامِصَة ہیں۔

یہ بھی اس زمانے کا ایک فیشن تھا کہ پلکوں (ابروؤں) اور چہرے کے اِکّے دُکّے بالوں کو اُکھیڑا جاتا تھا جیسے آج کل بھی یہ جاہلی فیشن عورتوں میں عام ہے کہ وہ ابروؤں کے بالوں کو اکھیڑ کر مختلف قسم کے چمکیلے رنگ یا سرمہ وغیرہ اس میں بھر لیتی ہیں۔ حدیث کی رو سے یہ سب لعنتی فعل ہیں۔ تاہم کسی عورت کے چہرے پر داڑھی یا مونچھیں اُگ آئیں تو چونکہ یہ معمول کے خلاف بات ہے، اس لیے ان بالوں کا صاف کرنا اس کے لیے جائز بلکہ مستحب ہے

magazine.mohaddis.com

کیونکہ ان بالوں سے واقعی عورت کا چہرہ بدنما ہو جاتا ہے۔ اس بدنمائی کو دور کرنا اس کے لیے جائز اور مستحب ہے جب کہ پہلی قسم کا مطلب فیشن کے طور پر اللہ کی پیدائش میں تبدیلی کرنا ہے جس کی اجازت نہیں ہے۔

مُتَفَلِّجَات، مُتفلّجة کی جمع ہے۔ یہ اس عورت کو کہا جاتا ہے جو 'فَلَج' کرتی یا کرواتی ہے۔ فَلَج کے معنی ہیں: ثنائی یا رباعی دانتوں کے درمیان کشادگی کرنا۔ یہ وہ عورتیں کرتی تھیں جن کے دانت ملے ہوتے تھے اور وہ ایسا اپنے آپ کو کمسن یا خوب صورت ظاہر کرنے کے لیے کرتی تھیں، کیونکہ کمسن عورتوں کے دانتوں کے درمیان کچھ کشادگی ہوتی تھی جو ان کی کمسنی اور حسن کی علامت سمجھی جاتی تھی، اس لیے بڑی عمر کی عورتیں فَلَج کر کے اپنی عمر تھوڑی اور اپنے آپ کو حسین باور کراتی تھیں، جیسے آج کل بھی عورتوں میں یہ رجحان عام ہے اور اپنی عمر چھپانے کے لیے وہ دسیوں قسم کے فیشن اور میک اپ کرتی ہیں۔

مذکورہ سب کام ایسے ہیں جن پر لعنت فرمائی گئی ہے اور اس کی دو وجوہ ہیں:

ایک یہ کہ ان سب کاموں میں مقصد دھوکا اور فریب دینا ہے۔ دوسرے، ان میں اللہ کی پیدائش میں تبدیلی کرنے کی مذموم سعی ہے۔

مذکورہ تفصیل سے حسب ذیل چیزیں واضح ہوتی ہیں:

عورت زیب و زینت اختیار تو کر سکتی ہے (گو اس کا اظہار صرف خاوند و محارم کے سامنے جائز ہے) لیکن اپنے حسن و جمال میں اضافے کے لیے زیب و زینت کے ایسے طریقے اختیار نہیں کر سکتی جن میں دھوکہ اور فریب کا عنصر شامل ہو، یا ان میں اللہ کی تخلیق میں تبدیلی کا اظہار ہو۔ شادی بیاہوں کے موقعے پر عورتوں کی آرائش و زیبائش میں بالعموم یہ دونوں ہی پہلو نمایاں ہوتے ہیں۔

ناجائز کام کرنے والے بیوٹی پارلروں کا کاروبار بھی حرام ہے

اس اعتبار سے بیوٹی پارلروں کے ذریعے سے عورتوں میں حسن و جمال اور آرائش و زیبائش کے جو طور طریقے سکھائے جا رہے ہیں اور عورتیں انہیں اختیار کر رہی ہیں، جیسے

مجلس التحقیق الاسلامی کے زیر اہتمام ملت اسلامیہ کا علمی اور اصلاحی مجلہ

magazine.mohaddis.com

بالوں کے نئے نئے اسٹائل، بناؤ سنگھار کے ذریعے سے عورت کے حلیے کو بدل دینا، سیاہ فام کو سفید فام اور سفید فام کے رنگ وروغن کو مزید نکھار دینا، ابروؤں کے بالوں کو اکھیڑ کر ان میں سرمہ، روشنائی یا اور اسی قسم کی چیزیں بھرنا، یہ سب کام ممنوع اور حرام ہیں، کیونکہ انہیں لعنتی کام کہا گیا ہے۔ جن کے بارے میں اتنی سخت وعید ہو، ان کے جواز کی گنجائش کہاں نکل سکتی ہے؟ اب جس بیوٹی پارلر میں ایسے کام کئے جاتے ہیں جن کو زبانِ رسالت سے حرام قرار دیا جاچکا ہے تو اس طرح کے حرام کاموں کے ارتکاب پر مبنی بیوٹی پارلر کا کاروبار بھی حرام ہے کیونکہ حرام کاموں کے کاروبار کی اجازت شرعاً ممنوع ہے۔ ایسے ہی جن اداروں میں ایسے حرام امور کی تربیت دی جاتی ہے، ان کی تعلیم وتربیت بھی ناجائز ہے۔

⑧ ایک حدیث میں ہے:

أَنَّ امْرَأَةً قَالَتْ يَا رَسُولَ اللهِ إِنَّ لِي ضَرَّةً فَهَلْ عَلَيَّ جُنَاحٌ إِنْ تَشَبَّعْتُ مِنْ زَوْجِي غَيْرَ الَّذِي يُعْطِينِي فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «الْمُتَشَبِّعُ بِمَا لَمْ يُعْطَ كَلَابِسِ ثَوْبَيْ زُورٍ»[1]

''ایک عورت نے کہا: اے اللہ کے رسول! میری ایک سوکن ہے، اگر میں اس کے سامنے کسی چیز کی بابت یہ ظاہر کروں کہ یہ مجھے میرے خاوند نے دی ہے جب کہ وہ چیز اُس نے مجھے نہ دی ہو، تو کیا اس سے مجھ پر گناہ ہوگا؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو کوئی ایسے ظاہر کرے کہ یہ چیز، میری ہے (یا مجھے دی گئی ہے) حالانکہ (وہ اس کی نہ ہو) نہ اس کو دی گئی ہو، اس کی مثال اس شخص کی سی ہے جو مکروفریب کے دو کپڑے پہنے ہو۔''

وضاحت: اس حدیث سے جہاں یہ واضح ہوتا ہے کہ ایک شخص کی دو بیویوں کو آپس میں ایک دوسرے کو جلانے کے لیے (سوکناپے میں) جھوٹ بول کر یہ تاثر دینا منع ہے کہ اس کا خاوند (دوسری بیوی کے مقابلے میں) اس پر زیادہ مہربان ہے اور اِس کو اُس نے فلاں چیز لا کر دی ہے جب کہ خاوند کا کردار ایسا نامنصفانہ نہ ہو۔ اس ممانعت سے مقصود جہاں جھوٹی شان

1 صحیح بخاری: ۵۲۱۹

مجلس التحقیق الاسلامی کے زیر اہتمام ملت اسلامیہ کا علمی اور اصلاحی مجلہ

magazine.mohaddis.com

وشوکت کے اظہار سے روکنا ہے، وہاں آپس میں فساد اور بگاڑ کا سد باب بھی ہے۔

نبی ﷺ نے اس ممانعت کو جس بلیغ طریقے اور ایک تمثیلی انداز سے بیان فرمایا ہے، اس نے اس ممانعت کے مفہوم میں بڑی وسعت پیدا کر دی ہے جس نے مکر و فریب کی ساری صورتوں اور جھوٹے وقار کے سارے طور طریقوں کو اپنے دامن میں سمیٹ لیا ہے۔

ہماری شادی بیاہوں میں اس جھوٹے وقار کا بھی عام مظاہرہ کیا جاتا ہے۔ مثلاً کسی عورت کے پاس زیادہ زیور نہیں ہوتا تو وہ شادی میں شرکت کرنے کے لیے مانگے تانگے کا زیور پہن کر جھوٹے وقار (یعنی خلافِ واقعہ اپنی امارت) کا اظہار کرتی ہے۔ حتیٰ کہ بعض دفعہ دلہن کو بھی مانگے تانگے کا زیور پہنا کر یہ غلط تاثر دیا جاتا ہے کہ لڑکے والوں نے دلہن کے لیے اتنا زیور تیار کیا ہے، حالانکہ ایسا نہیں ہوتا اور دو تین دن کے بعد وہ زیور دلہن سے لے کر اصل مالکوں کو دے دیا جاتا ہے۔ یہ جھوٹی کاروائی بھی فساد اور بگاڑ کا سبب بنتی ہے۔

اور اب تو سونے کے بجائے مصنوعی زیورات نکل آئے ہیں جو دیکھنے میں بالکل سونے کے معلوم ہوتے ہیں اور ان کی مالیت چند سیکڑے ہوتی ہے جبکہ سونے کے اصل زیورات کی مالیت اب لاکھوں میں ہے۔ دھوکہ دہی کی یہ صورت بھی اب اختیار کی جانے لگی ہے، بعد میں جب حقیقت حال سامنے آتی ہے تو یہ ملمع سازی بھی فساد ہی کا باعث بنتی ہے۔

اس حدیثِ رسول کی رو سے ملمع سازی اور فریب کاری کی ایسی ساری صورتیں ناروا قرار پاتی ہیں، مانگے تانگے کا زیور پہن یا پہنا کر جھوٹی شان و شوکت کا اظہار یا آرٹی فشل کے زیورات کا استعمال یہ باور کرا کر کہ یہ سونے ہی کے زیورات ہیں۔ یہ سب ناجائز، ممنوع ہیں اور فساد و بگاڑ کا باعث ہیں۔

دکھلاوے اور نمود و نمائش کی ضرورت کیوں پیش آتی ہے؟

مکر و فریب کی یہ ضرورت کیوں پیش آتی ہے؟ اس لیے کہ شادیوں میں دیگر بہت سی خرافات کے ساتھ ساتھ سونے کے زیورات کو بھی ایک لازمی حصہ بنا دیا گیا ہے جب کہ ہماری شریعت میں ان رسومات، فضول خرچی، ناروا بوجھ اور نمود و نمائش کی قطعاً اجازت

مجلس التحقیق الاسلامی کے زیر اہتمام ملت اسلامیہ کا علمی اور اصلاحی مجلہ

magazine.mohaddis.com

نہیں ہے۔ اس کا حل بھی اس کے سوا کوئی نہیں ہے کہ شادی کے اخراجات سے سونے کے زیورات کو بھی یکسر خارج قرار دیا جائے۔

⑨ حضرت اُسامہ بن زید رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

«مَا تَرَكْتُ بَعْدِي فِتْنَةً أَضَرَّ عَلَى الرِّجَالِ مِنْ النِّسَاءِ»[1]

''میں نے اپنے بعد ایسا کوئی فتنہ نہیں چھوڑا، جو عورتوں سے زیادہ مردوں کے لیے نقصان دہ ہو۔''

وضاحت: یعنی مردوں کے لیے سب سے بڑا فتنہ عورتوں کا فتنہ ہو گا جو میرے بعد رونما ہو گا۔ حالانکہ عورت کا وجود انسان کے لیے راحت و آسائش اور امن و سکون کا باعث ہے۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: ﴿وَ مِنۡ اٰیٰتِہٖۤ اَنۡ خَلَقَ لَکُمۡ مِّنۡ اَنۡفُسِکُمۡ اَزۡوَاجًا لِّتَسۡکُنُوۡۤا اِلَیۡہَا وَ جَعَلَ بَیۡنَکُمۡ مَّوَدَّۃً وَّ رَحۡمَۃً ؕ﴾[2]

''اللہ کی نشانیوں میں سے یہ بھی ہے کہ اس نے تمہارے لیے تمہارے ہی نفسوں (جنس) سے بیویاں پیدا کیں تاکہ تم ان سے سکون حاصل کرو اور اس نے تمہارے درمیان محبت و رحمت پیدا کر دی۔''

علاوہ ازیں عورت کا وجود مرد کے لیے ناگزیر اور انسانی زندگی کے دو پہیوں میں ایک پہیہ ہے۔ اس کے باوجود اس کو مرد کے لیے سب سے زیادہ خطرناک فتنہ کیوں قرار دیا گیا ہے؟ اس کی وجہ مرد کی یہ کمزوری ہے کہ قوامیت (گھر کی سربراہی، حاکمیت اور نگرانی) کا مقام اللہ تعالیٰ نے مرد کو عطا کیا ہے، لیکن ایک تو اس نے عورت کو دینی تعلیم و تربیت سے آراستہ نہیں کیا۔ دوسرے، گھر میں اپنی قوامیت (حاکمیت) عورت کے سپرد کر کے خود محکومیت کا درجہ اپنے لیے پسند کر لیا، بالخصوص شادی بیاہ کے معاملات اور رسوم و رواج کی پابندی، فیشن پرستی اور اسراف و تبذیر کے مظاہر میں۔ ان تمام معاملات میں مردوں نے بے بسی بلکہ پسپائی اختیار کر لی ہے اور اپنے مردانہ اختیارات عورت کو دے دیے ہیں۔

---

1 صحیح بخاری:۵۰۹۶

2 سورۃ الروم:۲۱

مجلس التحقیق الاسلامی کے زیر اہتمام ملت اسلامیہ کا علمی اور اصلاحی مجلہ

magazine.mohaddis.com

شادی بیاہ میں وہی ہو گا جو شریعت سے بے پروا عورت کہے گی اور کرے گی، مرد کا کام غلامِ بے دام کی طرح صرف اس کے حکم کی بجا آوری ہے، حتی کہ عورت کی خواہشات اور مطالبات پورے کرنے کے لیے اس کے پاس اگر وسائل بھی نہیں ہیں تو وہ رشوت لے گا، لوٹ کھسوٹ کرے گا۔ آمدنی کے دیگر حرام ذرائع اختیار کریگا، قرض لے گا، حتیٰ کہ سودی قرض لینے سے بھی گریز نہیں کرے گا، پھر ساری عمر قرض کے بوجھ تلے کراہتا رہے گا۔

علاوہ ازیں عورت اگر کہے گی تو بننے والے داماد کو سونے کی انگوٹھی پہنا کر اپنی بھی اور اُس کی بھی آخرت کی بربادی کا سامان کیا جائے گا، عورت کہے گی تو پورا ہفتہ ڈھولکی وغیرہ کے ذریعے سے اہل محلہ کی نیندیں خراب کی جائیں گی، عورت کہے گی تو مہندی کی رسم میں نوجوان بچیاں سرِعام ناچیں گی۔ وعلی ہذا القیاس دیگر رسموں کا معاملہ ہے۔

ظاہر بات ہے کہ مرد کی اس پسپائی اور بے بسی میں اس کے لیے دنیا کی بربادی کا بھی سامان ہے اور آخرت کی ذلت و رسوائی بھی اس کا مقدر ہے۔ کیا ایک مسلمان کہلانے والے مرد کے لیے اس سے بھی بڑا فتنہ کوئی اور ہو سکتا ہے؟ 'خسر الدنیا والآخرۃ' کا یہی وہ فتنہ ہے جس کا اظہار زبانِ رسالت مآب ﷺ سے ہوا ہے۔

دین دار عورت، دین داروں کے لیے فتنہ نہیں ہے!

عورت کا یہ فتنہ انہی لوگوں کے لیے ہے یا ان کے حق میں فتنہ ہے جنھوں نے اپنی مردانگی (قوامیت) سے دست بردار ہو کر اپنی باگ ڈور (زمامِ کار) عورت کے ہاتھ میں دے دی۔ لیکن جو لوگ اپنی قوامیت کو برقرار رکھتے ہیں اور عورت کو کسی بھی مرحلے پر شریعت کے دائرے سے نہیں نکلنے دیتے بلکہ اس کو پابندِ شریعت بنا کر رکھتے ہیں، عورت اُن کے لیے کسی بھی مرحلے پر فتنہ ثابت نہیں ہوتی بلکہ ان کی خیر خواہ، معاون اور ہر اچھے کام میں ان کا دست و بازو اور سراپا خیر و رحمت ہوتی ہے۔

نبی ﷺ نے بھی ایسی نیک عورت کو دنیا کی بہترین متاع قرار دیا ہے۔ فرمایا:

مجلس التحقیق الاسلامی کے زیر اہتمام ملت اسلامیہ کا علمی اور اصلاحی مجلہ

magazine.mohaddis.com

« الدُّنْيَا مَتَاعٌ وَخَيْرُ مَتَاعِ الدُّنْيَا الْمَرْأَةُ الصَّالِحَةُ »[1]

”دنیا ایک پونجی ہے اور دنیا کی سب سے بہتر پونجی نیک عورت (بیوی) ہے۔“

ایک دوسری حدیث میں نیک عورت کی خصلتیں بیان فرمائی ہیں:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں:

سُئِلَ رَسُولُ اللهِ ﷺ أَيُّ النِّسَاءِ خَيْرٌ قَالَ: «الَّذِي تَسُرُّهُ إِذَا نَظَرَ وَتُطِيعُهُ إِذَا أَمَرَ وَلَا تُخَالِفُهُ فِيمَا يَكْرَهُ فِي نَفْسِهَا وَمَالِهِ»[2]

”رسول اللہ ﷺ سے سوال کیا گیا: کون سی عورت بہتر ہے؟ آپ نے فرمایا: وہ عورت (بیوی) سب سے بہتر ہے کہ جب خاوند اس کی طرف دیکھے تو وہ خوش کن نظر سے اُسے دیکھے۔ جب خاوند اسے کسی بات کا حکم دے، تو اسے بجالائے اور وہ (عورت) اپنے نفس اور خاوند کے مال میں اس کی خواہش کے برعکس ایسا رویہ اختیار نہ کرے جو اُس کے خاوند کو ناپسند ہو۔“

قرآنِ مجید میں بھی نیک عورتوں کے لیے قَانِتَات کا لفظ استعمال ہوا ہے:

﴿ فَالصّٰلِحٰتُ قٰنِتٰتٌ ﴾[3] ”نیک عورتیں قانتات ہیں۔“

اور قانتات کا مطلب ہے: فرماں بردار، اللہ کی بھی اور خاوند کی بھی!

اس وضاحت سے مقصود یہ ہے کہ نبی ﷺ نے عورت کو مردوں کے لیے جو نہایت خطرناک فتنہ قرار دیا ہے جس کے شواہد آج ہم دیکھ رہے ہیں، یہ وہ عورتیں ہیں جو شرعی حدود و قیود سے آزاد ہیں، اور اُن کے مرد بھی اپنی غلامانہ ذہنیت اور خود بھی دین سے دور ہونے کی وجہ سے اِن عورتوں کو روکنے ٹوکنے اور ان کو راہِ راست پر رکھنے کی ہمت نہیں رکھتے۔ لیکن جن مردوں کی عورتیں دین دار اور دین کی پابند ہیں، اور وہ دینی اقدار و روایات کی بالادستی میں اپنے خاوندوں کی مدد گار ہوتی ہیں، وہ فتنہ نہیں ہیں، وہ سراپا خیر و برکت ہیں۔

---

۱ صحیح مسلم:۱۴۶۹

۲ سنن نسائی:۳۲۳۳

۳ سورۃ النساء:۳۴

مجلس التحقیق الاسلامی کے زیر اہتمام ملت اسلامیہ کا علمی اور اصلاحی مجلہ

magazine.mohaddis.com

اسی لیے ہمیں حکم دیا گیا ہے کہ شادی کرتے وقت دیگر دنیاوی ترجیحات کے مقابلے میں دین دار عورت کا انتخاب کرو۔ تاکہ وہ زندگی کے ہر موڑ پر اور ہر معاملے میں شریعت کے احکام کو بروئے کار لانے میں مرد کا ساتھ دے، اس کی مخالفت اور اپنی من مانی نہ کرے۔

الغرض شادی بیاہوں کی مذکورہ رسومات اور ان کی حشر سامانیوں سے بچنے کے لیے نہایت ضروری ہے کہ دین سے ہماری وابستگی برائے نام نہ ہو بلکہ حقیقی ہو اور ہماری خواتین بھی دینی اقدار و روایات کی پابند اور اس کا صحیح نمونہ ہوں جس کا مظاہرہ شادی بیاہ کی تقریبات میں واضح طور ہو۔ وہ شادی کی تقریب اپنے ہی کسی بچے یا بچی کی ہو یا خاندان کے کسی اور گھرانے کی، دیکھنے والے دیکھیں کہ یہ شادی واقعی کسی دین دار خاندان کی ہے یا اس میں شریک ہونے والی خواتین واقعی دین دار، پردے کی پابند، شریعت کی پاس دار اور سادگی کا پیکر ہیں:

﴿ وَفِي ذٰلِكَ فَلْيَتَنَافَسِ الْمُتَنَافِسُونَ ﴾

شادی کے موقعے پر دف بجانے کی شرعی حیثیت

شادی کے مروجہ رسموں میں خوشی کے شادیانے بجانے بھی ہیں، جس کی کئی صورتیں رائج ہیں۔ مثلاً، شادی سے قبل کئی دن تک محلے کی اور قریبی رشتے داروں کی نوجوان لڑکیاں اور عورتیں شادی والے گھر میں راتوں کو گھنٹوں ڈھولکیاں بجاتی اور گانے گاتی ہیں جس سے اہل محلہ کی نیندیں خراب ہوتی ہیں۔

دوسرے نمبر پر برات کے ساتھ بینڈ باجہ کا اہتمام کیا جاتا ہے جس میں فلمی گانوں کی دھنوں پر ساز و آواز کا جادو جگایا جاتا ہے اور اب منگنی کے موقعے پر بھی ایسا کیا جانے لگا ہے۔

تیسرے نمبر پر بہت سے لوگ میوزیکل شو کا اہتمام کرتے ہیں جس میں ناچنے گانے والی پیشہ ور عورتیں اور مرد حصہ لیتے ہیں، جس میں بے حیائی پر مبنی حرکتوں اور بازاری عشقیہ گانوں سے لوگوں کو محظوظ کر کے ان کے ایمان و اخلاق کو برباد کیا جاتا ہے۔

چوتھے نمبر پر شادی ہال نکاح اور ولیمے کی تقریبات میں اوّل سے آخر تک میوزک کی دھنوں سے گونجتا رہتا ہے اور اس طرح نکاح اور ولیمے کی بابرکت تقریبات بھی شیطان کی

مجلس التحقیق الاسلامی کے زیر اہتمام ملت اسلامیہ کا علمی اور اصلاحی مجلہ

magazine.mohaddis.com

آماج گاہ بنی رہتی ہے۔

ان تمام خرافات اور شیطانی رسومات و حرکات کے جواز کے لیے ان احادیث سے استدلال کیا جاتا ہے جن میں شادی اور عید یعنی خوشی کے موقعے پر چھوٹی بچیوں کو دف بجانے اور قومی مفاخر پر مبنی نغمے اور ملی ترانے گانے کی اجازت دی گئی ہے۔

① جیسے حضرت ربیع بنت معوذ بیان کرتی ہیں کہ جب میری رخصتی عمل میں آئی تو رسول اللہ ﷺ میرے پاس تشریف لائے اور میرے پاس اس طرح آکر بیٹھ گئے جیسے تو میرے پاس بیٹھا ہے (راوی سے خطاب ہے)۔ تب چھوٹی بچیاں (خوشی کے طور پر) دف بجا کر شہداے بدر کا مرثیہ پڑھنے لگیں۔ اچانک ان میں سے ایک بچی نے کہا:

«وَفِيْنَا نَبِيٌّ يَعْلَمُ مَا فِي غَدٍ»

"ہمارے اندر ایسے نبی ہیں جو کل کی بات جانتے ہیں۔"

نبی ﷺ نے سن کر فرمایا: «دَعِي هَذِهِ وَقُولِي بِالَّذِي كُنْتِ تَقُولِينَ»[1]

"اس کو چھوڑ اور وہی کہہ جو پہلے کہہ رہی تھی۔"

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم (چھوٹے، بڑے سب) صحیح العقیدہ تھے۔ اس لیے بچی کے مذکورہ قول کا مطلب یہ نہیں تھا کہ اس میں نبی ﷺ کی بابت عقیدۂ علم غیب کا اظہار تھا بلکہ آپ کی رسالت کا اظہار تھا کہ رسول پر وحی کا نزول ہوتا ہے جس میں اللہ تعالیٰ اپنے پیغمبر کو اپنے احکام سے بھی مطلع فرماتا ہے اور آئندہ آنے والے واقعات سے بھی بعض دفعہ باخبر کر دیتا ہے۔ بچی کے شعری مصرعے کا مطلب اسی وحیٔ الٰہی کا اثبات تھا، پھر بھی رسول اللہ ﷺ نے اس کو اس طرح کہنے سے روک دیا کہ مبادا بعد کے لوگ بد عقیدگی کا شکار ہو جائیں۔ علاوہ ازیں ایک دوسری روایت میں صراحتاً بھی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

«وَلَا يَعْلَمُ مَا فِيْ غَدٍ إِلَّا الله»[2] "کل کا علم اللہ کے سوا کسی کو نہیں۔"

بہر حال اس واقعے سے خوشی کے موقعے پر چھوٹی بچیوں کا اشعار پڑھ کر اظہارِ مسرت

---

۱ صحیح بخاری: ۵۱۴۷

۲ طبرانی، بحوالہ 'آداب الزفاف' از شیخ البانی، ص: ۹۵

مجلس التحقیق الاسلامی کے زیر اہتمام ملت اسلامیہ کا علمی اور اصلاحی مجلہ

magazine.mohaddis.com

کرنے کا اثبات ہوتا ہے۔

② عہد نبوی کا ایک دوسرا واقعہ ہے، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے ایک لڑکی کو نکاح کے بعد شبِ زفاف کے لیے تیار کرکے اس کے خاوند (ایک انصاری مرد) کے پاس بھیجا۔ رسول اللہ ﷺ نے حضرت عائشہؓ سے پوچھا: تمہارے پاس 'لہو' نہیں ہے؟ «مَا كَانَ مَعَكُمْ لَهْوٌ؟» انصار کو لہو پسند ہے، «فَإِنَّ الْأَنْصَارَ يُعْجِبُهُمُ اللَّهْوُ»[1]

حافظ ابن حجر کہتے ہیں، ایک دوسری روایت میں مَا كَانَ مَعَكُمْ لَهْوٌ کی جگہ الفاظ ہیں:

«فَهَلْ بَعَثْتُمْ مَعَهَا جَارِيَةً تَضْرِبُ بِالدُّفِّ وَتُغَنِّي»

''کیا تم نے اس کے ساتھ کوئی بچی (یا لونڈی) بھیجی ہے جو دف بجا کر اور گا کر خوشی کا اظہار کرتی۔''

اسی طرح فَإِنَّ الْأَنْصَارَ يُعْجِبُهُمُ اللَّهْو کی جگہ دوسری روایت میں ہے:

«قَوْمٌ فِيهِمْ غَزَلٌ»[2] ''انصاریوں میں شعر وشاعری کا چرچا ہے۔''

اس دوسری روایت کے الفاظ سے پہلی روایت میں وارد لفظ لَهْو کی وضاحت ہو جاتی ہے کہ واقعہ مذکورہ میں اس سے مراد چھوٹی بچی کا دف بجا اور قومی گانا گا کر اظہارِ مسرت کرنا ہے۔

③ محمد بن حاطب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

«فَصْلُ مَا بَيْنَ الْحَلَالِ وَالْحَرَامِ الدُّفُّ وَالصَّوْتُ فِي النِّكَاحِ»[3]

''حرام اور حلال کے درمیان فرق کرنے والی چیز دف بجانا اور نکاح میں آواز بلند کرنا ہے۔''

④ ایک اور واقعہ احادیث میں بیان ہوا ہے، عامر بن سعد رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں کہ میں ایک شادی میں گیا، وہاں دو صحابئ رسول حضرت قرظہ بن کعب اور ابو مسعود انصاری ؓ بھی تھے۔ میں نے دیکھا کہ وہاں چھوٹی بچیاں گانا گا رہی ہیں۔ میں نے دونوں صحابیوں سے

---

١ صحیح بخاری: ۵۱۶۲

٢ فتح الباری: ۹/ ۲۸۲

٣ سنن نسائی: ۳۳۷۱

مجلس التحقیق الاسلامی کے زیر اہتمام ملت اسلامیہ کا علمی اور اصلاحی مجلہ

کہا: تم دونوں اصحابِ رسول اور اہل بدر (جنگ بدر کے شرکا) میں سے ہو، تمہاری موجودگی میں یہ کیا ہو رہا ہے؟ اُنہوں نے فرمایا:

"شادی کے موقعے پر ہمیں لَھْو (چھوٹی بچیوں کے قومی گیت وغیرہ گا کر اظہار مسرت کرنے) کی رخصت دی گئی ہے، تمہارا جی چاہتا ہے تو سنو، جانا چاہتے ہو تو تمہاری مرضی ہے۔"[1]

مذکورہ روایات سے کیا ثابت ہوتا ہے؟

ان احادیث سے دو باتوں کا اثبات ہوتا ہے۔ ایک دف بجانے کا اور دوسرے، ایسے گیتوں اور شعروں کے گانے اور پڑھنے کا جن میں خاندانی شرف و نجابت کا اور آباء و اجداد کے قومی مفاخر کا تذکرہ ہو، لیکن ساری متعلقہ صحیح احادیث سے ان دونوں باتوں کی جو نوعیت معلوم ہوتی ہے، اس کا خلاصہ حسبِ ذیل ہے:

① خاص موقعوں پر دف بجایا جا سکتا اور قومی گیت گایا جا سکتا ہے، جیسے شادی بیاہ کے موقعے پر یا عید وغیرہ پر، جس کا مقصد نکاح کا اعلان کرنا اور خوشی کا اظہار کرنا ہے، تاکہ شادی خفیہ نہ رہے۔ اسی لیے یہ حکم بھی دیا گیا ہے:

«اَعْلِنُوْا النِّکَاحَ»[2] "نکاح کا اعلان کرو۔"

یعنی علانیہ نکاح کرو، خفیہ نہ کرو۔ اس حکم سے مقصود خفیہ نکاحوں کا سدباب ہے جیسے آج کل ولی کی اجازت کے بغیر خفیہ نکاح بصورت لو میرج، سیکرٹ میرج اور کورٹ میرج کیے جا رہے ہیں، عدالتیں اور فقہی جمود میں مبتلا علما ان کو سندِ جواز دے رہے ہیں حالانکہ احادیث کی رو سے یہ سب نکاح باطل ہیں، یہ نکاح منعقد ہی نہیں ہوتے۔

② یہ کام صرف چھوٹی یعنی نابالغ بچیاں کر سکتی ہیں، بالغ عورتوں کو ان کاموں کی اجازت نہیں ہے اور نہ مردوں ہی کو اس کی اجازت ہے۔

③ یہ کام نہایت محدود پیمانے پر ہو۔ محلے کی یا خاندان اور قبیلے کی بچیوں کو دعوتِ دے کر

---

۱ سنن نسائی: ۳۳۸۵

۲ صحیح ابن حبان: ۱۲۸۵؛ آداب الزفاف: ص ۹۷

مجلس التحقیق الاسلامی کے زیر اہتمام ملت اسلامیہ کا علمی اور اصلاحی مجلہ

magazine.mohaddis.com

جمع نہ کیا جائے۔

④ اور سب سے اہم بات یہ کہ ان کاموں کی صرف اجازت ہے، ان کی حیثیت فرض و واجب اور امر لازم کی نہیں ہے۔ جیسے مذکورہ دو صحابیوں کے واقعے میں ہے:

قَدْ رُخِّصَ لَنَا فِي اللَّهْوِ عِنْدَ الْعُرْسِ

"ہمیں شادی کے موقعے پر لَھْو کی رخصت دی گئی ہے۔"

⑤ اور یہ مسلمہ اُصول ہے کہ ایک جائز کام، حدود و ضوابط کے دائرے میں نہ رہے اور اس کا ارتکاب بہت سے محرمات و منہیات تک پہنچا دے تو ایسی صورتوں میں وہ جائز کام بھی ناجائز اور حرام قرار پائے گا۔

موجودہ حالات میں اظہارِ مسرت کا مذکورہ جائز طریقہ، ناجائز اور حرام ہے۔ اس وقت مسلمانوں کی اپنے مذہب سے وابستگی اور اس پر عمل کرنے کی جو صورت حال ہے، وہ کسی سے مخفی نہیں ہے۔ اس لیے شادی بیاہ کے موقعوں پر وہ اللہ و رسول کے احکام کو بالکل پس پشت ڈال دیتے ہیں اور محرمات و منہیات کا نہایت دیدہ دلیری سے ارتکاب کرتے ہیں۔ یہ مہندی کی رسم اور اس میں نوجوان بچیوں کا سرِعام ناچنا گانا، ویڈیو اور مووی فلمیں بنانا، بے پردگی اور بے حیائی کا ارتکاب، بینڈ باجے، میوزیکل دھنیں اور میوزیکل شو، آتش بازی وغیرہ۔ یہ سب کیا ہیں؟ یہ سب غیروں کی نقالی اور اسلامی تہذیب و روایات کے یکسر خلاف ہیں۔ اسلام سے ان کا نہ کوئی تعلق ہے اور نہ ہو ہی سکتا ہے۔

یہ صورت حال اس امر کی تائید کرتی ہے کہ موجودہ حالات میں دف بجانے اور قومی گیت گانے سے بھی احتراز کرنا چاہیے، کیونکہ کوئی بھی شریعت کی بتائی ہوئی حد تک محدود نہیں رہتا اور محرمات تک پہنچے بغیر کسی کی تسلی نہیں ہوتی۔ بنابریں اسلام کے مسلمہ اصول سَدًّا لِلذریعة کے تحت یہ جائز کام بھی اس وقت ممنوع ہی قرار پائے گا جب تک قوم اپنی اصلاح کرکے شریعت کی پابند نہ ہو جائے اور شریعت کی حد سے تجاوز کرنے کی عادت اور معمول کو ترک نہ کردے۔

مجلس التحقیق الاسلامی کے زیر اہتمام ملت اسلامیہ کا علمی اور اصلاحی مجلہ

magazine.mohaddis.com

محبوب عالم فاروقی

اصلاحِ معاشرہ میں مسجد کا کردار

اسلام میں مسجد کو عبادت، تعلیم و تربیت، ثقافت اور تہذیب و تمدن کے اعتبار سے مرکزی مقام حاصل رہا ہے بلکہ مسلمانوں کی تمام سرگرمیوں کا مرکز و منبع مسجد ہی تھی۔ اسلام کی تعلیم کا آغاز مسجد سے ہوا۔ پیغمبر اسلام جناب محمد ﷺ نے ہجرت فرمائی تو مدینہ سے باہر مسجد کی بنیاد رکھی جو سب سے پہلی مسجد ہے اور پھر مدینہ منورہ میں دوسری 'مسجد نبوی' بنائی۔ اس میں دینی اور دنیاوی تعلیمات کی شروعات کیں۔ اسی مسجدِ نبوی سے علم و عرفان، تہذیب و تمدن، اتحاد ویگانگت، اجتماعیت، مساوات واخوّت کے جذبات پروان چڑھے اور معاشرہ روز بروز منور ہوتا چلا گیا۔ پھر ایک غیر فانی اسلامی تہذیب وجود میں آئی کہ اس کے نقوش رہتی دنیا تک باقی رہیں گے۔ موجودہ دور میں مسلمان معاشروں میں معاشرتی، اخلاقی، سیاسی اور انتظامی بگاڑ عام ہو چکا ہے۔ اس کی ابتدا اُس وقت ہوگئی تھی جب مسلمان کا تعلق مسجد سے کمزور ہوا۔ آج اگر ہم آرزو مند ہیں کہ معاشرہ کی اصلاح ہو اور وہ امن و آشتی کا گہوارہ بن جائے تو ہمیں مسجد کے اس بنیادی کردار کو فعّال کرنا ہوگا۔ ذیل میں اسی بات کا جائزہ لیا جائے گا کہ اصلاحِ معاشرہ میں مسجد کا کردار کیا ہے؟

مسجد کی تعریف

مسجد عربی کے لفظ سَجد سے بنا ہے جس کے معنی خشوع و خضوع اور عاجزی سے سر جھکانا اور عبادت کے اِرادہ سے سر کو زمین پر رکھنا ہے۔ مسجد کا لفظ ظرفِ مکاں ہے جس کا مطلب ہے: سجدہ کرنے کی جگہ۔ اصطلاح میں اس سے مراد وہ مقام یا جگہ ہے جہاں مسلمان بغیر کسی رکاوٹ

magazine.mohaddis.com

کے اللہ کی عبادت اور بندگی کے لیے جا سکیں اور انفراداً یا اکٹھے ہو کر نماز ادا کر سکیں۔[1]

مسجد؛ تاریخ کے آئینے میں

دنیا میں سب سے پہلی مسجد کعبہ شریف ہے جس کی بنیاد فرشتوں نے رکھی تھی۔ اس کے بعد حضرت آدم علیہ السلام نے اس کی دیکھ بھال کی۔

حضرت عبد اللہ بن عمرؓ فرماتے ہیں:

"جب اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو زمین پر اُتارا تو فرمایا کہ میں تمہارے ساتھ ایک گھر بھی بھیج رہا ہوں جس کا طواف میرے عرش کی طرح ہو گا اور اسکے ارد گرد اسی طرح نماز پڑھی جائے گی جس طرح میرے عرش کے پاس پڑھی جاتی ہے۔"[2]

اور قرآنِ مجید نے اس بات کی شہادت یوں دی ہے:

﴿ اِنَّ اَوَّلَ بَيْتٍ وُّضِعَ لِلنَّاسِ لَلَّذِيْ بِبَكَّةَ مُبٰرَكًا وَّهُدًى لِّلْعٰلَمِيْنَ ﴾[3]

"بلاشبہ سب سے پہلا گھر جو لوگوں کی عبادت کے لیے بنایا گیا، وہ ہے جو مکہ میں ہے۔ یہ برکت والا اور جہانوں کے لیے ہدایت والا ہے۔"

مسجدِ حرام کے بعد دوسری بڑی 'مسجد اقصیٰ' ہے جسے حضرت داؤد علیہ السلام اور حضرت سلیمان علیہ السلام نے بنایا تھا جس کا ذکر قرآنِ مجید اور دیگر آسمانی کتابوں کے علاوہ تاریخ کی کتابوں میں بھی ہے۔ اسلام کی آمد کے بعد مدینہ منورہ میں اسلام کی اوّلین مساجد: قبا اور مسجدِ نبوی ہیں۔ ان دونوں کی بنیاد امام کائنات جناب رسول اللہ ﷺ نے رکھی، پھر مساجد کی تعمیر کا سلسلہ جاری رہا۔ امام ابو داؤد نے 'کتاب المراسیل' میں لکھا ہے کہ حضور ﷺ کے زمانے میں مدینہ میں ۹ اور مختلف قبائل میں ۲۲ مساجد تھیں اور ان کے ناموں کی فہرست بھی ذکر کی ہے۔[4]

مسلمان دنیا میں جہاں بھی گئے، مساجد بناتے گئے۔ مسلمان حکمرانوں نے بھی بڑی عظیم مساجد تعمیر کروائی ہیں۔ ہر دور میں مساجد مسلمانوں کی ثقافت اور فنونِ لطیفہ کا بے مثال نمونہ

---

۱ بحوالہ اعلام المساجد باحکام المساجد از زجاج: ص ۲۷

۲ تاریخ مکہ مکرمہ از ڈاکٹر محمد الیاس

۳ سورۃ آل عمران: ۹۶

۴ سیرت النبیؐ از شبلی نعمانی و سید سلیمان ندوی: جلد ۲

مجلس التحقیق الاسلامی کے زیر اہتمام ملت اسلامیہ کا علمی اور اصلاحی مجلہ

magazine.mohaddis.com

دکھائی دیتی ہیں۔ اب دنیا کے ہر گوشہ میں خوبصورت اور وسیع و عریض مساجد موجود ہیں۔ دنیا کی چند مشہور مساجد یہ ہیں:

۱۔ مسجد الحرام ۲۔ مسجد نبوی ﷺ ۳۔ جامع مسجد اُموی، دمشق ۴۔ جامع مسجد قیروان ۵۔ جامع مسجد استنبول، ترکی ۶۔ شاہی مسجد، لاہور ۷۔ فیصل مسجد، اسلام آباد... اس کے علاوہ امریکہ اور یورپ میں بھی بڑی عالی شان مساجد ہیں۔

مسجد کا ذکر؛ قرآنِ مجید میں

قرآن میں مسجد کا لفظ ۲۸ مرتبہ آیا ہے۔[۱] قرآنی آیات میں سے چند درج ذیل ہیں:

﴿ اِنَّمَا يَعْمُرُ مَسٰجِدَ اللّٰهِ مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَ الْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَ اَقَامَ الصَّلٰوةَ وَ اٰتَى الزَّكٰوةَ وَ لَمْ يَخْشَ اِلَّا اللّٰهَ فَعَسٰۤى اُولٰٓىِٕكَ اَنْ يَّكُوْنُوْا مِنَ الْمُهْتَدِيْنَ۝۱۸ ﴾[۲]

"اللہ کی مسجدوں کو آباد کرنے والے وہ لوگ ہوتے ہیں جو اللہ اور آخرت پر ایمان رکھتے، نماز قائم کرتے، زکوٰۃ دیتے ہیں اور اللہ کے سوا کسی سے نہیں ڈرتے ہیں۔ یہی سیدھی راہ پر چلنے والے ہوتے ہیں۔"

﴿ يٰبَنِيْۤ اٰدَمَ خُذُوْا زِيْنَتَكُمْ عِنْدَ كُلِّ مَسْجِدٍ وَّ كُلُوْا وَ اشْرَبُوْا وَ لَا تُسْرِفُوْا ۚ اِنَّهٗ لَا يُحِبُّ الْمُسْرِفِيْنَ۝۳۱ ﴾[۳]

"اے اولادِ آدم! ہر عبادت کے وقت مسجد کا رخ کرتے ہوئے اپنی زیب و زینت کو اپناؤ اور کھاؤ پیو اور حد سے نہ بڑھو۔ بے شک اللہ حد سے بڑھنے والوں کو ناپسند کرتا ہے۔"

مسجد؛ احادیث کی رُو سے

احادیث کی کتابوں میں مسجد کے متعلق بہت زیادہ روایات ہیں جس سے مسجد کی اہمیت، فضیلت اور مقام و مرتبہ کا اندازہ ہوتا ہے۔ امام بخاری نے اپنی کتاب صحیح بخاری میں پچاس ابواب میں احادیث اور مسائل کا ذکر تفصیل سے کیا ہے۔ چند روایات درج ذیل ہیں:

---

۱ المعجم الفہرس لالفاظ القرآن الکریم: ص ۳۴۵

۲ سورۃ التوبہ: ۱۸

۳ سورۃ الاعراف: ۳۱

مجلس التحقیق الاسلامی کے زیر اہتمام ملت اسلامیہ کا علمی اور اصلاحی مجلہ

magazine.mohaddis.com

① حضرت ابو سعید خدریؓ نے روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

«لا تشد الرحال إلا إلیٰ ثلاثة مساجد: مسجد الحرام ومسجد الأقصیٰ ومسجدي هذا»[1]

تین مسجدوں کے علاوہ کسی جگہ (ثواب کی نیت سے) سفر نہ کیا جائے: مسجد حرام (کعبہ شریف)، مسجدِ اقصیٰ اور میری مسجد نبوی''

② عن أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ الله ﷺ قَالَ: «أَحَبُّ الْبِلاَدِ إِلَى الله مَسَاجِدُهَا وَأَبْغَضُ الْبِلاَدِ إِلَى الله أَسْوَاقُهَا»[2]

''حضرت ابوہریرہؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کو سب سے پسند مقامات مسجدیں اور سب سے زیادہ ناپسندیدہ جگہ بازار ہیں۔''

③ عَنْ بُرَيْدَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «بَشِّرِ الْمَشَّائِينَ فِی الظُّلَمِ إِلَى الْمَسَاجِدِ بِالنُّورِ التَّامِّ يَوْمَ الْقِيَامَةِ»[3]

''حضرت بریدہؓ نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو اللہ کے بندے اندھیرے میں مسجد جاتے ہیں، اُنہیں بشارت دے دو کہ قیامت کے دن ان کو اللہ کی طرف سے نورِ کامل عطا ہو گا۔''

مسجد کا کردار

اصلاحِ معاشرہ کے لیے مساجد کا نمایاں کردار درج ذیل پہلوؤں کا حامل ہے:

۱۔ روحانی تربیت میں کردار ۲۔ معاشرتی کردار ۳۔ مسجد اور تعمیر کردار
۴۔ ثقافتی کردار ۵۔ معاشی اور مالی کردار

۱۔ روحانی تربیت میں کردار

مسجد مسلمان کی روحانی تربیت میں مندرجہ ذیل صورتوں میں اپنا کردار ادا کرتی ہے:

---

۱ صحیح بخاری:۱۱۹۷

۲ صحیح مسلم:۶۷۱

۳ سنن ابو داؤد:۱۶۵، جامع ترمذی:۲۲۳ وصححہ الالبانی

مجلس التحقیق الاسلامی کے زیر اہتمام ملت اسلامیہ کا علمی اور اصلاحی مجلہ

magazine.mohaddis.com

ا۔ طہارت و صفائی: مسلمان جب نماز کی ادائیگی کے لیے مسجد کا رُخ کرتا ہے تو وہ اپنی طہارت کا اہتمام کرتا ہے۔ اگر غُسل واجب ہے تو غُسل کرتا ہے، ورنہ وضو کرتا ہے اور پھر کپڑوں کی صفائی کا جائزہ لیتا ہے کہ کہیں کوئی گندگی تو نہیں لگی ہوئی۔ ظاہری صفائی کے ساتھ وہ باطنی گندگی یعنی شرک، کینہ، حسد، بغض وغیرہ سے بھی اپنے آپ کو بچاتا ہے۔

ب۔ توحید: نماز کی ادائیگی صرف اللہ تعالیٰ کے لیے ہوتی ہے، کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿وَ اَقِمِ الصَّلٰوةَ لِذِكْرِيْ ۝﴾ "نماز میری یاد کے لیے قائم کرو۔" مسلمان جب نماز کے ترجمہ پر غور کرتا ہے تو عقیدہ توحید مزید پختہ ہو جاتا ہے۔

ج۔ تعلق باللہ میں مضبوطی: مؤمن جب پانچ دفعہ مسجد میں جا کر اللہ کے حضور سجدہ ریز ہوتا ہے تو اس عمل سے مسلمان کا اللہ سے تعلق مضبوط تر ہو جاتا ہے۔

د۔ فرائض کے ادا کرنے کا جذبہ: نماز جیسے اہم اور بنیادی فرض کی ادائیگی سے دوسرے تمام فرائض کو ادا کرنے کا جذبہ خود بخود پیدا ہو جاتا ہے۔

ر۔ روحانی قوت میں اضافہ: باجماعت نماز ادا کرنے سے روح کی تطہیر ہو جاتی ہے، کامل توجہ اللہ کی طرف ہونے سے دل شیطانی وسوسوں اور خیالات سے پاک ہو جاتا ہے اور وہ اس عربی مقولہ کا مصداق بن جاتا ہے:

المؤمن في المسجد كالسمك في الماء والمنافق في المسجد كالطير في القفس

"مؤمن مسجد میں ایسے ہوتا ہے جیسے مچھلی پانی میں اور منافق مسجد میں ایسے ہوتا ہے جیسے پرندہ پنجرے میں۔"[1]

پھر آپ ﷺ نے نماز کی اس خوبی کو واضح کرتے ہوئے فرمایا: "بلالؓ ہمیں نماز کے ذریعے راحت پہنچاؤ۔" مساجد کا یہ کردار دنیا کی تمام عبادت گاہوں سے اعلیٰ اور پاکیزہ ہے۔ اس لیے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے سوا تمام دوسرے تصورات، شخصیات اور محسوسات سے پاک وصاف ہوتا ہے۔

۲۔ معاشرتی کردار

مسجد مسلم معاشرے کا مرکز و مرجع ہے، اس لیے بہت سے معاشرتی اُمور اس سے وابستہ

---

۱ کشف الخفاء ومزیل الالباس از امام عجلونی: ۲۶۸۹

مجلس التحقیق الاسلامی کے زیر اہتمام ملت اسلامیہ کا علمی اور اصلاحی مجلہ

magazine.mohaddis.com

ہیں، جن میں سے چند یہ ہیں:

ا۔ ملّتِ واحدہ: مسلمان جب نماز کے لیے مسجد میں جاتا ہے تو اسے تمام مسلمان اسلام کے رشتۂ اخوت سے جُڑے دکھائی دیتے ہیں، کیونکہ مسجد میں ذات پات، رنگ و نسل، علاقے اور ملک، امیر اور غریب میں کوئی امتیاز نہیں ہوتا بلکہ بقول شاعر

ایک ہی صف میں کھڑے ہو گئے محمود و ایاز
نہ کوئی بندہ رہا نہ کوئی بندہ نواز

ب۔ حقوق و فرائض: جب مسلمان مسجد میں اکٹھے ہوتے ہیں تو آپس میں تمام حقوق و فرائض اَدا ہو جاتے ہیں جیسے ایک دوسرے کو سلام و جواب کرنا، بیمار کی عیادت کرنا، باہم ایک دوسرے کا احترام اور حاجت مندوں کی مدد کرنا شامل ہے اس کے علاوہ دیگر حقوق العباد کا احساس بھی پیدا ہو جاتا ہے۔

ج۔ اجتماعی مسائل کا اِدراک: معاشرے میں مسجد کے ذریعے سے معاشرتی مسائل کا ادراک حاصل ہوتا ہے، مسجد میں وہ ایک دوسرے سے بلا رکاوٹ ملتے ہیں اور درپیش مسائل پر گفتگو کرتے ہیں۔ کوئی لوڈشیڈنگ اور مہنگائی کا ذکر تا ہے تو کوئی بدامنی، دہشت گردی کے ظلم وناانصافی کی بات کرتا ہے اور ایسے ہی انفرادی مسائل کا اندازہ بھی انکے ذریعے سے ہوتا ہے۔

۳۔ مسجد اور تعمیر کردار

مسجد میں ہر طرح کے لوگ بوڑھے جوان بچے آتے ہیں اور ایک دوسرے سے میل ملاقات ہوتی ہے تو ایک دوسرے کی اخلاقی حالت سامنے آتی رہتی ہے۔ مسجد میں پابندی کے ساتھ پانچ وقت حاضری دینے سے مؤمن کے اخلاق اور کردار کی تعمیر ہوتی ہے۔ تعمیر کردار میں مندرجہ ذیل باتیں نمایاں ہیں:

ا۔ پابندیٔ وقت اور وعدہ: نماز کو باقاعدگی سے وقت پر ادا کرنے سے انسان وقت کا پابند بن جا ہے اور وہ اپنے وعدہ کو پورا کرنے اور نبھانے کا شعور پاتا ہے۔ اگر انسان معاشرے میں ان باتوں کا عادی ہو جائے تو اس کے اثرات بہت اچھے ہوتے ہیں۔

ب۔ بے حیائی سے بچنا: نماز انسان کو بے حیائی اور بُرے کاموں سے روکتی ہے جیسا کہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:﴿ اِنَّ الصَّلٰوةَ تَنْهٰى عَنِ الْفَحْشَآءِ وَ الْمُنْكَرِ ﴾ مسجد میں انسان، جھوٹ،

مجلس التحقیق الاسلامی کے زیر اہتمام ملت اسلامیہ کا علمی اور اصلاحی مجلہ

magazine.mohaddis.com

غیبت، دھوکا، ٹھگی، چغلی، رشوت، چوری اور بے حیائی وغیرہ سے جزوی طور پر رُک جاتا ہے اور آخر کار مکمل طور پر ان معاشرتی برائیوں اور لعنتوں سے اپنے آپ کو بچانے کا عادی ہو جاتا ہے۔

ج۔ منشیات وغیرہ سے بچاؤ: آدابِ مسجد کو ملحوظ رکھ کر مسجد میں جانے والا اس تباہ کن عادت سے بچا رہتا ہے، کیونکہ نشہ اور حواس باختگی کے عالم میں اسلام نے نماز کی ادائیگی سے منع کیا ہے اس لیے نمازی منشیات اور نشہ آور اشیا سے بچتا ہے۔

۴۔ ثقافتی کردار

مَساجد کا ایک کردار ثقافتی ہے۔ اسلامی ثقافت مسلمان کی زندگی کی عکاس ہوتی ہے اس سے مراد وہ اعمال وافعال ہیں جو اسلام کی آمد کے بعد وجود میں آئے اور ان کا تعلق مسجد سے ہے:

ا۔ خیرات: مسجد میں نمازِ جمعہ، رمضان المبارک اور عیدین کے موقع پر، زکوٰۃ وصدقات اور خیرات دینے کا جذبہ مزید بڑھ جاتا ہے جس سے بہت سے لوگ مستفید ہوتے ہیں۔

ب۔ اسلامی وضع قطع: مسلمان جب بھی مسجد کا رُخ کرتا ہے تو وہ اپنے لباس، وضع قطع اور دیگر اُمور کا اہتمام ضرور کرتا ہے، اس طرح مسلمانوں کی ایک ثقافت باقی رہتی ہے جو صرف مسجد کی بدولت ہے۔

ج۔ ملاقات کے آداب: مسلمان جب مسجد میں جمع ہوتے ہیں تو ایک دوسرے سے مصافحہ اور معانقہ ضرور کرتے ہیں، خاص طور پر عیدین اور جمعہ کے موقع پر تو ناراض لوگ بھی آپس میں شیر وشکر ہو جاتے اور ایک دوسرے کو عیدین کی مبارک باد دیتے ہیں جو معاشرے میں نفرتوں کے خاتمہ کا ذریعہ ہے۔

د۔ مسجد اور تعلیم: مسجد ایک ایسا ادارہ ہے جو تعلیم وتربیت میں بنیادی اور اہم کردار کا حامل ہے۔ ابن خلدون نے لکھا ہے کہ پہلی تین صدیوں میں مسجد ہی وہ درسگاہ تھی کہ تمام علوم وفنون اس میں پڑھائے جاتے تھے[1] اور سب سے پہلے درس گاہ 'اصحابِ صفہ' کے نام سے مسجد نبوی ﷺ میں قائم ہوئی تھی۔ مسجد میں درسِ قرآن و حدیث کے ساتھ فقہ کے مسائل بیان کرنے کا اہتمام بھی ہوتا ہے۔ علم وعرفان کا بہت سا حصہّ مسلمان مسجد سے ہی سیکھتے ہیں اور ایک زمانے

---

۱ تاریخ ابن خلدون

مجلس التحقیق الاسلامی کے زیر اہتمام ملت اسلامیہ کا علمی اور اصلاحی مجلہ

magazine.mohaddis.com

میں پاکستان میں مسجدِ سکول کا قیام بھی ہوا تھا جو بعض علاقوں میں آج تک چل رہا ہے۔

۵۔ معاشی اور مالی کردار

مسجد ہی معاشرے کے تمام اسلامی اور فی سبیل اللہ مالی معاملات کا مرکز ہوتی ہے۔ تمام فنڈز اور چندے مسجد میں جمع اور تقسیم ہوتے تھے مثلاً جہاد فنڈ، زکوٰۃ، صدقات و خیرات وغیرہ وغیرہ۔ یہ نظام مسجد سے وابستہ رہا ہے اور آج بھی اسے جاندار بنایا جاسکتا ہے۔

مسجد کے کردار کو ختم کرنے کی کوششیں

مسجد دعوت و تبلیغ کا مرکز اور اسلامی معاشرے کا محور رہی ہے۔ مسجد ہی مسلمانوں کی ظاہری، باطنی اور مادی آبیاری اصلاح کرتی رہی۔ نبی اکرم ﷺ کے زمانے سے لے کر خلفا اور بعد کے دور میں بھی ایسا ہی کردار ادا کرتی رہی۔ دشمنوں نے اس کی اہمیت، مرکزیت اور ہمہ گیریت کو سمجھ کر اس کے خلاف گہری اور پوشیدہ سازشیں شروع کردی تاکہ اس کے کردار کو ختم یا کم از کم کمزور ضرور کردیا جائے۔

مسجد کے کردار کو مسخ کرنے والے عزائم دبیز اور رنگین پردوں میں چھپے ہوئے ہیں جن کا ادراک ضروری ہے مسجد کے کردار کو ختم یا کم کرنے والے اسباب دو طرح کے ہیں:

۱۔ اندرونی ۲۔ بیرونی

۱۔ اندرونی اسباب

اس سے مراد وہ اندرونی عوامل ہیں جو مسلمانوں کے اندر پائے جاتے ہیں جنھوں نے مسجد کے مقام، مقصد اور اہم پیغام کا گلا دبا دیا ہے۔ چند درج ذیل ہیں:

۱۔ فرقہ پرستی اور مسلک پرستی: فرقہ واریت سے اُمّت مسلمہ کا شیرازہ بکھر چکا ہے اور اتحاد پارہ پارہ ہے۔ مذہبی گروہ بندی اور مسلک پرستی نے تباہی مچادی ہے، جب سے مسلمان تقسیم ہوئے ہیں تو ہر ایک فرقہ کی الگ مسجد ہے جہاں مخصوص سوچ و فکر اور مسلک کا پرچار کیا جاتا ہے۔ دوسروں کے خلاف منبر و محراب سے زہر اگلا جاتا اور اُنہیں کافر دائرہ اسلام سے خارج اور واجب القتل قرار دیا جاتا ہے اور اس تعصّب کے نتیجہ میں مسلم معاشرہ بے چینی اور بربادی کا شکار ہو چکا ہے۔

مجلس التحقیق الاسلامی کے زیر اہتمام ملت اسلامیہ کا علمی اور اصلاحی مجلہ

magazine.mohaddis.com

۲۔ خطیبوں اور اماموں کا منفی رول: مسجدوں میں مقرر کئے جانے والے امام و خطیب زیادہ تر کم تعلیم یافتہ اور خاص مسلک کے پیروکار ہوتے ہیں جو مثبت رول کی بجائے منفی ادا کرتے ہیں، وہ اصلاح کے بجائے بگاڑ اور انتشار پیدا کرتے ہیں، اس لیے معاشرہ علم و عرفان اور دین سے بیزار ہوتا جارہا ہے۔ خطبا کی تقریریں غیر معیاری اور نامناسب ہوتی ہیں، اکثر من گھڑت موضوع واقعات و روایات بیان کرتے ہیں۔ اختلافی مسائل کو ہوا دے کر نفرت کا بیج بوتے ہیں۔ اس صورتحال میں خصوصی اصلاح اور توجہ کی ضرورت ہے۔

۳۔ مساجد کمائی کا ذریعہ: مساجد کو دنیا کمانے کا ذریعہ بنالیا گیا ہے جس سے اس کا مرتبہ کم ہو گیا اور تاریخی مساجد کو آثارِ قدیمہ قرار دے کر سیر گاہ کا درجہ دے دیا گیا اور اس پر ٹکٹ مقرر کر کے کمائی کی جاتی ہے جو غیر موزوں ہے۔

۴۔ عربی زبان سے دوری: تعلیمی پالیسی سازوں نے عربی زبان سے ناطہ توڑ کر بھی مسجد کے کردار کو کمزور کرنے کی کوشش کی ہے۔ اسلام کا زیادہ تر لٹریچر عربی زبان میں ہے۔ جس کو سمجھنے کیلئے عربی زبان کا فہم ضروری ہے اور مسجد کا اس میں اہم رول ہے کہ عربی زبان کی ترویج ہو۔

۵۔ مسجد اور مقبرہ: مسجد مقبرہ جات کو یکجا کر کے اس کے روشن کردار کو بے نور کر دیا گیا ہے جس سے دعوتی و اصلاحی عمل رک گیا۔ اللہ پرستی کی جگہ قبر پرستی و دیگر خرافات نے لے لی۔

۶۔ مادہ پرستی اور دنیاداری: مسلمانوں میں دولت اور دنیاداری کی ہوس عام ہو چکی ہے۔ معاشرہ کا ہر فرد دولت جمع کرنے میں عظمت اور اپنی توقیر خیال کر رہا ہے اور وہ ارب پتی بن کر بھی اپنے آپ کو کنگال تصور کرتا ہے اور ہر جائز و ناجائز ذرائع سے دولت اکٹھی کرنے کی فکر میں ہے۔ روحانیت اور آخرت کا خیال اس کے دل سے نکل چکا ہے۔ مسجد کے کردار کو نقصان دینے والے اندرونی اسباب میں یہ بھی ایک سبب ہے۔

۲۔ بیرونی اسباب

مسجد کے مرکزی کردار کے خلاف بیرونی اسباب بہت زیادہ ہیں جن کا احاطہ ناممکن ہے مگر جزوی طور پر ان کے ذکر سے مخالفین کی سوچ اور فکر کا اندازہ ضرور کیا جاسکتا ہے۔ مسجد کے خلاف سازشیں اور پروگرام بنانے والے چند مخالفین یہ ہیں:

ا۔ عیسائی: تاریخ اسلام میں مسجد کی عظمت اور مرکزیت کے خلاف سب سے پہلا پروگرام

مجلس التحقیق الاسلامی کے زیر اہتمام ملت اسلامیہ کا علمی اور اصلاحی مجلہ

magazine.mohaddis.com

مسجدِ ضرار کی صورت میں سامنے آیا جو قبیلہ خزرج کے ابوعامر نامی شخص جو عیسائی بن گیا تھا، کے مشورہ سے منافقین مدینہ نے بنائی تھی اور ان کے مذموم اور ناپاک مقاصد کا ذکر اللہ تعالیٰ نے یوں فرمایا:

﴿ لَا تَقُمْ فِيْهِ اَبَدًا ؕ لَمَسْجِدٌ اُسِّسَ عَلَى التَّقْوٰى مِنْ اَوَّلِ يَوْمٍ اَحَقُّ اَنْ تَقُوْمَ فِيْهِ ؕ فِيْهِ رِجَالٌ يُّحِبُّوْنَ اَنْ يَّتَطَهَّرُوْا ؕ وَاللّٰهُ يُحِبُّ الْمُطَّهِّرِيْنَ ۝۱۰۸ ﴾ [1]

اس آیت کریمہ میں یہ بتایا گیا کہ کچھ لوگوں نے ایک مسجد بنائی اس مقصد کے لیے کہ دعوتِ حق کو نقصان پہنچایا جائے اور اللہ کی بندگی کی بجائے کفر کریں اور مؤمنوں میں پھوٹ اور خلفشار پھیلائیں اور اس عبادت گاہ کو اس شخص کے لیے کمین گاہ بنائیں جو اس سے پہلے اللہ اور اُس کے رسول ﷺ کے خلاف اُٹھ چکا ہے۔ وہ ضرور قسم کھا کر کہیں گے کہ ہمارا ارادہ صرف بھلائی کا ہے مگر اللہ گواہ ہے کہ وہ بالکل جھوٹے ہیں، تم ہرگز اس عمارت میں کھڑے نہ ہونا۔

مسجد ضرار کے تین اہم مقاصد

① کفر و شرک اور گمراہی پھیلانے کے لیے ایک اڈا بنانا۔

② مسلمانوں کے درمیان فرقہ واریت کو ہوا دینا اور انتشار پھیلانا۔

③ شر پسند اور سازشی ٹولے کو مذہبی لبادے میں پناہ دینا۔

تاریخ بتاتی ہے کہ ہلاکو خان کو مسلمانوں کے خلاف اُکسانے میں اہم کردار عیسائیوں اور نصرانیوں کا ہے اور اسے تین چیزوں سے سخت نفرت تھی:

① کتابوں سے ... اس لیے وہ ساری کتب دریاؤں میں پھینکتا رہا۔

② مساجد سے ... جنہیں وہ گراتا گیا۔

③ پکی عمارتوں سے ... وہ اُنہیں بھی برباد کرتا رہا۔

آخری صلیبی جنگ (۱۶۰۹ء) میں مسلمانوں پر پابندیاں لگانے پر ختم ہوئی۔ ان میں سے مساجد کو بند کرنا، انہیں گرجا گھروں میں تبدیل کرنا، اسپینی لباس پہننا، غسل کی ممانعت وغیرہ شامل تھا۔ الجزائر میں بھی بہت سی مساجد کو عیسائیوں نے اپنی عبادت گاہوں میں تبدیل کر دیا اور ہزاروں مسلمانوں کو تہ تیغ کیا۔ ان کا یہ کردار اس وقت ظاہر ہوا جب انہوں نے ۱۶۳۲ء میں

---

۱ سورۃ التوبۃ:۱۰۸

مجلس التحقیق الاسلامی کے زیر اہتمام ملت اسلامیہ کا علمی اور اصلاحی مجلہ

magazine.mohaddis.com

الجزائر پر قبضہ کیا۔[1]

ب۔ یہود: یہودیوں کی اسلام دشمنی کسی سے چھپی ہوئی نہیں ہے اور مذکورہ بالا مسجد ضرار یہودیوں اور عیسائیوں کی مشترکہ کاوش تھی۔ یہودیوں نے تحویل قبلہ کے موقع پر پروپیگنڈہ کیا اور مسلمانوں کے دلوں میں شکوک پیدا کرنے کی کوشش کی۔ یہودیوں نے ہمیشہ مسجدوں کی بے حرمتی کی اور مسلسل مساجد کے خلاف ان کی ناپاک سازشیں جاری رہی کیونکہ یہ مسلم معاشرے کا محور تھی۔ آج کے دور میں مسجدِ اقصیٰ کے ساتھ یہودی جو کچھ کر رہے ہیں، اس سے ان کی مساجد دشمنی بالکل ظاہر وباہر ہو جاتی ہے۔

ج۔ کمیونسٹ اور مسجد: کمیونسٹ اور سوشلسٹ انقلاب کی تباہ کاریوں کا شکار مسلمانوں کی مساجد، مدارس اور اسلامی تہذیب و تمدن ہوئی۔ روس میں ۱۹۱۲ء میں ۲۶۲۷۵ مساجد تھی جو ۱۹۴۲ء میں صرف ۱۳۱۲ باقی رہی اور ۱۹۶۴ء تک یہ تعداد ۲۵۰ رہ گئی۔ ایک سروے کے مطابق مسجدوں کی ویرانی، بربادی اور انہدام کچھ یوں تھا:

① وسطی ایشیا اور ترکستان میں چودہ ہزار مساجد ختم کی گئیں۔

② آذربائیجان میں چار ہزار اور جنوبی ایشیا میں سات ہزار مساجد کو گرایا گیا۔

چین کے ثقافتی انقلاب میں بھی مذہبی سرگرمیاں ممنوع قرار پائی اور مسجد اور دیگر مذاہب کی عبادت گاہوں کو بند کیا گیا یا اُن کو تباہ کر دیا گیا۔ مذہبی کتابوں کو گھروں میں رکھنا بھی جرم قرار پایا۔[2]

د۔ ہندو، سکھ اور مساجد: انتہا پسند اور متعصّب ہندو اور سکھ کسی سے پیچھے نہیں رہے۔ انہوں نے بھی شعائر اسلامیہ کے خلاف سنگین معاندانہ رویہ اپنائے رکھا ہے۔ قیام پاکستان کے وقت ہزاروں مساجد کو گرایا، جلایا گیا یا جانوروں کے باڑے میں تبدیل کر دیا گیا اور بابری مسجد کی شہادت ہندوؤں کے خبثِ باطن کو واضح کر دیتی ہے۔ سکھوں نے بھی مساجد کی بے حرمتی کی اور ہمیشہ مسجد دشمنی میں پیش پیش رہے۔

ر۔ بہائی اور قادیانی: بہائی اور قادیانی مذہب کے پیروکاروں نے یہود و نصاریٰ کا آلہ کار بن کر

---

۱ المسجد ونشاطہ الاجتماعی علی مدار التاریخ از عبید قاسم وشلی

۲ جہاں دیدہ از مولانا تقی عثمانی، ص ۴۵۸

مجلس التحقیق الاسلامی کے زیر اہتمام ملت اسلامیہ کا علمی اور اصلاحی مجلہ

مسلمانوں کے عقائد اور ایمان کو متزلزل کیا۔ انتشار پیدا کیا اور مساجد کا استعمال کر کے سادہ مسلمانوں کو گمراہ کرنے میں کوئی کسر باقی نہیں چھوڑی اور مسجد کے کردار کو مثبت کی بجائے منفی رنگ دے دیا ہے۔[1]

یہ چند اندرونی و بیرونی اسباب ہیں جو مساجد کے کردار کو بے جان بنا رہے ہیں۔

موجودہ دور میں مسجد کے اصلاحی کردار کی بحالی کے لیے اقدامات اور تجاویز

دورِ حاضر میں ہماری اجتماعی زندگی کا شیرازہ بکھر چکا ہے جو اُمت مسلمہ کے لئے نقصان دہ ثابت ہو رہا ہے۔ یہ اُمت واحدہ اب مختلف فرقوں، گروہوں، گروپوں میں تقسیم ہو چکی ہے۔ مسلم معاشرہ بگاڑ، انتشار، خلفشار، گمراہ کن افکار، رذیلہ اخلاق و کردار کا بھیانک نمونہ پیش کر رہا ہے۔ اخلاقی جرائم بے حیائی، فحاشی کا طوفانِ بدتمیزی ہے کہ تھمنے کا نام نہیں لیتا۔ معاشرے میں بے چینی، بدامنی، بے سکونی، وحشت و دہشت گردی عام ہے۔ قتل و غارت، ڈاکہ زنی، رہزنی، بددیانتی، بدعہدی، رشوت، دھوکہ دہی، ملاوٹ، جھوٹ، فریب کا چلن ہے۔ ان مفاسد کو ختم کرنے کے لئے ایسے عملی اقدامات کرنے کی ضرورت ہے جو قرونِ اولیٰ میں کئے گئے تھے کہ جس کی بدولت وہ معاشرہ امن و سکون، محبت و آشتی اور خوشحالی کا ایسا بے مثال نمونہ بن گیا تھا کہ یمن کے دارالخلافہ صنعا سے ایک اکیلی عورت حج کے لیے تمام زیب و زینت اور زیورات پہن کر چلی تو مکّہ تک اس کی طرف کوئی نظر اُٹھا کر دیکھنے کی جراَت نہیں کر سکا۔ وہ معاشرہ اس قدر مصلح، تربیت یافتہ اور خوشحال بن گیا تھا کہ لوگ زکوۃ دینے کے لیے نکلتے تھے کہ کوئی وصول کرنے والا مستحق نہیں ملتا تھا۔[2]

کرنے کے کام

یقیناً اس دور کا آغاز مسجد کے ساتھ مضبوط تعلق سے ہوا تھا۔ آج اگر ہم اپنے بگڑے اور تباہ حال معاشرے کی اصلاح کرنا چاہتے ہیں تو ہمیں پھر سے معاشرے میں مسجد کی اجتماعیت مرکزیت کا وہ مقام واپس لانا ہو گا اور یہ اقدامات کرنا ہوں گے:

---

۱ المسجد و نشاطہ الاجتماعی علی مدار التاریخ از عبداللہ قاسم الوشلی، ص ۳۶۵ تا ۳۹۸

۲ تاریخ اسلام، مولانا اکبر شاہ نجیب آبادی

① مسجد کے ساتھ ربط

② مسجد اور باہمی اُخوت و مساوات

③ مسجد تعلیمی و تربیتی ادارہ

④ مسجد اصلاحی، رفاہی، اور اجتماعی فلاح و بہبود کا مرکز

⑤ دارالمطالعہ

⑥ امریکہ، برطانیہ اور یورپ کی مساجد

۱۔ مسجد کے ساتھ ربط

ہر مسلمان کو مسجد کے ساتھ اپنے تعلق کو اس قدر مضبوط بنانا چاہیے کہ وہ نماز باجماعت ادا کرے اور انفرادی عبادت کا اہتمام بھی مسجد میں کرے۔ حدیث میں آیا ہے:

"اللہ کی مسجدوں کو آباد کرنے والا اہل اللہ ہیں۔"

حافظ ابن قیم نے کہا ہے کہ بلاشبہ مسجد میں جمع ہو کر نماز ادا کرنا دین کا بڑا شعار ہے اور اس کی علامتوں میں سے ہے۔"[1]

مسجد کے ساتھ تعلق جوڑنے سے معاشرتی برائیوں سے خود بخود جان چھوٹ جاتی ہے کیونکہ نماز تمام بے حیائی اور نافرمانیوں سے روکتی ہے۔ دوسروں کو بھی ترغیب دینے کی ضرورت ہے۔

۲۔ مسجد اور باہمی اخوت و مساوات

مسجد میں آنے سے باہمی تعلقات پختہ ہوتے ہیں اور اس کے ذریعے بہت ساری نفرتوں، کدورتوں کا خاتمہ ہوتا ہے اور مسلمانوں کے دلوں میں اخوت و مساوات، اُلفت و شفقت کے جذبات پیدا ہو جاتے ہیں۔ آج معاشرے میں جدید و قدیم جہالت کے جو فتنے ہیں ان کا علاج مسجد سے ممکن ہے کیونکہ:

بندہ و آقا، محتاج و غنی سبھی ایک ہوئے — تیرے دربار میں پہنچے تو سبھی ایک ہوئے

۱ کتاب الصلوٰۃ از امام ابن قیم، ص ۱۰۵

مجلس التحقیق الاسلامی کے زیر اہتمام ملت اسلامیہ کا علمی اور اصلاحی مجلہ

۳۔ تعلیمی و تربیتی مرکز

مسجد مسلمانوں کے لیے تعلیم کا بہترین ادارہ ہے اسے تعلیم و تربیت کا مرکز بنا کر اُمّت کی اصلاح کی جا سکتی ہے۔ یہ وہ جگہ ہے جہاں دن میں پانچ دفعہ، ہفتہ میں ایک دفعہ ہر مسلمان حاضری خوشی سے دیتا ہے۔ ہمارے علما و خطبا عزم کرلیں کہ ہمیں معاشرے کے افراد کی اصلاح کا کام تعلیم سے کرنا ہے تو کوئی مشکل نہیں ہے۔ اس فریضہ کو یوں ادا کیا جا سکتا ہے:

ا۔ خطبہ جمعہ: جمعہ کے خطبہ میں جاندار اور مؤثر تقریر ہونی چاہیے۔ دین کے بنیادی عقائد، عبادات و معاملات اور اخلاقیات پر ترتیب سے خطبات دیئے جائیں۔ گفتگو عام فہم، جامع اور دلچسپ انداز میں کی جائے۔

ب۔ درسِ قرآن و حدیث: فرض نماز کی باجماعت ادائیگی کے بعد قرآن و حدیث کے درس کا سلسلہ شروع کرنا چاہیے۔

ج۔ قرآن کی تعلیم: مسجد میں قرآن مجید، ناظرہ، حفظ اور ترجمہ کی کلاس کا اجرا کیا جائے اور اس کے لیے تربیت یافتہ مدرّسین مقرر کئے جائیں تاکہ وہ اپنے شاگردوں کی بہتر تعلیم و تربیت کر سکیں۔

د۔ تعلیم بالغاں: بوڑھے اور عمر رسیدہ یا نوجوان جو اَن پڑھ ہیں، ان کی تعلیم کا سلسلہ شروع کرکے اُنہیں اسلام کی تعلیم دی جائے۔

ر۔ خطاب یا درس وغیرہ: گاہے بگاہے خصوصی موضوعات پر لیکچر کا اہتمام کیا جانا چاہیے۔ مختلف اصلاحی موضوعات کا انتخاب ضروری ہے۔

س۔ مقابلے وغیرہ: علمی، تاریخی اور دیگر موضوعات پر تقریری، تحریری یا کوئز مقابلے نوجوانوں اور بچوں کے مابین منعقد کرنے چاہیے اور اُنہیں انعامات دینے چاہیے تاکہ ان کا رجحان مسجد کی طرف ہو۔

ش۔ کوچنگ کلاسز: سکول و کالج کے نادار طلبا کے لیے فری کوچنگ کلاسز کا انتظام کرنا چاہیے ساتھ ہی کوئی اصلاحی پروگرام ترتیب دینا چاہیے۔ تاکہ تعلیم کے ساتھ ان کی فکری اور اخلاقی اصلاح ہو سکے اور دعوتی اصلاحی گروپ تشکیل دے کر دوسروں کو مسجد آنے کی دعوت دینے کی ضرورت ہے اور مختلف موضوعات پر لٹریچر بھی مسجد انتظامیہ کو مہیا کرنا چاہیے۔

مجلس التحقیق الاسلامی کے زیر اہتمام ملت اسلامیہ کا علمی اور اصلاحی مجلہ

magazine.mohaddis.com

۴۔ مسجد اصلاحی، رفاہی اور اجتماعی فلاح و بہبود کا مرکز

مسجد نہ صرف عبادت کی جگہ ہے بلکہ اصلاحی، رفاہی اور فلاح و بہبود کا مرکز بھی ہے۔ اس لیے اس کی اس حیثیت کو مزید مضبوط اور بہتر کیا جائے اور اس کے رول کو پھر سے بحال کیا جائے۔ روزمرہ کے معاملات کے لیے درج ذیل انتظامات کیے جائیں:

ا۔ ایمبولینس سروس
ب۔ فری ڈسپنسری
ج۔ لوکل عدالت اور پنچائت کمیٹی
د۔ مہمان خانہ کا قیام

۵۔ دارالمطالعہ

مسجد میں مناسب لائبریری ہونی چاہیے اور کتب بینی کے لیے بھی پر سکون ماحول مہیا کیا جانا چاہیے۔ مطالعہ کے لیے جدید رسائل و اخبارات اور نئی چھپنے والی کتابیں بھی مہیا ہونی چاہیے، اس لائبریری میں کمپیوٹر اور انٹرنیٹ کی سہولت بھی ہو تاکہ اسلام پر ہونے والی ریسرچ کا مطالعہ و مشاہدہ ہو سکے۔

۶۔ امریکہ، برطانیہ اور یورپ کی مساجد

امریکہ و برطانیہ اور یورپ میں مساجد جدید سنٹر کی شکل میں بنائی گئی ہیں اور وہاں معاشرتی زندگی کی تمام ضروریات اور تقاضے پورے کرنے کا اہتمام ہوتا ہے۔ روحانی، مادی، مالی اور دیگر پروگرام بھی مساجد کے ساتھ ملحق ہوتے ہیں، اس لیے وہ مسلمان ممالک کی بنسبت زیادہ فعال اور جاندار کردار ادا کر رہی ہیں۔ وہاں غیر مسلموں اور مسلمانوں کے شبہات اور سوالات کا شافی جواب دینے کے لئے انتظام ہوتا ہے، وہاں مساجد میں ابتدائی تعلیم کی سہولت بھی ہے بچوں اور بڑوں کیلئے تفریح کے مواقع بھی ہیں، وہاں اضافی طور پر درج ذیل مراعات کا انتظام ہوتا ہے:

ا۔ شام کا اصلاحی سکول: شام کا سکول اہم ادارہ ہے جو نئی نسل کے تقاضے پورے کرتا ہے۔ یورپ کے معاشرے اور نظامِ زندگی اپنانے والے اپنی شناخت کھو بیٹھتے ہیں۔ یہ ادارے مسلمان بچوں اور بڑوں کو ان کی شناخت، ثقافت، مذہب، روایات زندہ رکھنے کی تعلیم دیتے ہیں۔ قرآن کی تعلیم کے ساتھ عربی اور اُردو کی تعلیم بھی دی جاتی ہے۔

ب۔ بوڑھوں کے لئے مرکز: یورپ میں خاندانی نظام نہیں ہے۔ بڑھاپے میں لوگ بے سہارا اور بے آسرا ہوتے ہیں۔ ان عمر رسیدہ لوگوں کے لیے مساجد ایک عظیم پناہ گاہ کا درجہ رکھتی ہیں یہ ادارے ان کی دیکھ بھال کا فرض بھی ادا کر رہے ہیں۔

(بقیہ صفحہ نمبر ۴۳ پر)

مجلس التحقیق الاسلامی کے زیر اہتمام ملت اسلامیہ کا علمی اور اصلاحی مجلہ

حافظ ذوالفقار علی

مروّجہ اسلامی بینکوں میں رائج مضاربہ کی شرعی حیثیت

﴿وَ اِنَّ كَثِيْرًا مِّنَ الْخُلَطَآءِ لَيَبْغِيْ بَعْضُهُمْ عَلٰى بَعْضٍ اِلَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَ قَلِيْلٌ مَّا هُمْ﴾[1]

''اور اکثر شراکت دار ایک دوسرے پر زیادتی کرتے ہیں، سوائے ان لوگوں کے جو ایمان دار ہوں اور نیک عمل کرتے ہوں اور ایسے لوگ کم ہی ہیں۔''

یہ امر واضح ہے کہ روپے پیسے میں اضافہ کرنے اور اسے بڑھانے کے لئے اسے کسی کاروبار میں لگانا ضروری ہے۔ اگر کسی شخص کے پاس دس لاکھ روپیہ موجود ہو اور وہ اسے کسی کاروبار میں نہ لگائے تو وہ دس سال کے بعد بھی دس لاکھ ہی رہے گا، اس کو دس لاکھ پچاس ہزار کرنے کے لئے یہ ضروری ہے کہ اس سے کوئی کاروبار کیا جائے اور کسی مصرف میں لایا جائے۔

اور یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ دنیا میں بے شمار ایسے لوگ موجود ہیں اور ہر دور میں رہے ہیں جن کے پاس سرمایہ تو موجود ہوتا ہے مگر وہ کاروبار کی صلاحیت نہیں رکھتے یا وہ کاروبار کرنا ہی نہیں چاہتے اور دوسری طرف ایسے لوگ بھی موجود ہیں جو کاروباری مہارت تو رکھتے لیکن اُن کے پاس سرمایہ نہیں ہوتا، لہٰذا ایک ایسے نظام کی ضرورت تھی جس سے یہ مقصد حاصل ہو سکے؛ یعنی جن لوگوں کے پاس سرمایہ نہیں، وہ ان لوگوں سے سرمایہ لے کر اس سے کاروبار کر سکیں یا ایسے لوگوں کی مدد سے اپنے پہلے سے جاری کاروبار کو ترقی دے سکیں جن کے پاس اپنی ضرورت سے زائد سرمایہ موجود ہو اور اس کا فائدہ سرمایہ کار کو بھی پہنچے۔

ظہورِ اسلام سے قبل عرب معاشرے میں اس کی دو صورتیں رائج تھیں:

① سرمایہ دار ضرورت مند کو سرمایہ دے کر اس کا ایک طے شدہ کرایہ وصول کرتا۔ اسلام کی

---

1 سورۃ ص: ۲۴

مجلس التحقیق الاسلامی کے زیر اہتمام ملت اسلامیہ کا علمی اور اصلاحی مجلہ

magazine.mohaddis.com

نگاہ میں یہ طریقہ سراسر باطل اور حرام ہے، کیونکہ روپیہ پیسہ ایسی چیز نہیں جس کا کرایہ لیا جاسکے، لہٰذا قرآن نے اسے سود قرار دے کر اس پر پابندی عائد کر دی۔

② سرمایہ دار اس شرط پر سرمایہ دیتا کہ کاروبار سے جو منافع حاصل ہوگا، وہ اس کے اور کاروباری فریق کے درمیان ایک طے شدہ تناسب (Ratio) سے تقسیم ہوگا۔ اس طریق کار کو مضاربہ کہا جاتا ہے جس کا لغوی معنی ہے: ''سفر کرنا'' اور اس کا نام مضاربہ اس لئے رکھا گیا ہے کہ کاروباری فریق اپنی سفری کوشش اور محنت کے بدلے نفع کا حق دار بنتا ہے۔ مضاربہ میں چونکہ سرمایہ کار اپنے مال کا کچھ حصہ الگ کر کے دوسرے فریق کے حوالے کر دیتا ہے، اس لئے بعض اہل علم اسے قراض یا مقارضہ بھی کہتے ہیں جس کا معنی ہے 'کاٹنا'۔ اسلامی شریعت نے بھی اس طریقہ کار کو برقرار رکھا ہے اور بعض شرائط اور پابندیوں کے ساتھ اس کی اجازت دی ہے۔ حضور نبی اکرم ﷺ نے خود بھی بعثت سے قبل حضرت خدیجۃ الکبریٰ ؓ کے مال سے مضاربت کی بنیاد پر تجارت کی تھی اور بہت سے صحابہ کرام ؓ نے مضاربہ کی بنیاد پر کاروبار کئے۔

مضاربہ کے بارے میں احادیثِ نبویہؐ

کتبِ حدیث میں ہمیں مضاربہ کے متعلق درج ذیل روایات ملتی ہیں:

① سنن ابن ماجہ میں سیدنا صہیب ؓ سے مروی ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا:

«ثَلاَثٌ فِيهِنَّ الْبَرَكَةُ: الْبَيْعُ إِلَى أَجَلٍ وَالْمُقَارَضَةُ وَاخْلاطُ الْبُرِّ بِالشَّعِيرِ لِلْبَيْتِ لاَ لِلْبَيْعِ»[1]

''تین چیزوں میں برکت ہیں: معینہ مدت کے لئے اُدھار فروخت کرنا۔ مضاربہ کی بنیاد پر کسی کو مال دینا۔ گھریلو ضرورت کے لئے گندم میں جو کی ملاوٹ کرنا... نہ کہ بیچنے کے لئے (ایسا کرنا جائز نہیں)۔''

② سنن بیہقی میں حضرت عباس ؓ جو آپ ﷺ کے چچا ہے کے بارے میں منقول ہے:

«إِذَا دَفَعَ مَالاً مُضَارَبَةً اشْتَرَطَ عَلَى صَاحِبِهِ أَنْ لاَ يَسْلُكَ بِهِ بَحْرًا

1 سنن ابن ماجہ: ۲۲۸۹

مجلس التحقيق الاسلامی کے زیر اہتمام ملت اسلامیہ کا علمی اور اصلاحی مجلہ

magazine.mohaddis.com

وَلاَ يَنْزِلَ بِهِ وَادِيًا وَلاَ يَشْتَرِيَ بِهِ ذَاتَ كَبِدٍ رَطْبَةٍ فَإِنْ فَعَلَ فَهُوَ ضَامِنٌ فَرُفِعَ شَرْطُهُ إِلَىٰ رَسُولِ اللهِ ﷺ فَأَجَازَهُ»[1]

''جب وہ کسی کو وہ مضاربت پر مال دیتے تو یہ شرط لگاتے کہ وہ یہ مال سمندر میں نہیں لے جا سکتا اور کسی وادی میں بھی نہیں لے جائے گا اور نہ اس سے جانور خریدے گا۔ اگر اُس نے ایسا کیا تو نقصان کا ضامن وہ خود ہو گا۔ ان کی یہ شرط رسول اللہ ﷺ کے سامنے پیش کی گئی تو آپ نے اس کی اجازت دے دی۔''

تاہم یاد رہے کہ سند کے لحاظ سے مذکورہ بالا دونوں روایات ضعیف ہیں۔

③ سیدنا حکیم بن حزام رضی اللہ عنہ بھی انہی شرائط کے ساتھ مضاربت پر مال دیا کرتے تھے۔[2]

④ سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ نے بھی مضاربہ کی بنیاد پر مال دیا تھا۔[3]

⑤ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے صاحبزادے عبداللہ اور عبید اللہ ایک لشکر کے ساتھ عراق گئے۔ جب وہ واپس آرہے تھے تو اُن کی ملاقات بصرہ کے گورنر ابو موسیٰ اشعری سے ہوئی ، اُنہوں نے کہا کہ میری یہ خواہش ہے کہ تمہیں کوئی فائدہ پہنچا سکوں۔ میرے پاس بیت المال کا کچھ مال ہے جو میں مدینہ منورہ میں امیر المؤمنین رضی اللہ عنہ کی خدمت میں بھیجنا چاہتا ہوں ، میں وہ مال تمہیں بطورِ قرض دے دیتا ہوں تم یہاں سے کچھ سامان خرید لو اور مدینہ منورہ میں وہ سامان بیچ کر اصل سرمایہ بیت المال میں جمع کرا دینا اور نفع خود رکھ لینا۔ چنانچہ اُنہوں نے ایسا ہی کیا لیکن حضرت عمر رضی اللہ عنہ اس پر راضی نہ ہوئے اور اُنہوں نے اسے مضاربہ قرار دے کر اصل سرمائے کے علاوہ اُن سے آدھا نفع بھی وصول کیا۔[4]

⑥ سنن بیہقی اور مصنّف ابن ابی شیبہ میں ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

''مضاربہ میں ہر سرمایہ کار اپنے سرمائے کے تناسب سے نقصان برداشت کرے گا اور

---

۱ سنن الکبریٰ: ۶/۱۱۱

۲ سنن دار قطنی: ۳۰۷۷

۳ موطأ امام مالک، کتاب القراض، باب ما جاء فی القراض: ۶۸۸

۴ موطأ امام مالک، کتاب القراض، باب ما جاء فی القراض: ۶۸۷

مجلس التحقیق الاسلامی کے زیر اہتمام ملت اسلامیہ کا علمی اور اصلاحی مجلہ

magazine.mohaddis.com

منافع طے شدہ تناسب کے مطابق تقسیم ہو گا۔"[1]

مضاربہ کے اُصول وضوابط

- مضاربہ میں دو فریق ہوتے ہیں :

① ایک کاروبار کے لئے سرمایہ فراہم کرنے والا جسے ربّ المال کہا جاتا ہے۔

② دوسرا کاروبار کرنے والا فریق جسے 'مضارب' کہتے ہیں۔

ربّ المال یعنی سرمایہ فراہم کرنے والا براہِ راست کاروبار یا انتظام کاروبار میں حصہ تو نہیں لے سکتا، البتہ اسے کاروباری پالیسیوں کے متعلق اعتماد میں لینا، حسابات کی تفاصیل معلوم کرنا اور کاروبار کی مناسب نگرانی کرنا اس کا بنیادی حق ہے تاکہ مضارب بددیانتی اور غفلت کا مرتکب نہ ہو جس سے کسی عالم، فقیہ اور مجتہد کو اختلاف نہیں، کیونکہ یہ دونوں کاروبار میں ایک دوسرے کے شریک ہیں کہ ایک کی محنت اور دوسرے کا سرمایہ شامل ہے لہٰذا انصاف کا تقاضا یہ ہے کہ سرمایہ کار کو کاروبار کی نگرانی اور اس بات کو یقینی بنانے کا اختیار دیا جائے کہ مضارب اپنا فرض پوری دیانت داری سے ادا کر رہا ہے یا نہیں اور اگر عقلی لحاظ سے بھی دیکھا جائے تو یہ بات درست معلوم نہیں ہوتی ہے کہ ایک شخص نے خطیر رقم دی ہو اور اسے کاروبار سے بالکل ہی الگ تھلگ رکھا جائے۔یہی وجہ ہے کہ جب امام مالک رحمہ اللہ سے یہ پوچھا گیا :

"ایک شخص نے دوسرے کو مضاربت پر مال دیا، اُس نے محنت کی جس کے نتیجے میں اسے منافع حاصل ہوا۔ اب مضارب یہ چاہتا ہے کہ وہ سرمایہ کار کی غیر موجودگی میں منافع سے اپنا حصہ وصول کر لے تو کیا یہ درست ہے؟ اس پر امام مالک رحمہ اللہ نے فرمایا :

"لاَ يَنْبَغِي لَهُ أَنْ يَأْخُذَ مِنْهُ شَيْئًا إِلاَّ بِحَضْرَةِ صَاحِبِ الْمَالِ"[2]

"جب تک ربّ المال موقع پر موجود نہ ہو مضارب کو یہ حق نہیں پہنچتا کہ وہ منافع سے اپنا حصہ وصول کرے۔"

مروّجہ اسلامی بینکوں میں کرنٹ اکاؤنٹس کے علاوہ بقیہ تمام اکاؤنٹس عام طور پر مضاربہ کی

---

١ مصنف ابن ابی شیبہ: ٢٠٣٣٦

٢ موطا باب المحاسبۃ فی القراض: ص ٦٩٩

مجلس التحقیق الاسلامی کے زیر اہتمام ملت اسلامیہ کا علمی اور اصلاحی مجلہ

بنیاد پر ہی کھولے جاتے ہیں یعنی بینک میں رقم رکھنے والے ربّ المال اور بینک مضارب ہوتا ہے لیکن کسی بھی اسلامی بینک میں اس اُصول پر عمل نہیں کیا جاتا بلکہ ہر اسلامی بینک کے 'اکاؤنٹ اوپننگ فارم' میں یہ عبارت درج ہوتی ہے:

> "بینک کی جانب سے متعین کردہ کوئی بھی رقم بطورِ نفع یا نقصان حتمی ہوگی اور تمام صارفین اس کے پابند ہوں گے۔ کسی صارف کو یہ حق حاصل نہیں ہوگا کہ ایسے نفع یا نقصان کے تعین کی بنیاد کے بارے میں سوال کرے۔"

بینک کی طرف سے اکاؤنٹ ہولڈر پر یہ پابندی عائد کرنا عدل وانصاف کے منافی اور ربّ المال کی حق تلفی ہے۔ اس ناروا شرط کا ہی نتیجہ ہے کہ اسلامی بینکوں کے منافع میں مسلسل اضافہ ہو رہا ہے مگر سرمایہ جمع کرانے والے (ڈپازٹرز) کے منافع کی شرح وہی ہے حتیٰ کہ بعض اسلامی بینکوں کے منافع میں ایک سال کے دوران ایک سو چھ فیصد تک اضافہ ہوا ہے، لیکن ڈپازٹرز کے منافع میں اس حساب سے اضافہ نہیں کیا گیا، صرف ایک آدھ فیصد اوپر نیچے کیا جاتا ہے جو کہ سراسر زیادتی ہے۔ اس سے واضح ہو جاتا ہے کہ مروّجہ اسلامی بنک بد دیانتی کے مرتکب ہیں اور ان میں رائج مضاربہ حقیقی معنوں میں 'اسلامی مضاربہ' نہیں ہے۔

دوسرا اُصول

مضاربہ کے صحیح ہونے کا دوسرا اُصول یہ ہے کہ فریقین بالکل شروع میں ہی منافع کے تقسیم کی شرح طے کر لیں یعنی یہ فیصلہ کر لیں کہ منافع سرمایہ کار اور مضارب میں مساوی تقسیم ہوگا یا سرمایہ کار منافع کے ساٹھ فیصد کا اور مضارب چالیس فیصد کا حق دار ہوگا، کیونکہ مضاربہ میں منافع ہی معقود علیہ ہوتا ہے اور اگر یہ مجہول ہو تو مضاربہ فاسد ہوگا۔ جیسا کہ اسلامی بینکنگ کیلئے اسلامی ماہرین کے طے کردہ ضوابط پر مشتمل کتاب المعاییر الشرعیۃ میں ہے:

"يشترط في الربح أن تكون كيفية توزيعه معلومة علمًا نافيًا للجهالة ومانعًا للمنازعة"[1]

---

1 المعاییر الشرعیۃ للمؤسسات المالیۃ الأسلامیۃ:ص۱۸۵

magazine.mohaddis.com

"منافع میں یہ شرط ہے کہ اس کی تقسیم کی کیفیت اس طرح معلوم ہو کہ اس میں کوئی بے خبری اور نزاع کا امکان باقی نہ ہو۔"

جب کہ مروّجہ اسلامی بینکوں میں اکاؤنٹ کھولتے وقت منافع کے تقسیم کی شرح بالکل واضح نہیں کی جاتی بلکہ بینک اس کا اعلان مضاربہ شروع ہونے کے بعد کرتا ہے۔ چنانچہ اسلامی بینکوں کے اکاؤنٹ اوپننگ فارم میں یہ عبارت درج ہوتی ہے:

"بینک ڈپازٹر کے ساتھ کاروبار سے حاصل ہونے والے اجمالی نفع (Gross Income) میں اس شرح سے شریک ہو گا جس کا اعلان بینک نے ہر مہینے یا عرصے کے آغاز میں کیا ہو گا۔ بینک کا حصہ وقتاً فوقتاً تبدیل ہو سکتا ہے اور اس کا بھی متعلقہ مہینے یا عرصے کے پہلے ہفتے کے اندر اندر اَوزان کے ساتھ اعلان کیا جائے گا۔"

اس سے یہ ثابت ہوا کہ مروّجہ اسلامی بینکوں میں مضاربہ شروع کرتے وقت منافع کے تقسیم کی شرح معلوم نہیں ہوتی بلکہ بعد میں بتائی جاتی ہے اور بینک جب چاہے اس کو تبدیل بھی کر سکتا ہے جس سے مضاربہ باطل ہو جاتا ہے۔

تیسرا اُصول

شرعی نقطۂ نظر سے مضاربہ کے معاہدہ میں سرمایہ کار کا حق فائق ہوتا ہے یعنی وہ مضارب پر کسی مخصوص شخص یا کمپنی کے ساتھ لین دین کرنے یا کسی خاص جگہ پر کاروبار کرنے کی پابندی عائد کر سکتا ہے اور ان اشیا کا تعین بھی کر سکتا ہے جن کے علاوہ تجارت نہیں کی جا سکتی اور اگر مضارب اس کی ہدایات پر عمل نہ کرے تو وہ سرمایہ کار کے سرمائے کا ذمہ دار ہو گا جیسا کہ حضرت حکیم بن حزام رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جب وہ کسی کو مضاربہ پر مال دیتے تو یہ شرط عائد کرتے:

"أن لاتجعل مالي في كبد رطبة ولا تحمله في بحر ولا تنزله به في بطن مسيل، فإن فعلت شيئًا من ذلك فقد ضمنت مالي"[1]

"میرے مال سے جانور نہیں خریدو گے اور نہ اس سے سمندر اور کسی وادی میں تجارت

---

1 بلوغ المرام، باب القراض: ۸۹۴

مجلس التحقیق الاسلامی کے زیر اہتمام ملت اسلامیہ کا علمی اور اصلاحی مجلہ

magazine.mohaddis.com

کروگے اور اگر تم نے ایسا کیا تو میرے مال کے نقصان کی ذمہ داری تم پر ہو گی۔''

مروّجہ اسلامی بینکوں کے کھاتے داران اس حوالے سے بھی بے بس دکھائی دیتے ہیں کیونکہ ان کا کام صرف رقوم جمع کرانا ہے۔ ان رقوم سے کونسا کاروبار کرنا ہے یا بینک اس کو کہاں استعمال کرے گا؟ یہ بنک انتظامیہ کی اپنی صوابدید پر منحصر ہے، کھاتے دارن اس کے بارے میں کوئی رائے نہیں دے سکتے۔ چنانچہ ہر 'بزعم خود' اسلامی بینک کے اکاؤنٹ اوپننگ فارم میں یہ صراحت ہوتی ہے:

''بینک بحیثیتِ مضارب اپنی صوابدید پر صارفین سے وصول شدہ رقم کی سرمایہ کاری وعدم سرمایہ کاری کسی بھی کاروبار (کاروبار، ٹرانزیکشن، پروڈکٹ) میں کر سکتا ہے جو بینک کے 'شریعہ ایڈوائزر' سے منظور شدہ ہو۔''

یہ درست ہے کہ سرمایہ کار مضارب کو یہ اختیار دے سکتا ہے کہ وہ جس کاروبار اور تجارت میں پیسہ لگانا چاہے لگا سکتا ہے یا جس علاقے میں مناسب سمجھے کاروبار کر سکتا ہے لیکن مضارب کی طرف سے سرمایہ کار کا یہ حق اُصولی طور پر سلب کیا جانا غیر منصفانہ اقدام ہے جس کی تائید نہیں کی جا سکتی۔

چوتھا اُصول

مضاربہ میں سرمایہ کار یہ گارنٹی تو طلب نہیں کر سکتا کہ اسے اتنے فیصد منافع ہر حال میں ادا کیا جائے گا خواہ مضارب کو فائدہ ہو یا نقصان، کیونکہ ایسا منافع سود کے زمرے میں داخل ہونے کی وجہ سے ناجائز ہو گا، لیکن وہ مضارب سے یہ گارنٹی لے سکتا ہے کہ وہ اپنا فرض پوری دیانتداری اور تندہی سے ادا کرے گا اور ان شرائط کے مطابق ہی کاروبار کرے گا جو فریقین کے مابین طے ہوئی ہیں اور اگر معاہدے میں طے شدہ شرائط کی خلاف ورزی یا اس کی غفلت اور بے احتیاطی کی وجہ سے کوئی نقصان ہوا تو وہ اس کا ازالہ کرے گا جیسا کہ المعاییر الشرعیة میں ہے:

"يجوز لربّ المال أخذ الضمانات الكافية والمناسبة من المضارب

مجلس التحقیق الاسلامی کے زیر اہتمام ملت اسلامیہ کا علمی اور اصلاحی مجلہ

magazine.mohaddis.com

بشرط أن لا ينفذ ربّ المال هذه الضمانات إلا إذا ثبت التعدى أو التقصير أو مخالفة شروط عقد المضاربة"[1]

"ربّ المال مضارب سے کافی اور مناسب ضمانتیں لے سکتا ہے مگر شرط یہ ہے کہ ربّ المال اِن ضمانتوں کو اسی صورت نافذ کرے گا جب مضارب کی زیادتی یا کوتاہی یا عقدِ مضاربہ کی شرائط کی خلاف ورزی ثابت ہو جائے۔"

خود اسلامی بینک بھی سیکورٹی ڈپازٹ کے بغیر اپنے کلائنٹ کے ساتھ 'اجارہ' وغیرہ کا معاملہ نہیں کرتے، لیکن ایک بھی اسلامی بینک ایسا نہیں جو اپنے ڈپازٹر کو یہ گارنٹی اور ان کا یہ اسلامی وشرعی حق دیتا ہو۔

پانچواں اُصول

کتبِ فقہ میں مضاربہ کی بحث میں ایک اُصول یہ بھی بیان ہوا ہے کہ مضاربہ کی بنیاد پر لئے گئے سرمائے سے صرف تجارت (Trading) ہی کی جاسکتی ہے، تجارت کے علاوہ اسے کسی اور مقصد کے لئے استعمال نہیں کیا جاسکتا۔ چنانچہ امام نووی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

"عقد القراض يقتضى تصرف العامل في المال بالبيع والشراء، فإذا قارضه علىٰ أن يشترى به نخلا يمسك رقابها ويطلب ثمارها لم يجز لأنه قيد تصرفه الكامل بالبيع والشراء، ولأن القراض مختص بما يكون النماء فيه نتيجة البيع والشراء وهو في النخل نتيجة عن غير بيع وشراء فبطل أن يكون قراضًا ولا يكون مساقاة، لأنه عاقده علىٰ جهالة بها قبل وجود ملكها، وهٰكذا لو قارضه علىٰ شراء دوابّ أو مواشي يحبس رقابها ويطلب نتاجها لم يجز لما ذكرنا"[2]

"عقدِ مضاربہ کا تقاضا یہ ہے کہ مضارب خرید وفروخت کے ذریعے ہی مال میں تصرف کرے لہٰذا جب وہ اس طرح مضاربہ کرے کہ وہ اس مال سے کھجوروں کے درخت

1 المعاییر الشرعیہ: ص ۱۸۵

2 المجموع شرح مہذب: ۱۴/ ۳۷۱

مجلس التحقیق الاسلامی کے زیر اہتمام ملت اسلامیہ کا علمی اور اصلاحی مجلہ

magazine.mohaddis.com

خریدے گا اور اُن سے پھل حاصل کر(کے نفع کمائے) گا تو یہ جائز نہیں ہوگا، کیونکہ مضاربہ میں خرید و فروخت کے ذریعے تصرف کی شرط ہے اور دوسری وجہ یہ ہے کہ مضاربہ ان معاملات کے ساتھ مختص ہے جہاں مال میں اضافہ خرید و فروخت کے نتیجے میں ہو جبکہ کھجوروں میں یہ اضافہ خرید و فروخت کے نتیجے میں نہیں، اس لیے اس کا مضاربہ باطل ٹھہرا اور یہ مساقات کا معاملہ بھی نہیں ہو سکتا، کیونکہ اس صورت میں یہ کھجوروں کی ملکیت وجود میں آنے سے پہلے مجہول درختوں پر عقد ہوگا۔ اسی طرح اگر اس طرح مضاربہ کرلے کہ وہ جانور یا مویشی خریدے گا جو بذاتِ خود تو اس کے پاس محفوظ ہوں گے مگر اُن کی پیداوار حاصل کرے گا تو یہ بھی جائز نہیں ہوگا۔ وجہ وہی ہے جو ہم نے اوپر ذکر کی ہے یعنی یہ نفع خرید و فروخت کے نتیجے میں حاصل نہیں ہوا۔"

دوسری جگہ لکھتے ہیں کہ

"لو قارضه علىٰ أن يشترى الحنطة فيطحنها ويخبزها والطعام ليطبخه ويبيعه والغزال لينسجه والثوب أو ليقصده والدبغ بينهما فهو فاسد... قارضه علىٰ دراهم على أن يشترى نخيلا أو دواب أو مستغلات ويمسك رقابها لثمارها ونتاجها وغلاتها وتكون الفوائد بينهما فهو فاسد لأنه ليس ربحًا بالتجارة بل من عين المال"[1]

اس عبارت کا مفہوم یہ ہے کہ مضاربہ کا مال تجارتی سرگرمیوں کے علاوہ دوسری پیداواری سکیموں میں استعمال نہیں ہو سکتا جیسا کہ اگر کوئی اس بات پر مضاربہ کرلے کہ وہ گندم خرید کر اسے پیسے گا اور روٹی پکا کر اسے بیچے گا اور نفع دونوں میں تقسیم ہوگا تو یہ مضاربہ فاسد ہوگا کیونکہ یہ نفع تجارت کے ذریعے حاصل نہیں ہوا بلکہ اس نے خود مال سے جنم لیا ہے۔

امام ابوالقاسم عبدالکریم رافعی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

1 روضۃ الطالبین: ۲/ ۱۸۸

مجلس التحقیق الاسلامی کے زیر اہتمام ملت اسلامیہ کا علمی اور اصلاحی مجلہ

magazine.mohaddis.com

"لو قارضه علىٰ أن يشتري الحنطة فيطبخها ويختبرها والطعام ليطبخه ويبيع والربح بينهما فهو فاسد أن الطبخ والخبز ونحوهما أعمال مضبوطة يمكن الاستئجار عليها وما يمكن الاستئجار عليه فلسيغني عن الفرائض إنما القراض لما لا يجوز الاستئجار عليه وهو التجارة التي لا ينضبط قدرها" [1]

یعنی مضاربہ کے مال سے صرف تجارت کی جا سکتی ہے دوسرے نفع بخش کاموں میں لگانے کی اجازت نہیں ہے، کیونکہ مضاربہ وہاں ہوتا ہے جہاں اجارہ نہ ہو سکے اور وہ تجارت ہے۔ جہاں اجارہ ہو سکے وہاں مضاربہ کی ضرورت نہیں ہوتی۔

فقہائے حنفیہ کے نزدیک بھی مضاربہ کا مال صرف تجارت اور اس سے متعلقہ سرگرمیوں میں ہی لگایا جا سکتا ہے، چنانچہ فقہ حنفی کی مشہور کتاب 'ہدایہ' میں ہے:

"فينتظم العقد صنوف التجارة وما هو من صنيع التجار" [2]

"مضاربہ کا عقد تجارتی سرگرمیوں کو ہی شامل ہے جبکہ یہ کام (ایک خاص مسئلہ کی طرف اشارہ) تاجروں کا کام نہیں ہے۔"

دوسری جگہ ایک مسئلہ کی وضاحت میں لکھتے ہیں:

"یہ امام محمد اور امام ابو حنیفہ کے نزدیک اس لیے جائز نہیں کہ یہ تجارت میں شامل نہیں ہے اور عقدِ مضاربہ کا مقصد صرف تجارت میں کسی کو وکیل بنانا ہے۔"

مزید لکھتے ہیں:

"جب یہ تجارت نہیں ہے تو مضاربہ میں بھی شامل نہیں ہے۔" [3]

علامہ زکریا انصاری رحمۃ اللہ علیہ رقم طراز ہیں:

"لَوْ قَارَضَهُ عَلَى أَنْ يَشْتَرِيَ بِالدَّرَاهِمِ نَخْلًا لِيَسْتَغِلَّهُ وَالرِّبْحُ بَيْنَهُمَا ؛ لِأَنَّ مَا حَصَلَ لَيْسَ بِتَصَرُّفِ الْعَامِلِ وَإِنَّمَا هُوَ مِنْ عَيْنِ

---

1 فتح القدیر شرح الوجیز: ۱۲/۱۱

2 الہدایۃ مع البنایۃ: ۱۰/۵۲

3 الہدایۃ مع البنایۃ: ۱۰/۸۷

مجلس التحقیق الاسلامی کے زیر اہتمام ملت اسلامیہ کا علمی اور اصلاحی مجلہ

magazine.mohaddis.com

المَالِ"۱

"اگر کوئی اس طرح مضاربہ کرے کہ وہ دراہم سے کھجوروں کے درخت خریدے گا تاکہ اُن کی آمدن حاصل کرے اور نفع دونوں کے درمیان تقسیم ہو تو یہ بھی جائز نہیں ہو گا، کیونکہ اس صورت میں جو نفع حاصل ہوا ہے، وہ مضارب کے تصرف کا نتیجہ نہیں ہے وہ تو خود مال کا کمال ہے۔"

جب کہ اسلامی بینک مضاربہ کی بنیاد پر لیا گیا سرمایہ 'اجارہ' وغیرہ میں بھی لگاتے ہیں جس سے اسلامی بنکوں میں رائج مضاربہ مشکوک قرار پاتا ہے۔ چونکہ اس نقطہ نظر کے حق میں دلائل نہیں ہیں، اس لیے اسلامی بینکاری کے حامی بھی یہ کہنے پر مجبور ہیں کہ بنیادی طور پر مضاربہ تجارت میں ہی ہوتا ہے۔ زرعی اور صنعتی منصوبوں میں اس کا استعمال اس کے مفہوم میں وسعت پیدا کر کے کیا جانے لگا ہے۔ چنانچہ المعاییر الشرعیۃ میں ہے:

"والمضاربة من الصيغ التي تستخدم غالبًا في التجارة ثم توسّعت استخداماتها حتى شملت مجالات الاستثمار التجارية والزراعية والصناعية والخدمية وغيرها"۲

"مضاربہ ان طریقوں میں سے ہے جو زیادہ تر تجارت میں استعمال کیا جاتا ہے پھر اس کے استعمال میں وسعت پیدا ہو گئی یہاں تک کہ تجارتی، زرعی اور صنعتی سرمایہ کاری وغیرہ کو بھی شامل ہو گیا۔"

مضاربہ کے مفہوم میں یہ وسعت کس نے پیدا کی، کب کی اور کس بنیاد پر کی؟ اسلامی بینکوں کے مفتیان کرام اس بارے میں بالکل خاموش ہیں۔

چھٹا اُصول

مضاربہ میں نفع کا صحیح اندازہ تب ہی ہو سکتا ہے جب مضاربہ کاروبار کے غیر نقد اثاثوں کو بیچ کر نقد میں تبدیل کر لیا جائے۔ اسی لئے ماہرین شریعت یہ کہتے ہیں کہ مضاربہ میں

۱ البهجة الوردية، باب القراض: ۱۱/ ۲۸۰

۲ ایضاً: ص ۲۳۲

مجلس التحقیق الاسلامی کے زیر اہتمام ملت اسلامیہ کا علمی اور اصلاحی مجلہ

magazine.mohaddis.com

'لیکویڈیشن' (مالیت میں تبدیلی) سے پہلے منافع کی تقسیم درست نہیں ہے۔ چنانچہ معروف حنفی فقیہ جناب علامہ علاؤ الدین کاسانی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں :

"ويشترط لجواز القسمة قبض المالك رأس المال، فلاتصح قسمة الربح قبل قبض رأس المال"[1]

"مضاربہ میں نفع کی تقسیم کی شرط یہ ہے کہ ربّ المال اپنے راس المال پر قبضہ کر لے۔ چنانچہ اصل سرمائے کو قبضہ میں لینے سے قبل نفع کی تقسیم درست نہیں ہو گی۔"

اس کی وجہ یہ ہے کہ اگر لیکویڈیشن کے بغیر منافع تقسیم کر دیا جائے اور بعد میں مال ضائع یا بازار میں مندی ہو جائے تو اس سے ربّ المال کو نقصان اٹھانا پڑے گا۔ کیونکہ اُصول یہ ہے کہ اگر کسی کاروبار کو ایک مدت کے دوران نقصان اور دوسری مدت کے دوران منافع ہو تو پہلے اس منافع سے نقصان کو پورا کیا جائے گا اور اگر نفع کی کوئی رقم باقی بچ رہی ہو تو وہ رب المال اور مضارب کے درمیان طے شدہ فارمولے کے مطابق تقسیم ہو گی۔ لیکویڈیشن سے قبل منافع کی تقسیم کی صورت میں چونکہ مضارب سابقہ مدت کے نفع سے اپنا حصہ وصول پا چکا ہوتا ہے جس کی واپسی کا مطالبہ فریقین کے مابین نزاع اور کشیدگی کا سبب بن سکتا ہے اس لئے لیکویڈیشن سے پہلے منافع کی تقسیم کا عمل درست نہیں ہو سکتا۔

اسلامی بینکوں میں چونکہ رقمیں جمع کرانے اور نکالنے کی کوئی تاریخ متعین نہیں ہے کہ تمام اکاؤنٹ ہولڈر اسی ایک تاریخ میں رقمیں جمع کرائیں اور نکالیں بلکہ یہ عمل مسلسل جاری رہتا ہے اس لئے منافع کی تقسیم سے قبل غیر نقد اثاثوں کو بیچ کر نقد میں تبدیل کرنے کی نوبت نہیں آتی، صرف ان اثاثوں کی بازاری قیمت کا اندازہ کیا جاتا ہے، عملاً کاروبار ختم نہیں ہوتا۔ یہ طریقہ علامہ کاسانی رحمۃ اللہ علیہ کی بیان کردہ شرط کا تقاضا پورا کرتا ہے یا نہیں؟ یہ ایک غور طلب پہلو ہے جس کا باریک بینی سے جائزہ لینے کی ضرورت ہے۔

---

1 الموسوعة الفقهية الكويتية: ۳۸/۳۸

مجلس التحقیق الاسلامی کے زیر اہتمام ملت اسلامیہ کا علمی اور اصلاحی مجلہ

عثمان صفدر

'اسلامی بینکاری؛ میزانِ شریعت میں!'

'المدینہ اسلامک ریسرچ سنٹر' کے زیر اہتمام منعقدہ سیمی نار کی سفارشات

دنیا کے گلوبل ویلیج بننے سے معیشت، تجارت اور معاہدات میں پیدا ہونے والی نت نئی صورتوں کی شرعی حیثیت کا جائزہ لینے، عوام الناس کو جدید معاشی مسائل سے متعلق شرعی آگاہی دینے، خصوصاً اسلامی بینکنگ میں رائج مرابحہ، مشارکہ اور مضاربہ وغیرہ کی شرعی حیثیت جاننے،ان مسائل کا شرعی متبادل پیش کرنے اور ملکی معیشت کو شرعی خطوط پر استوار کرنے کے لئے،'المدینہ اسلامک ریسرچ سینٹر، کراچی' کی جانب سے ایک سیمی نار بعنوان 'اسلامی بینکاری شرعی میزان میں' منعقد کیا گیا جس میں ملک کے مایہ ناز علما و ماہرین معیشت نے خطاب کیا اور متعلقہ موضوعات پر اپنے اپنے علمی مقالہ جات پیش کئے۔ سیمینار میں کثیر تعداد میں علما و مفتیانِ کرام، اسلامی بینکاری سے متعلقہ شخصیات، سرمایہ داران اور اعلیٰ تعلیمی اداروں کے اساتذہ و پروفیسرز اور طلبہ نے شرکت کی۔

سیمینار کے آخر میں مروّجہ اسلامی بینکاری کے نظام میں اصلاحات اور صحیح اسلامی بینکاری کے قیام کے لیے علماے کرام کی بیان کردہ تجاویز کی روشنی میں اہم سفارشات پیش کی گئیں جو درج ذیل موضوعات کے تحت بیان کی جارہی ہیں:

① تمہید

② مروّجہ اسلامی بینکنگ میں موجود شرعی قباحتیں

③ صحیح اسلامی بینکاری کے لئے بنیادی تجاویز

④ دیگر عمومی سفارشات

۱۔ تمہید

سودی نظام پر مبنی نظام بینکاری یقیناً کسی بھی معاشرے اور اس کی اقتصاد و تجارت کے لئے زہر ہلاہل جبکہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے ساتھ کھلا اعلانِ جنگ ہے، جو کسی بھی معاشرہ خصوصاً مسلم معاشرہ کے لئے ہرگز قابل قبول نہیں۔ ایک مسلمان چاہے عالم ہو یا تاجر یا کوئی اور حیثیت رکھتا ہو، اس کے لئے ضروری ہے کہ اپنی زندگی کے تمام پہلوؤں پر عموماً اور اپنی آمدن و تجارت پر خصوصاً اسلامی مالیاتی اُصول ومبادی کے عملی نفاذ و تطبیق کے لئے سرگرداں رہے۔ سودی بینکاری کے بالمقابل اسلامی بینکاری کا رواج و تنفیذ بھی یقیناً اسی سوچ کی عکاس اور لائق تحسین ہے۔ سودی بینکاری کی انتہائی پختہ و مضبوط عمارت اور نظام سے ہٹ کر خالصتاً اسلامی بنیادوں پر قائم بینکاری نظام کا قیام یقیناً انتہائی دشوار گزار ہے جس کے لئے جدوجہد کرنے والے تمام علما اور کاروباری حضرات لائق تعریف ہیں۔

یہاں ایک اہم بات یہ ہے کہ بینکاری نظام کا تعلق ایسے جدید معاشی مسائل سے ہے جس میں اجتہاد کا عنصر زیادہ ہے، اور اس کے ساتھ ساتھ بینکاری انتہائی دقیق اور حساس مسائل پر محیط ایک نظام ہے، اور چونکہ اسلامی بینکاری، سودی نظام بینکاری کو ہی اسلامی مالیاتی نظام کے سانچہ میں ڈھالنے کی کاوش ہے تو اسے شریعتِ اسلامیہ کے مطابق قرار دینے سے پہلے دو پہلوؤں سے اس کا جائزہ لینا نہایت ضروری ہے:

۱۔ فقہی اجتہادات: اسلام کے فقہی و شرعی ذخیرے میں جن اُصولی بیوع پر اسلامی بینکاری کے معاملات کو قیاس کیا گیا ہے، کیا ان اُصولی بیوع اور اسلامی بینکاری کے لئے مجوزہ نظام میں مطابقت بھی ہے یا نہیں؟ اور کیا ان اُصولی بیوع کی شرعی قیود و شرائط کا اسلامی بینکاری میں خیال رکھا گیا ہے یا نہیں؟ مثال کے طور پر اسلامی بینک کے بچت کھاتہ (Saving Account) کو شرعی مضاربہ پر قیاس کیا جاتا ہے تو فقہی حوالہ سے اس بات کی نشاندہی ضروری ہے کہ کیا بچت کھاتہ کا نظام اور اس کی تمام قیود و شرائط شرعی مضاربہ کے مطابق ہیں یا نہیں؟

مجلس التحقیق الاسلامی کے زیر اہتمام ملت اسلامیہ کا علمی اور اصلاحی مجلہ

۲۔ عملی تطبیق: یعنی علمانے بحث و تمحیص و اجتہادات کے ذریعے اسلامی بینکاری کے لئے جو اصولی و نظریاتی نظام تجویز کیا ہے تو عملی تطبیق کے حوالے سے اس کا جائزہ لینا نہایت ضروری ہے کہ اسلامی بینکوں میں عملی طور پر جو معاہدات وقوع پذیر ہوتے ہیں، وہ اسلامی بینکاری کے لئے مجوزہ نظام سے حقیقی مطابقت بھی رکھتے ہیں یا نہیں؟ ان تمام معاہدات کی ہر شق اور ہر شرط کی نہایت باریک بینی سے جانچ پڑتال انتہائی ضروری ہے؛ کیونکہ بسا اوقات ایک شرط پورے معاہدے کو حرام صورت میں بدل دیتی ہے، اور بسا اوقات معاہدے میں عملی لحاظ سے معمولی سی تبدیلی پورے معاملہ کو سودی معاملہ کی شکل دے دیتی ہے۔ اکثر اوقات ایسا بھی ہوتا ہے کہ کسی مالی معاہدہ کا اصولی اور نظری ڈھانچہ اور خاکہ بالکل درست شرعی نظام پر مبنی ہوتا ہے لیکن عملاً بنکوں میں اس شرعی طریقہ کار کو صحیح طریقہ اور حقیقی روح کے مطابق زیر عمل لایا نہیں جارہا ہوتا۔

الغرض اسلامی بینکوں میں موجود شرعی خامیوں کی نشاندہی سے یہ مراد نہیں کہ اسلام میں بینکوں کی سرے سے گنجائش نہیں، یا یہ کہ ہم سودی بینکوں کو رواج دینے اور تقویت دینے کے قائل اور داعی ہیں۔ مقصد صرف اصلاح ہے کہ اچھے نعرے کے ساتھ جو قدم اُٹھایا گیا، اس کا خیر و حق پر ہونا یقینی بنایا جائے اور اس میں جو خامیاں ہیں اُنہیں دور کرنے کی کوشش کی جائے، خصوصاً ایسی خامیاں جو اسلامی بینکوں اور سودی بینکوں کے درمیانی فرق کو صرف نام کی حد تک ہی برقرار رکھیں اور اسلامی نظام معیشت کی سنہری خصوصیات و فوائد معاشرے تک منتقل نہ ہو سکیں، ان کی اصلاح کی طرف فوری اور مؤثر توجہ دینے کی ضرورت ہے۔

۲۔ مروّجہ اسلامی بینکنگ میں موجود شرعی قباحتیں

① شرعی قباحتوں کے بیان میں واضح رہنا چاہئے کہ ان سفارشات میں علمائے کرام اور بینکار حضرات ہی کو مخاطب کیا گیا ہے جو کہ ان معاہدات کی تفاصیل سے باخبر ہیں، اسی لئے ان سفارشات کو احاطہ تحریر میں لاتے ہوئے اختصار سے کام لیا گیا ہے۔ تفصیل کے طالب افراد 'المدینہ اسلامک سنٹر' اور اس موضوع پر لکھی جانے والی کتب کی طرف رجوع

کریں۔

⑫ مزید برآں یہ بھی یاد رہے کہ ان سفارشات میں مروجہ اسلامی بینکوں کے صرف ان معاملات کا احاطہ اور تجزیہ کیا گیا ہے جو اساسی یا اکثریتی ہیں، یعنی بینک زیادہ تر وہی معاملات کرتے ہیں۔ اقلیتی یا ثانوی نوعیت کے معاملات کو طوالت کے خدشہ کے پیش نظر ترک کیا گیا ہے۔

۱) مضاربہ

مروّجہ اسلامی بینکوں میں رائج مضاربہ، شرعی مضاربہ کے اُصولوں پر پورا نہیں اترتا جس کی بنیادی وجوہات یہ ہیں:

③ ڈیپازیٹر جو کہ ربّ المال ہے، اسے اس کے سرمایہ سے جو کاروبار کیا جارہا ہے، اعتماد میں نہ لیا جانا۔

④ بینک کے منافع میں یک طرفہ بڑھوتی اور حقوق سے یک طرفہ استفادہ۔ یعنی مجموعی منافع میں اضافہ ہونے کے باوجود ربّ المال کے منافع میں اسی تناسب سے اضافہ نہ ہونا۔ مضارب ہونے کی حیثیت سے بنک کا اپنے حقوق سے بھرپور استفادہ کرنا اور ڈپازیٹر کے ربّ المال ہونے کی حیثیت سے اس کے حقوق سے یکسر انکار کرنا۔

⑤ مضاربہ کے مال کو تجارت کے بجائے صرف تمویل (Financing) میں استعمال کیا جانا۔ جبکہ شرعاً مضاربہ کے مال کو صرف تجارت میں استعمال کیا جاسکتا ہے، اس کے علاوہ کسی اور مقصد میں اس کا استعمال جائز نہیں۔

⑥ ڈیپازیٹر کے سرمائے کو کم اہمیت (Weightage) دینا۔ بینک اپنے سرمایہ کو زیادہ وزن دیتا ہے جبکہ اس کا سرمایہ ڈیپازٹر کے مجموعی سرمایہ سے بہت کم ہوتا ہے، اور ڈیپازٹر کے سرمایہ کو کم وزن دیتا ہے۔

⑦ یاد رہے کہ منافع میں ویٹ (Weightage) دینے کے لئے ڈیپازٹر کے سرمایہ کی کمی بیشی اور مدت کو معیار مقرر کرنا بھی اسے سودی معاملہ کے مشابہ کر دیتا ہے۔

⑧ مضاربہ کی ابتدا میں منافع کی تقسیم کے لئے فیصدی تناسب طے نہ کرنا۔ بلکہ مضاربہ شروع ہونے کے ایک مہینہ یا کچھ عرصہ بعد بینک منافع کے فیصدی تناسب کا اعلان کرتا ہے۔ جبکہ شرعی مضاربہ کے لئے ضروری ہے کہ مضاربہ کی ابتدا سے ہی منافع کا فیصدی تناسب طے کر لیا جائے۔

⑨ رب المال کے اختیارات کو سلب کرنا: بینک کے فارم پر یہ لکھا ہوتا ہے کہ بینک جو بھی منافع طے کرے گا، صارف کے لئے اس کو قبول کرنا ضروری ہے، اور وہ اس میں کوئی اعتراض نہیں کر سکتا۔

جب کہ شریعت نے رب المال (ڈیپازٹر) کو یہ اختیار دیا ہے کہ وہ مضارب (بینک) سے یہ پوچھ سکتا ہے کہ اس کا مال کہاں صرف ہو رہا ہے، اسی طرح منافع کی تقسیم کے فیصلہ میں بھی رب المال کا شامل ہونا ضروری ہے۔[1]

۲) مُشارکہ

اسلامی بینکوں میں مشارکہ کی بنیاد پر کوئی اکاونٹ نہیں کھولا جاتا، بلکہ محض سرٹیفکیٹ دیا جاتا ہے۔ یہ غیر شرعی مشارکہ ہے کیونکہ:

⑩ Depositor جو کہ مشارکہ میں فریق ہے، اسے سرے سے بینک کی شراکت کی مالیت کا علم ہی نہیں ہوتا۔ جبکہ اسلامی مشارکہ میں لازم ہوتا ہے کہ فریقین کو ایک دوسرے کے سرمائے کا علم ہونا چاہیے۔

⑪ مروّجہ اسلامی بینکوں میں مشارکہ کی صورت میں ظلم کو رواج دیا جاتا ہے جس کی صورت یہ ہے کہ مضاربہ کی طرح مشارکہ میں بھی ڈیپازیٹر کے انفرادی سرمائے کو کم ویٹ دیا جاتا ہے اور بینک اپنے سرمایہ کا ویٹ زیادہ رکھتا ہے۔

---

1 بنکوں میں جاری مضاربہ میں پائی جانے والی شرعی خامیوں کی تفصیل محدث کے اسی شمارہ میں شائع شدہ مستقل مضمون میں ملاحظہ فرمائیں جو اسی سیمینار میں پیش کیا گیا۔

۳) مشارکہ متناقصہ (Diminishing Musharaka)

یہ ایک معاہدہ میں دو معاہدے ہیں، یعنی مشارکہ کا معاہدہ پھر اسی معاہدہ میں اس کے تناقص(diminish) کا معاہدہ۔

⑫ بینک کی طرف سے یہ وعدہ لینا کہ گاہک اس چیز میں بینک کے شیئرز اقساط میں بینک سے خریدے گا، یہ شرط اس مشارکہ میں بینک کے سرمایہ اور منافع کی ضمانت ہے، اور مشارکہ میں سرمایہ کی ضمانت اس مشارکہ کو سودی معاملہ میں تبدیل کر دیتی ہے۔

⑬ اقساط کی ادائیگی میں تاخیر کی صورت میں صدقہ کی شرط لگائی جاتی ہے جو دراصل تاخیر میں جرمانہ ہے جو کہ حرام اور سود ہے۔

۴) مرابحہ

مروّجہ اسلامی بینکوں کے نظام میں رائج مرابحہ، عام شرعی مرابحہ نہیں بلکہ مرابحة للآمر بالشراء ہوتا ہے، یعنی گاہک کے مطالبہ پر بینک اس کے لئے مطلوبہ سامان خرید تا ہے اور اپنا منافع متعین کر کے اقساط میں گاہک کو بیچتا ہے۔

مروّجہ مرابحہ میں شرعی قباحتیں یہ ہیں کہ

⑭ عام شرعی مرابحہ ایک تجارتی معاہدہ ہوتا ہے جبکہ مروجہ مرابحہ محض تمویل (financing) ہے۔

⑮ بینک خریدار سے وعدہ لیتا ہے کہ جب بینک گاہک کا مطلوبہ سامان خرید لے گا تو گاہک اس سے لازماً یہ سامان خریدے گا۔ یہ وعدہ بذاتِ خود ایک معاہدہ کی صورت اختیار کر جاتا ہے۔ پھر اس میں بیع مالا یملك کی قباحت آجاتی ہے یعنی ایسی چیز کو بیچنا جس کا وہ مالک نہ ہو۔

⑯ بینک مطلوبہ سامان کی خریداری میں اسی گاہک کو اپنا وکیل بناتا ہے جو کہ صحیح نہیں ہے، اور یہ قرض دے کر اُس پر سود لینے کی صورت بن جاتی ہے۔

⑰ مروّجہ مرابحہ میں منافع کا تعین شرح سود سے کیا جاتا ہے جو کہ LIBOR یا KIBOR کے ذریعہ متعین کی جاتی ہے۔ کائبر یا لائبر سے مراد وہ اوسط شرح سود ہے جس پر کراچی یا

مجلس التحقیق الاسلامی کے زیر اہتمام ملت اسلامیہ کا علمی اور اصلاحی مجلہ

magazine.mohaddis.com

لاہور میں بنک آپس میں سودی لین دین کرتے ہیں۔ منافع میں شرح سود کو معیار مقرر کرنا اس معاملہ کو مشکوک بناتا ہے۔

⑱ ادائیگی اقساط میں تاخیر میں صدقہ کو واجب قرار دینے کا جرمانہ دراصل سود ہے۔

⑲ مرابحہ کی بعض صورتوں میں التورّق المنظم [1] پایا جاتا ہے جو بالاتفاق حرام اور سودی حیلہ ہے۔

۵) اجارہ

اسلامی بینکوں میں جو اجارہ کیا جاتا ہے وہ الإجارة المنتهية بالتمليك ہے، یعنی کرایہ کا معاہدہ اور پھر آخر میں اس چیز کی ملکیت کا تبادلہ، جو کہ اسی ایک معاہدہ کے ذریعے ہوتا ہے، یا اس مدت کے اختتام پر ایک نمائشی قیمت یا پھر ہدیہ کے ذریعے۔ واضح رہے کہ عقدِ اجارہ یعنی کرایہ کا معاہدہ دراصل اس کی صرف ظاہری صورت ہے، حقیقت میں بینک اور گاہک دونوں کا مقصود اس چیز کی خرید و فروخت ہوتی ہے، اور یہ اُصول ہے کہ معاہدات میں مقاصد کو دیکھ کر حکم لگایا جاتا ہے نہ کہ ظاہری الفاظ کو دیکھ کر، لہٰذا اس معاہدہ پر بھی بیع کے احکامات لاگو ہوں گے نہ کہ کرایہ کے۔ مروّجہ اجارہ میں شرعی قباحتیں درج ذیل ہیں:

⑳ عقدِ اجارہ کرتے وقت بینک کے پاس مطلوبہ چیز موجود نہیں ہوتی اور یہ بیع مالا يملك ہے، جو کہ حرام ہے۔

㉑ اگر ایک ہی معاہدہ میں کرایہ اور ملکیت کا تبادلہ ہو تو یہ ایک معاہدہ میں دو معاہدے ہیں جو کہ حدیث کی رو سے حرام ہے۔

㉒ مروّجہ اجارہ چونکہ در حقیقت خرید و فروخت کا معاہدہ ہے، اس لئے بینک اس میں چیز کی قیمت جمع منافع کو اقساط میں تقسیم کرتا ہے، پھر اسے کرایہ کی صورت میں وصول کرتا ہے،

---

۱ تعریفه: "التورق المنظم الذي يجريه المتورق مع البنك الإسلامي هو طلب نقد حال مقابل نقد مؤجل أكثر منه بواسطة مجموعة عقود ووعود لم يقصد أي منها لذاته بل للحصول على هذا النقد العاجل مع التزامه بدفع أكثر منه في المستقبل"

مجلس التحقیق الاسلامی کے زیر اہتمام ملت اسلامیہ کا علمی اور اصلاحی مجلہ

magazine.mohaddis.com

اور بینک اپنے منافع کو KIBOR یا LIBOR ...جو کہ شرح سود کے لئے Bench Mark ہے... کے ذریعہ متعین کرتا ہے۔ شرح سود کو معیار مقرر کرنا مکمل معاملہ کو ہی مشکوک بناتا ہے۔

㉓ اجارہ میں بینک کا چیز کی ملکیت کو اپنے پاس رکھنا بھی جائز نہیں، کیونکہ مروّجہ اجارہ کا معاہدہ درحقیقت بیع و شرا کا معاہدہ ہے جس میں بینک بائع ہے اور مستاجر (کرایہ دار) دراصل مشتری (خریدار) ہے، اور چیز کی ملکیت مشتری کے پاس ہوتی ہے، نہ کہ بائع کے پاس۔

㉔ اجارہ کی مدت کے اختتام پر ہدیہ کا وعدہ بھی درست نہیں، کیونکہ یہ عام ہدیہ نہیں بلکہ ہدیۃ الثواب ہے کیونکہ یہ ان اقساط کی ادائیگی کے عوض میں ہدیہ ہے جو گاہک نے بینک کو ادا کیں، اور ہدیۃ الثواب کا حکم بیع کا ہی ہوتا ہے، یعنی اجارہ کے معاہدہ میں ہدیہ کا وعدہ دراصل ایک معاہدہ میں دو معاہدے ہیں جو شرعی لحاظ سے جائز نہیں۔

㉕ اقساط کی ادائیگی میں تاخیر پر صدقہ بھی دراصل سود کے ہی نام کی تبدیلی ہے۔

۳۔ صحیح اسلامی بینکاری کے لئے بنیادی تجاویز

① موجودہ اسلامی بینک محض مالیاتی ادارہ ہے تجارتی نہیں، لہٰذا اسلامی بینک کو ایک حقیقی تجارتی ادارہ بنایا جائے۔

② شریعت میں محض تمویل پر بنا کسی مخاطرت (رسک) کے فائدہ حاصل کرنا جائز نہیں کیونکہ شرعی اُصول کے مطابق معاملات میں مقصد اور نیت کو ملحوظِ خاطر رکھا جاتا ہے نہ کہ الفاظ کو۔

③ اسلامی بینک کو مرابحہ اور اجارہ کو چھوڑ کر حقیقی مضاربہ و مشارکہ کی جانب آنا چاہئے، اور اپنا رسک قبول کرنا چاہئے۔

④ مضاربہ کے لئے جمع ہونے والے سرمایہ کو صرف تجارت کے لئے استعمال کیا جائے، نہ کہ محض تمویل میں۔

⑤ اسلامی بینک کو حقیقی شرعی مضارب کا کردار اپناتے ہوئے ربّ المال کے اختیارات کو حیلے

مجلس التحقیق الاسلامی کے زیر اہتمام ملت اسلامیہ کا علمی اور اصلاحی مجلہ

magazine.mohaddis.com

بہانے سے سلب نہیں کرنا چاہیے بلکہ ربّ المال کے شرعی اختیارات کو تسلیم کرتے ہوئے اپنے معاملات کو واضح کرے۔

⑥ مضاربہ میں بینک کو جس نسبت (Ratio) سے منافع ہو، اسی نسبت سے رب المال (Depositors) کو بھی منافع میں شریک کرے۔

⑦ اقساط کی ادائیگی میں تاخیر کی صورت میں صدقہ کی شرط کسی بھی طرح جائز نہیں، چاہے صدقہ کی رقوم کو بینک استعمال کرے یا خیراتی اداروں کو دے۔ بلکہ اس کے بجائے تنگ دست کو مہلت دینے کے سنہرے شرعی اُصول کو اپنایا جائے۔

⑧ اگر بینک کو گاہک کی جانب سے جان بوجھ کر تاخیر کا خدشہ ہو تو رقم کی صورت میں جرمانہ کے بجائے کوئی اور طریقہ اختیار کیا جائے۔ مثلاً گاڑی یا گھر یا کوئی اور چیز بیچتے وقت اس کی قیمت میں کچھ خدمات (Services) کے حوالہ سے بھی رقم وصول کی جائے اور قیمت کی ادائیگی میں تاخیر کی صورت میں ان خدمات کو ختم یا کم یا مؤخر کردینے کی شرط عائد کی جاسکتی ہے۔

⑨ مرابحہ میں بینک اسی خریدار کو اپنا وکیل بنانے کے بجائے کسی اور کو اپنا وکیل مقرر کرے۔

⑩ مرابحہ میں التورق المنظم کی قباحت سے بچنا نہایت ضروری ہے۔

⑪ کسی بھی معاہدہ میں طرفین کی جانب سے کوئی وعدہ نہ کیا جائے، اور اگر وعدہ یک طرفہ ہو یعنی صرف بینک یا صرف گاہک کی جانب سے تو اس وعدہ کے ایفا کو قانوناً لازم قرار نہ دیا جائے۔

⑫ إجارہ المنتهية بالتمليك کے بجائے اسلامی بینک بیع التقسیط کا فارمولا اختیار کرے تو زیادہ بہتر ہے۔ اس صورت میں اسلامی بینک چیز کی ملکیت اگرچہ گاہک کو منتقل کرنے کا پابند ہوگا، لیکن یہ شرط عائد کی جاسکتی ہے کہ اس چیز کی ملکیت بینک اپنے پاس بطورِ رہن کے رکھے گا جب تک کہ خریدار چیز کی قیمت مکمل ادا نہ کردے۔ بیع التقسیط میں چیز کے تلف ہوجانے یا نقصان کی صورت میں بینک ضامن بھی نہیں ہوگا۔ اور بیع

مجلس التحقیق الاسلامی کے زیر اہتمام ملت اسلامیہ کا علمی اور اصلاحی مجلہ

التقسیط کے ذریعہ اسلامی بینک اجارہ کی دیگر شرعی قباحتوں سے بھی محفوظ رہ سکتا ہے۔

⑬ اسلامی بینک اپنے تمام معاہدات میں کسی بھی طرح شرحِ سود کو ہرگز بطورِ معیار مقرر نہ کرے۔

⑭ ایک معاہدہ میں دو معاہدوں کی قباحت سے بہر صورت بچا جائے۔

۴۔ دیگر عمومی سفارشات

① کسی بھی معاملے کو محض فروغ مل جانے سے اس کا شرعی جواز ثابت نہیں ہوتا لہٰذا مروجہ اسلامی بینکوں کے جواز کے لئے یہ دلیل دینا کسی طور بھی صحیح نہیں۔

② سودی قرض کو ختم کرنے کے لئے اور لوگوں کی معاونت کے لئے قرضہ حسنہ کے مواقع میسر کئے جانے چاہئیں۔

③ مدارس دینیہ میں بینکنگ اور معیشت کے معاملات کی تدریس کا اہتمام کیا جانا چاہئے۔

④ عوام الناس کی آگاہی کے لئے اسلامی نظام معیشت کی خصوصیات و فوائد سے متعلق ورکشاپس کرائی جائیں۔

⑤ علمائے کرام سے خصوصی درخواست ہے کہ موجودہ نظام معیشت پر عرق ریزی سے تحقیق کی جائے اور اُمت کو ایک اتفاقی فتویٰ کی صورت میں زیر بحث مسئلہ کا حکم بتایا جائے۔

⑥ اسٹیٹ بینک سے مطالبہ ہے کہ ایسا نظام لایا جائے جس میں شرعی ایڈوائزر اسلامی بینک کا ملازم نہ رہے۔

⑦ اسلامی بینکاری نظام کے ساتھ ساتھ سودی نظام بینکاری کو بطور متوازی نظام کے برقرار نہیں رکھنا چاہئے، بلکہ ہر ممکن کوشش کی جائے کہ سودی نظام کو جلد از جلد ختم کر کے اسلامی نظام معیشت کی جانب پیش قدمی جاری رہے۔

⑧ اسلامی معاشی اصولوں کو رائج کرنے کی جانب پیش قدمی کرنا ضروری ہے۔

⑨ اسلامی بینکاری نظام میں تبدیلی ضروری ہے، اسے شریعت کی روح کے مطابق ہونا چاہئے۔

⑩ ملکی قوانین میں اسلامی قوانین کی غیر مشروط بالادستی ہونی چاہئے۔

magazine.mohaddis.com

طارق اقبال

انسانی فکر و عمل میں قلب کا کردار اور اسلام

روز مرّہ گفتگو میں ہم کہتے ہیں کہ میرا دل نہیں مانتا یا فلاں کام کو میرا جی چاہ رہا ہے۔ شروع سے مختلف تہذیبوں میں انسان کا یہی طرزِ تکلم چلا آرہا ہے۔ قرآنِ کریم میں بھی اللہ تعالیٰ کے متعدد فرامین اسی سیاق میں موجود ہیں مثلاً سورۃ الحج میں ہے کہ آنکھیں اندھی نہیں ہو جاتیں بلکہ وہ دل (بصیرت سے) اندھے ہو جاتے ہیں جو سینوں میں ہیں۔ ایک اور مقام پر یوں ہے ﴿ لَهُمْ قُلُوبٌ لَّا يَفْقَهُونَ بِهَا وَلَهُمْ أَعْيُنٌ لَّا يُبْصِرُونَ بِهَا ﴾[1] کہ "اپنے دلوں سے وہ غور و فکر نہیں کرتے، اپنی آنکھوں سے وہ دیکھتے نہیں..."

قرآن وحدیث میں دلوں کو غور و فکر اور تدبر و بصیرت کی صلاحیت رکھنے والا قرار دیا گیا ہے، یہاں قرآنی الفاظ 'قلب' اور 'فواد' کے باہمی فرق کی طرف توجہ دینے کی ضرورت ہے۔ اس کے برعکس جدید سائنس دل کو محض خون پمپ کرنے والا ایک آلہ ہی قرار دیتی ہیں۔ چنانچہ سائنس کی مرعوبیت کا شکار ہوتے ہوئے بعض اہل علم نے قرآن وحدیث کے اس بیان کو صرف ایک انسانی روز مرہ محاورہ قرار دینے کی بھی جسارت کی ہے، لیکن آج سائنس قرآن کریم کے اس بیان کی تصدیق کررہی ہے کہ دلوں کے اندر بھی غور وفکر کرنے والا عصبی نظام پایا جاتا ہے۔ زیر نظر مضمون سے جہاں قرآن کریم کی حقانیت مترشح ہوتی ہے، وہاں یہ بھی پتہ چلتا ہے کہ ایک مسلمان کو اپنا اعتماد وایقان قرآن وسنت کے بیانات پر ہی رکھنا چاہئے اور سائنس کے کسی موقف کو حرفِ آخر سمجھنے کی غلطی نہیں کرنی چاہئے۔ ح م

'قلب' انسانی جسم کا اہم اور کلیدی عضو ہے جو جسم انسانی کی طرح فکر و عمل میں بھی بنیادی کردار ادا کرتا ہے۔ اس لیے قرآن وحدیث کی نظر میں قلب کی درستی پر انسانی عمل کی درستی کا انحصار ہے۔

قرآن وحدیث میں انسانی دل کو ذہانت کا منبع اور جذبات و احساسات رکھنے والا عضو قرار دیا گیا ہے۔ اس دور میں سائنس نے اتنی ترقی نہیں کی تھی، اس لیے اُنیسویں صدی تک یہی

---

۱ سورۃ الاعراف:۱۷۹

مجلس التحقیق الاسلامی کے زیر اہتمام ملت اسلامیہ کا علمی اور اصلاحی مجلہ

magazine.mohaddis.com

سمجھا جاتا رہا کہ انسانی دل کی حیثیت صرف پمپ جیسی ہے جو پورے جسم میں خون پمپ کرتا ہے۔ تاہم بیسویں صدی کے وسط میں سائنس نے پہلی مرتبہ یہ حیرت انگیز دریافت کی کہ انسانی دل میں بھی انسانی دماغ کی طرح کے ذہانت کے خلیے پائے جاتے ہیں۔ اس انقلابی دریافت کے بعد پھر انسانی دل پر بحیثیت منبع ذہانت (Source of Intelligence) کے مغرب میں بھی کئی اہم سائنسی تحقیقات ہوئیں۔ ان تحقیقات کو اس بحث میں مختصراً پیش کیا جائے گا تاکہ ہمیں اس بات کا اندازہ ہو سکے کہ سائنس آج ان حقائق کو دریافت کر رہی ہے جو قرآن و حدیث نے ۱۴۰۰ سال پہلے بیان کر دیے تھے۔

انسانی دل کے اندر چھوٹا سا دماغ... جدید سائنسی تحقیق

اُنیسویں صدی حتیٰ کہ بیسویں صدی کے نصف تک سائنس دانوں کے حلقوں میں انسانی دل کو صرف خون پمپ کرنے والا ایک عضو ہی سمجھا جاتا تھا۔ لیکن پھر کچھ مزید سائنسی تحقیقات ہوئیں تو سائنس، دل کے متعلق اس بات کو سمجھنا شروع ہوئی جو قرآن نے اور آقائے نامدار ﷺ نے چودہ سو سال پہلے کہی تھی۔ جیسا کہ تفسیر قرآن کے ماہر صحابیِ رسول حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا تھا:

"اس قرآن میں ایسی آیات ہیں جنہیں صرف وقت گزرنے کے ساتھ ہی سمجھا جا سکے گا۔" یعنی جیسے جیسے انسان کا مشاہدہ وسیع اور باریک ہوتا جائے گا۔

انسانی دل کے ساتھ بھی کچھ ایسا ہی معاملہ ہوا کہ جدید سائنس نے انسانی دل کے متعلق اب یہ سمجھنا شروع کیا ہے کہ اس میں بھی ذہانت کے خانے ہیں۔ انسانی دل پر جدید تحقیقات کی بنیاد پر کینیڈا کے سائنس دان ڈاکٹر جے اینڈریو آرمر (Dr. J. Andrew Armour M.D,Ph.D) نے ایک نئی میڈیکل فیلڈ کی بنیاد رکھی ہے جس کا نام ہے نیورو کارڈیالوجی (Neuroradiology) یعنی انسانی دل کا اعصابی نظام (Nervous System) ڈاکٹر آرمر نے دل کے اعصابی نظام کے لیے 'دل کے اندر چھوٹا سا دماغ' (A little Brain in the Heart) کی اصطلاح وضع کی ہے۔

مجلس التحقیق الاسلامی کے زیر اہتمام ملت اسلامیہ کا علمی اور اصلاحی مجلہ

یہ اس لیے کہ اُنہوں نے دریافت کیا ہے کہ انسانی دل کے اندر تقریباً چالیس ہزار اعصابی خلیے (Nerve Cells) پائے جاتے ہیں۔ یہ وہی خلیے ہیں جن سے دماغ بنتا ہے۔ یہ اتنی بڑی تعداد ہے کہ دماغ کے کئی چھوٹے حصے اتنے ہی اعصابی خلیوں سے مل کر بنتے ہیں۔[1] مزید برآں دل کے یہ خلیے دماغ کی مدد کے بغیر کام کر سکتے ہیں۔ دل کے اندر پایا جانے والا یہ دماغ پورے جسم سے معلومات لیتا ہے اور پھر موزوں فیصلے کرنے کے بعد جسم کے اعضا حتیٰ کہ دماغ کو بھی جوابی ہدایات دیتا ہے۔

علاوہ ازیں دل کے اندر موجود دماغ میں ایک طرح کی یاداشت (Short Term Memory) کی صلاحیت بھی پائی جاتی ہے۔ دل کو دھڑکنے کے لیے دماغ کی ضرورت نہیں ہوتی، یہی وجہ ہے کہ دل کی پیوند کاری کے آپریشن میں دل اور دماغ کے درمیان تمام رابطے کاٹ دیے جاتے ہیں اور جب دل نئے مریض کے سینے میں لگایا جاتا ہے تو وہ پھر سے دھڑکنا شروع کر دیتا ہے۔ ان تمام تحقیقات کو پیش کرنے کے بعد، جو ڈاکٹر اینڈریو آرمر اور اُن کے معاون سائنس دانوں نے دل کے اعصابی نظام پر کی ہیں، ڈاکٹر آرمر اپنی کتاب میں لکھتے ہیں:

> ''انسانی دل کے پاس اپنا چھوٹا سا دماغ ہوتا ہے جو اس قابل ہوتا ہے کہ وہ اپنی مدد آپ کے تحت مشکل قسم کے تجزیے کر سکتا ہے۔ دل کے اعصابی نظام کی ساخت اور کارکردگی کے متعلق جاننے سے ہمارے علم میں ایک نئی جہت کا اضافہ ہوا ہے جس کے مطابق انسانی دل نہ صرف دماغ کے ساتھ مل کر کام کرتا ہے بلکہ دماغ کی مدد کے بغیر آزادنہ طور پر بھی فرائض ادا کرتا ...''

تحقیق سے یہ بات بھی معلوم ہوئی ہے کہ دل، الیکٹرو میگنیٹک فیلڈ کی مدد سے دماغ اور

---

1 فرائیڈے اسپیشل، کراچی، ۸ جولائی، ۲۰۱۱ء از ڈاکٹر مشتاق گوہر، نیویارک امریکہ

Neuroradiology: Anatomical and functional Principles, California, 2003)

http: //www.rcpsych.ac.uk/pdf/Heart,

%20Mind%20and%20Spirit%20%20Mo amed%20Salem.pdf

مجلس التحقیق الاسلامی کے زیر اہتمام ملت اسلامیہ کا علمی اور اصلاحی مجلہ

magazine.mohaddis.com

بقیہ جسم کو اطلاعات پہنچاتا ہے۔ دل انسانی جسم میں سب سے زیادہ طاقتور الیکٹرو میگنیٹک فیلڈ پیدا کرتا ہے جو انتہائی تناسب سے کافی دور تک پھیلتی ہیں۔ دل کی پیدا کردہ الیکٹرو میگنٹک فیلڈ، دماغ کی پیدا کردہ میگنیٹک فیلڈ سے پانچ صد گنا طاقتور ہوتی ہیں اور ان کو جسم سے کئی فٹ کے فاصلے سے بھی معلوم کیا جاسکتا ہے۔"[1]

دل اور دماغ کے مابین دو طرفہ گفتگو کا سائنسی ثبوت

۱۹۷۰ء تک سائنس دان یہ سمجھتے تھے کہ صرف دماغ انسانی دل کو یک طرفہ احکام جاری کرتا ہے اور دل ہمیشہ اُن کے مطابق کام کرتا ہے، لیکن ۱۹۷۰ء کی دہائی میں امریکی ریاست اوہائیو (Ohio) کے دو سائنس دانوں جان لیسی اور اس کی بیوی بیٹرس لیسی نے یہ حیرت انگیز دریافت کی کہ انسان کے دماغ اور دل کے درمیان دو طرفہ رابطہ ہوتا ہے۔ یہ تحقیق امریکہ کے معروف مؤقر سائنسی جریدے امریکن فزیالوجسٹ کے شمارے میں چھپی تھی۔ تحقیق کا عنوان تھا: (Two-way communication between the heart and the brain)

اُنہوں نے تجربات سے یہ دریافت کیا کہ جب دماغ جسم کے مختلف اعضا کو کوئی پیغام بھجواتا ہے تو دل آنکھیں بند کر کے اُسے قبول نہیں کرلیتا۔ جب دماغ جسم کو متحرک کرنے کا پیغام بھیجتا ہے تو کبھی دل اپنی دھڑکن تیز کر دیتا ہے اور کبھی دماغ کے حکم کے خلاف پہلے سے بھی آہستہ ہو جاتا ہے۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ دل اپنی ہی کوئی منطق و دانش استعمال کرتا ہے۔ مزید بر آں دل بھی دماغ کو کچھ پیغامات بھیجتا ہے جنہیں دماغ نہ صرف سمجھتا ہے بلکہ ان پر عمل بھی کرتا ہے۔"[2]

جان لیسی اور بیٹرس لیسی کی تحقیقات پر تبصرہ کرتے ہوئے امریکی سائنس دان ڈاکٹر

---

1 McCraty, Bradley& Tomasion,2004 http://www. coherenceinhealth. nl/usr-data/general/verslagen/Verlsag_Rollin_McCraty.pdf

2 American Psychologist, 1978

مجلس التحقیق الاسلامی کے زیر اہتمام ملت اسلامیہ کا علمی اور اصلاحی مجلہ

magazine.mohaddis.com

رولن میکریٹی اپنی کتاب میں لکھتا ہے:

"جیسے جیسے اُن کی تحقیق مزید آگے بڑھی اُنہوں نے دریافت کیا کہ دل کی اپنی مخصوص منطق ہے جو بسا اوقات دماغ سے آنے والے پیغامات سے مختلف سمت میں جاتی ہے۔ حاصل کلام یہ کہ انسانی دل اس طرح کام کرتا ہے جیسے اس کا اپنا ایک دماغ ہو۔"[1]

امریکی سائنس دان ڈاکٹر پال پیرسل (Paul Pearsall, Ph.D.) نے انسانی دل کی ذہانت پر اپنی کتاب میں سیر حاصل گفتگو کی ہے۔ ڈاکٹر پیرسل کا موقف ہے کہ علوم انسانی کی تاریخ اس بات کی شاہد ہے کہ سائنس نے کئی سچائیوں کو بہت مشکل سے تسلیم کیا۔ اٹھارویں صدی کے وسط تک ڈاکٹر حضرات جراثیم کے وجود کو تسلیم نہیں کیا کرتے تھے اور اس دوران کئی مریضوں کی اموات جراثیموں کی وجہ سے ہوئیں، کیونکہ اس دور کے طبیب اپنا نشتر (Scalpel) اپنے جوتے کے تلے کے چمڑے سے تیز کرتے تھے جس پر نشتر پر جراثیم لگ جاتے اور جس مریض کا اس سے آپریشن کیا جاتا، اس کی موت کا باعث بنتے۔

وہ اطبا (Doctors) اس بات کو حقارت کی نگاہ سے دیکھتے کہ لوگ جراثیموں جیسی کسی مخلوق کے وجود کے قائل ہیں۔ بالآخر جب لیون ہک (Leewen hook) نے خوردبین (Microscope) ایجاد کی اور سائنس دانوں نے خود اپنی آنکھوں سے جراثیم دیکھے تو پھر ہر ہسپتال میں آپریشن سے پہلے ڈاکٹروں نے اپنے ہاتھ دھونا شروع کر دیے اور اُنہوں نے اپنے میڈیکل اوزاروں کو بھی جراثیموں سے پاک (Sterilize) کرنا شروع کر دیا۔ ڈاکٹر پیرسل کے مطابق یہی حال سائنسدانوں اور ڈاکٹروں کا بالآخر دل کے معاملے میں ہوگا، جب اُنہیں پتہ چل جائے گا کہ انسانی دل بھی سوچنے سمجھنے کی صلاحیت رکھتا ہے۔ ڈاکٹر پیرسل مزید لکھتا ہے:

"موجودہ دور کی ایجادات کا تعلق بھی دماغ ہی سے ہے، دل سے نہیں۔ درحقیقت

---

1 Heart-brain Neurodynamics: The Making of emotions, California, 2003.

مجلس التحقیق الاسلامی کے زیر اہتمام ملت اسلامیہ کا علمی اور اصلاحی مجلہ

magazine.mohaddis.com

دماغ سے ہمیں صرف سائنسی ترقی ملی ہے جبکہ اخلاقی ترقی صرف دل سے ہی مل سکتی ہے۔"

ڈاکٹر پیرسل کے مطابق پورے جسم میں دل کی ایک منفرد خصوصیت اس کا دھڑکنا(Rhythmicity)ہے، جس کی وساطت سے دل پورے جسم پر اثر انداز ہوتا ہے۔ ہر دھڑکن کے ساتھ ہم دل کی موجودگی کو اپنے جسم میں محسوس کرسکتے ہیں۔یہی وجہ ہے کہ دنیا کے کسی کلچر اور تہذیب کے کسی شخص کو لے لیں اور اس سے آپ کہیں کہ وہ اپنی ذات کی طرف اشارہ کرے تو کوئی شخص اپنے سر کی طرف اشارہ نہیں کرتا بلکہ اپنے دل کی طرف اشارہ کرکے کہتا ہے: 'میں' یہ کرتا ہوں یا 'میں' یہ کہتا ہوں۔

دراصل انسانی روح کا اصل مکان دل ہوتا ہے اور انسان کی 'میں' دراصل اس کی روح ہی ہوتی ہے۔یہی وجہ ہے کہ غیر مسلم بھی جب دل کا ذکر کرتے ہیں تو روح کا بھی ذکر کرتے ہیں، حتیٰ کہ مغربی عیسائی مصنّفین اس بات کا اعتراف کرتے ہیں کہ ہمارے دلوں میں اس جنّت کی یاد ابھی پائی جاتی ہے جس سے حضرت آدم علیہ السلام کو نکالا گیا تھا، مثلاً مغربی مصنف رچرڈ بائن برگ اپنی کتاب میں لکھتا ہے:

"ہماری مصروفیت بھری زندگی کے ہنگاموں کی تہہ میں ہمارے دلوں اور ہمارے اجسام کے خلیوں(Cells)کے اندر ایک کھوئی ہوئی جنت (A Paradise lost) کی خفیہ یادیں پوشیدہ ہوتی ہیں جنہیں ہم جنّت میں اپنی مشترکہ بچپن جیسی زندگی(Our shard paradisal infancy) کہہ سکتے ہیں۔"[1]

محقق جوزف چلٹن پیرس اپنی کتاب میں قلبِ انسانی کے متعلق سائنسی تحقیقات کا خلاصہ پیش کرتے ہوئے لکھتا ہے:

① ہمارے ذہن کو ہمارے دل کا آلہ(Instrument) کہا جاسکتا ہے۔

② ہمارے دل کو بذاتِ خود انسانی زندگی کا آلہ کہا جاسکتا ہے۔

---

1 The Heart's Code, New York, 1998.

مجلس التحقیق الاسلامی کے زیر اہتمام ملت اسلامیہ کا علمی اور اصلاحی مجلہ

magazine.mohaddis.com

③ ہمارا دماغ اور ہمارا جسم کچھ اس طرح کی ساخت کے بنے ہوئے ہیں کہ وہ دل سے آنے والی معلومات کو ہمارے لیے منفرد تجربہ زندگی میں تبدیل کر سکیں۔ دماغ اور بقیہ جسم، دل سے آنے والی اس انفارمیشن کا لحہ بہ لحہ تجزیہ کرتے رہتے ہیں اور پھر اس نتیجے کو جذبات کی زبان میں دل تک دوبارہ پہنچاتے ہیں۔

④ دماغ سے آنے والی رپورٹوں کے جواب میں قلبِ انسانی پورے جسم کو اعصابی اور کیمیاوی (Neural and hormonal) سگنل بھیجتا ہے اور اُن میں تبدیلی لاتا ہے۔ اس تبدیلی کی وجہ سے زندگی کے متعلق ہمارا ایک خاص قسم کا تجربہ ہماری شخصیت پر ثبت ہو جاتا ہے۔

آخر میں محقق پیرس جوزف قلبِ انسانی کے متعلق خلاصہ پیش کرتا ہے:

"Our heart plays a major, though fragile role in our overall consciousness"[1]

"ہمارا دل ہماری سمجھ بوجھ اور شعور میں نہایت اہم اور نازک کردار ادا کرتا ہے۔"

قلب کے متعلق قرآن و حدیث کے بیانات

قارئین کرام! یوں تو دل کے متعلق قرآن و حدیث میں بے شمار مقامات پر کہا گیا ہے مگر یہاں بطورِ ثبوت چند آیات و احادیث پیش کی جاتی ہیں تاکہ آپ کو جدید سائنس اور قرآنی آیات کی اطلاعات کے درمیان موازنہ کرنے میں آسانی رہے۔

① فرمانِ باری تعالیٰ ہے:

﴿فَلَوْ لَآ اِذْ جَآءَهُمْ بَاْسُنَا تَضَرَّعُوْا وَ لٰكِنْ قَسَتْ قُلُوْبُهُمْ وَ زَيَّنَ لَهُمُ الشَّيْطٰنُ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿۴۳﴾﴾ [۳]

"پھر جب ان پر ہمارا عذاب آیا تو وہ کیوں نہ گڑگڑائے؟ مگر ان کے دل تو اور سخت ہوگئے اور جو کام وہ کر رہے تھے، شیطان نے انہیں وہی کام خوبصورت بنا کر دکھا

1 Memories and visions of Paradise, Los Angelus, 1989.

۳ سورۃ الانعام:۴۳

مجلس التحقیق الاسلامی کے زیر اہتمام ملت اسلامیہ کا علمی اور اصلاحی مجلہ

magazine.mohaddis.com

دیے۔"

② ﴿وَ لِتَصْغٰۤى اِلَيْهِ اَفْـِٕدَةُ الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ وَ لِيَرْضَوْهُ وَ لِيَقْتَرِفُوْا مَا هُمْ مُّقْتَرِفُوْنَ۝۱۱۳﴾[1]

"اور (وہ ایسے کام) اس لیے بھی (کرتے تھے) کہ جو لوگ آخرت پر ایمان نہیں رکھتے، اُن کے دل اُن کی باتوں پر مائل ہوں اور وہ اُنھیں پسند کریں اور جو کام وہ کرتے تھے، وہی کرنے لگیں۔"

③ ﴿اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ الَّذِيْنَ اِذَا ذُكِرَ اللّٰهُ وَ جِلَتْ قُلُوْبُهُمْ وَ اِذَا تُلِيَتْ عَلَيْهِمْ اٰيٰتُهٗ زَادَتْهُمْ اِيْمَانًا وَّ عَلٰى رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُوْنَ۝۲ۚ﴾[2]

"سچے اہل ایمان تو وہ لوگ ہیں جن کے دل اللہ کا ذکر سن کر لرز جاتے ہیں اور جب اللہ کی آیات ان کے سامنے پڑھی جاتی ہیں تو اُن کا ایمان بڑھ جاتا ہے اور وہ اپنے ربّ پر اعتماد رکھتے ہیں۔"

④ ﴿لِّيَجْعَلَ مَا يُلْقِي الشَّيْطٰنُ فِتْنَةً لِّلَّذِيْنَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ وَّ الْقَاسِيَةِ قُلُوْبُهُمْ ؕ وَ اِنَّ الظّٰلِمِيْنَ لَفِيْ شِقَاقٍۭ بَعِيْدٍ۝۵۳ۙ﴾[3]

"وہ اس لیے ایسا ہونے دیتا ہے تاکہ شیطان کی ڈالی ہوئی خرابی کو فتنہ بنا دے، ان لوگوں کے لیے جن کے دلوں کو (نفاق کا) روگ لگا ہوا ہے اور جن کے دل کھوٹے ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ یہ ظالم لوگ عناد میں بہت دور نکل گئے ہیں۔"

اب فرموداتِ امام الانبیاء ﷺ سماعت فرمائیے:

⑤ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ رضی الله عنه عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «يَدْخُلُ أَهْلُ الْجَنَّةِ الْجَنَّةَ، وَأَهْلُ النَّارِ النَّارَ، ثُمَّ يَقُولُ الله تَعَالَى: أَخْرِجُوا مَنْ كَانَ فِي قَلْبِهِ مِثْقَالُ حَبَّةٍ مِنْ خَرْدَلٍ مِنْ إِيمَانٍ. فَيُخْرَجُونَ مِنْهَا قَدِ اسْوَدُّوا

---

1 سورۃ الانعام: ۱۱۳
2 سورۃ الانفال: ۲
3 سورۃ الحج: ۵۳

مجلس التحقیق الاسلامی کے زیر اہتمام ملت اسلامیہ کا علمی اور اصلاحی مجلہ

magazine.mohaddis.com

فَيُلْقَوْنَ فِي نَهَرِ الْحَيَا - أَوِ الْحَيَاةِ ، شَكَّ مَالِكٌ - فَيَنْبُتُونَ كَمَا تَنْبُتُ الْحِبَّةُ فِي جَانِبِ السَّيْلِ، أَلَمْ تَرَ أَنَّهَا تَخْرُجُ صَفْرَاءَ مُلْتَوِيَةً» . قَالَ وُهَيْبٌ حَدَّثَنَا عَمْرٌو "الْحَيَاةِ". وَقَالَ: خَرْدَلٍ مِنْ خَيْرٍ[1]

"ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: (جب) جنّت والے جنت میں اور دوزخ والے دوزخ میں داخل ہو جائیں گے، اس کے بعد اللہ تعالیٰ (فرشتوں) سے فرمائے گا کہ جس کے دل میں رائی کے دانے کے برابر (بھی) ایمان ہو، اس کو (دوزخ سے) نکال لو، پس وہ دوزخ سے نکالے جائیں گے اور وہ (جل کر) سیاہ ہو چکے ہوں گے۔

⑥ عَنْ أَنَسٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «يَخْرُجُ مِنَ النَّارِ مَنْ قَالَ: لاَ إِلَهَ إِلاَّ اللهُ، وَفِي قَلْبِهِ وَزْنُ شَعِيرَةٍ مِنْ خَيْرٍ، وَيَخْرُجُ مِنَ النَّارِ مَنْ قَالَ: لاَ إِلَهَ إِلاَّ اللهُ، وَفِي قَلْبِهِ وَزْنُ بُرَّةٍ مِنْ خَيْرٍ، وَيَخْرُجُ مِنَ النَّارِ مَنْ قَالَ: لاَ إِلَهَ إِلاَّ اللهُ، وَفِي قَلْبِهِ وَزْنُ ذَرَّةٍ مِنْ خَيْرٍ». قَالَ أَبُو عَبْدِ اللهِ: قَالَ أَبَانُ حَدَّثَنَا قَتَادَةُ حَدَّثَنَا أَنَسٌ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ: «مِنْ إِيمَانٍ» مَكَانَ «مِنْ خَيْرٍ»[2]

"حضرت انس رضی اللہ عنہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص لَا إِلٰه إِلا الله کہہ دے اور اس کے دل میں ایک جو کے برابر نیکی (ایمان) ہو وہ دوزخ سے نکالا جائے گا اور جو لَا إِلٰه إِلا الله کہے اور اس کے دل میں گیہوں کے ایک دانے کے برابر خیر (ایمان) ہو وہ (بھی) دوزخ سے نکالا جائے گا اور جو شخص لَا إِلٰه إِلا الله کہے اور اس کے دل میں ایک ذرہ برابر نیکی (ایمان) ہو وہ بھی دوزخ سے نکالا جائے گا، ابو عبداللہ نے کہا کہ ابان نے بروایتِ قتادہ، انس، نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے بجائے خیر کے ایمان کا لفظ روایت کیا ہے۔"

⑦ عَنْ عَامِرٍ قَالَ سَمِعْتُ النُّعْمَانَ بْنَ بَشِيرٍ يَقُولُ سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ

۱ صحیح بخاری:۲۲

۲ صحیح بخاری:۴۴

مجلس التحقیق الاسلامی کے زیر اہتمام ملت اسلامیہ کا علمی اور اصلاحی مجلہ

magazine.mohaddis.com

يَقُولُ: «الْحَلاَلُ بَيِّنٌ وَالْحَرَامُ بَيِّنٌ ، وَبَيْنَهُمَا مُشَبَّهَاتٌ لاَ يَعْلَمُهَا كَثِيرٌ مِنَ النَّاسِ، فَمَنِ اتَّقَى الْمُشَبَّهَاتِ اسْتَبْرَأَ لِدِينِهِ وَعِرْضِهِ، وَمَنْ وَقَعَ فِي الشُّبُهَاتِ كَرَاعٍ يَرْعَى حَوْلَ الْحِمَى، يُوشِكُ أَنْ يُوَاقِعَهُ. أَلاَ وَإِنَّ لِكُلِّ مَلِكٍ حِمًى، أَلاَ إِنَّ حِمَى اللهِ فِي أَرْضِهِ مَحَارِمُهُ، أَلاَ وَإِنَّ فِي الْجَسَدِ مُضْغَةً إِذَا صَلَحَتْ صَلَحَ الْجَسَدُ كُلُّهُ، وَإِذَا فَسَدَتْ فَسَدَ الْجَسَدُ كُلُّهُ . أَلاَ وَهِيَ الْقَلْبُ »[1]

''نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا کہ آپ ﷺ فرماتے تھے کہ حلال ظاہر ہے اور حرام (بھی ظاہر ہے) اور دونوں کے درمیان میں شبہ کی چیزیں ہیں کہ جن کو بہت سے لوگ نہیں جانتے، پس جو شخص شبہ کی چیزوں سے بچے، اس نے اپنے دین اور اپنی آبرو کو بچالیا اور جو شخص شبہوں (کی چیزوں) میں مبتلا ہو جائے، (اس کی مثال ایسی ہے) جیسے کہ جانور شاہی چراگاہ کے قریب چر رہا ہو جس کے متعلق اندیشہ ہوتا ہے کہ ایک دن اس کے اندر بھی داخل ہو جائے (لوگو!) آگاہ ہو جاؤ کہ ہر بادشاہ کی ایک چراگاہ ہے، آگاہ ہو جاؤ کہ اللہ کی چراگاہ اس کی زمین میں اُس کی حرام کی ہوئی چیزیں ہیں، خبردار ہو جاؤ! کہ بدن میں گوشت کا ایک ٹکڑا ہے، جب وہ سنور جاتا ہے تو تمام بدن سنور جاتا ہے اور جب وہ خراب ہو جاتا ہے تو تمام بدن خراب ہو جاتا ہے، سنو وہ ٹکڑا 'دل' ہے۔''

⑧ عَنْ قَتَادَةَ قَالَ حَدَّثَنَا أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ وَمُعَاذٌ رَدِيفُهُ عَلَى الرَّحْلِ قَالَ: «يَا مُعَاذُ بْنَ جَبَلٍ». قَالَ لَبَّيْكَ يَا رَسُولَ اللهِ وَسَعْدَيْكَ. قَالَ: « يَا مُعَاذُ »! قَالَ لَبَّيْكَ يَا رَسُولَ اللهِ وَسَعْدَيْكَ، ثَلاَثًا. قَالَ: «مَا مِنْ أَحَدٍ يَشْهَدُ أَنْ لاَ إِلَهَ إِلاَّ اللهُ وَأَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللهِ صِدْقًا مِنْ قَلْبِهِ إِلاَّ حَرَّمَهُ اللهُ عَلَى النَّارِ ». قَالَ يَا رَسُولَ اللهِ، أَفَلاَ أُخْبِرُ بِهِ النَّاسَ فَيَسْتَبْشِرُوا قَالَ «إِذًا يَتَّكِلُوا». وَأَخْبَرَ بِهَا مُعَاذٌ عِنْدَ مَوْتِهِ تَأَثُّمًا.[1]

اسحٰق بن ابراہیم، معاذ بن ہشام، ہشام، قتادہ اور انس بن مالک رضی اللہ عنہم کہتے ہیں کہ

---

1 صحیح بخاری: ۵۲

مجلس التحقیق الاسلامی کے زیر اہتمام ملت اسلامیہ کا علمی اور اصلاحی مجلہ

''حضرت معاذ رضی اللہ عنہ (ایک مرتبہ) آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ آپ کی سواری پر آپ کے پیچھے سوار تھے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن سے فرمایا: اے معاذ (بن جبل)! اُنہوں نے عرض کیا: لبیک یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وسعدیک! آپ نے فرمایا کہ اے معاذ! اُنہوں نے پھر عرض کیا: لبیک یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وسعدیک! تین مرتبہ (ایسا ہی ہوا)۔ آپ نے فرمایا کہ جو کوئی اپنے سچے دل سے اس بات کی گواہی دے کہ سوائے اللہ تعالیٰ کے کوئی معبود نہیں اور محمد اللہ کے رسول ہیں، اللہ اس پر (دوزخ کی) آگ حرام کر دیتا ہے۔ معاذ نے کہا: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! کیا میں لوگوں کو اس کی خبر کر دوں؟ تاکہ وہ خوش ہو جائیں۔ آپ نے فرمایا کہ اس وقت جب کہ تم خبر کر دو گے تو لوگ (اسی پر) بھروسہ کر لیں گے اور عمل سے باز رہیں گے۔ سیدنا معاذ نے یہ حدیث اپنی موت کے وقت اس خوف سے بیان کر دی کہ کہیں (حدیث کے چھپانے پر ان سے) مؤاخذہ نہ ہو جائے۔''[1]

اس موضوع کی مزید تفصیل کے لیے حاشیہ میں درج ویب سائٹس سے بھی رجوع کیا جاسکتا ہے۔[2]

خریداران و قارئین محدّث توجہ فرمائیں

ماضی میں خریدارانِ محدث کو زرِ سالانہ ختم ہونے کی اطلاع بذریعہ پوسٹ کارڈ دی جاتی تھی، اب گزشتہ سال سے محدث کے لفافہ پر چسپاں پتہ میں اس تحریر [مدتِ خریداری .... سے ختم ہو.....ہے] کی خالی جگہ پُر کرکے یہ اطلاع دی جارہی ہے ۔ لہٰذا جن حضرات کو ۲۰۱۲ء اور ۲۰۱۳ء میں زرِ سالانہ کی تجدید کی اطلاع دی گئی ہے، از راہِ کرم اوّلین فرصت میں وہ اس کی تکمیل فرمائیں۔

یاد رہے کہ ادارۂ محدث کی طرف سے زرِ تعاون ختم ہونے پر رسالہ بذریعہ وی پی نہیں بھیجا جاتا۔ قارئین بذریعہ بنک ڈرافٹ، منی آرڈر، اور ایزی پیسہ زرِ تعاون بھیج سکتے ہیں۔ مراسلت اور رابطہ کرتے ہوئے اپنے خریداری نمبر کا حوالہ ضرور دیں۔

محمد اصغر (منتظم و منیجر) موبائل برائے رابطہ وایس ایم ایس 0305-4600861

---

۱ صحیح بخاری:۱۲۸

۲ http://www.experiencefestival.com/a/Heart_and_Brain/id/1961
http://www.heartmath.org/research/research-our-heart-brain.html
http://www.therealessentials.com/followyourheart.html

سہ ماہی مجلہ

نظریات

سرپرست
حافظ عبد الرحمن مدنی

مدیر
حافظ طاہر اسلام عسکری

اِدارہ بحث وتحقیق لاهور کے زیر اہتمام

سہ ماہی علمی، فکری وادبی مجلہ 'نظریات' کا اجرا

شمارۂ اول (جنوری تا مارچ 2013) کے اہم مضامین

تحریک استشراق: ایک تعارف

انسانی اعضا کی پیوند کاری

تہذیب جدید کا فکری بحران اردو ادب کے آئینہ میں

بہ طور نمونہ منگوانے کے لیے 30 روپے کے ڈاک ٹکٹ بھجوائیں

پتا: طیب بن خالد، مینیجر سہ ماہی نظریات

گلی نمبر 1، سلمان پارک، بینک سٹاپ، 17KM، فیروز پور روڈ، لاہور

موبائل: 0321-8654067 ای میل: tahiraskari@yahoo.com

www.kitabosunnat.com www.mohaddis.com

CPL No. 49
Vol. 45 No.2

Monthly MUHADDIS Lahore

5866476
5866396

- عناد اور تعصب قوم کے لیے زہرِ ہلاہل کی حیثیت رکھتے ہیں
لیکن تعصّبات سے بالا تر رہ کر اِفہام وتفہیم اُمت کے لیے رحمت کا باعث ہے۔

- علومِ جدیدہ سے ناواقفیت اور انکارِ انسانی ارتقاء کو تسلیم کرنے میں بخل کا درجہ رکھتے ہیں
لیکن قدیم علومِ اسلامیہ کو فرسودہ قرار دینا اور مذہبی روایات کے حاملین کو دَقیانوس بتانا اُمت کی تباہی کا سبب ہے۔

- غیر مذاہب کے بارے میں معاندانہ رویہ اختیار کرنا اسلامی اَقدار کے منافی ہے
لیکن دینِ اسلام پر غیر مذاہب کے حملوں کا دفاع نہ کرنا اور اسلام کی تبلیغ کا فریضہ سرانجام نہ دینا حمیتِ دینی اور غیرتِ اسلامی سے یکسر انحراف ہے۔

- تبلیغِ دین اور اشاعتِ اسلام میں حکمتِ عملی کو نظر انداز کر دینا مصالحِ دینیہ کے خلاف ہے
لیکن حلال اور حرام کے امتیاز میں رَواداری برتنا اور قوانین ومسائلِ اسلامیہ کو نرم کر دینا اسلامی روح کو کمزور کر دینے کے مترادف ہے۔

- آئین وسیاست سے بیگانہ ہوکر عبادت کے لیے گوشہ نشین ہوجانا زندگی سے فرار ہے
لیکن جدا ہو دین سیاست سے تو رہ جاتی ہے چنگیزی

- جاہل کو دور ہی سے سلام کر دینا عبادِ صالحین کے اَوصاف میں داخل ہے
لیکن جاہلیت کو مٹانا اور باطل کا تعاقب کرنا عین جہاد ہے۔

اگر آپ ایسا منصفانہ اور معتدلانہ رویہ پسند کرتے ہیں تو

ماہنامہ محدث لاہور

کا مطالعہ فرمایئے، آپ اس کو ان جملہ صفات ومحاسن سے مزین پائیں گے، اِن شاء اللہ!
کیونکہ اس کے مضامین اسی مخصوص طرزِ فکر کے حامل ہوتے ہیں۔

- قیمت فی شمارہ ۳۰ روپے
- زرسالانہ ۳۰۰ روپے